بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جامع الاسرار

تصنیف لطیف

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو

مترجم

ڈاکٹر کے بی نسیم

حضرت سلطان باھو اکیڈمی

هُوْ

اَللّٰہُ

مُحَمَّد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

رَبِّ یَسِّرۡ وَلَا تُعَسِّرۡ وَتَمِّمۡ بِالۡخَیۡرِ وَبِكَ نَسۡتَعِیۡنُ ط

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ. اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ ط

بدانکہ این ذکر دربیان سلوک تصنیف فقیر باہوؒ است ونام این کتاب "جامع الاسرار" نہادہ شدہ ومشتمل بر ہفت باب نمودہ شدہ:۔

باب اوّل

دربیان ذکر اسم اللہ و دریافتن قلوب وتحققات علم وغیرہ

باب دوّم

دربیان ذکر مراقبہ وقلب وغیرہ۔

باب سوّم

دربیان ذکر نفس و رُوح وشیطان و دُنیا۔

باب چہارم

دربیان تجلّی مقامات

اللہ تعالیٰ کے پاک نام سے، جو بیحد مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اے میرے رب! آسان کر اور مشکل نہ کر اور پُورا کر بھلائی کے ساتھ اور ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کو ہیں، جو سارے جہانوں کا مالک ہے اور عاقبت پرہیزگاروں کیلئے ہے اور سلام و درود ہو محمدؐ رسول اللہ پر اور ان کی تمام آل پر اور صحابۂ کرامؓ پر۔

واضح رہے کہ یہ کتاب جس کا نام "جامع الاسرار" رکھا گیا ہے اور جس میں علم سلوک کا بیان اور ذکر ہے، فقیر باہوؒ کی تصنیف ہے۔ یہ (مندرجہ ذیل) سات باب پر مشتمل ہے:۔

باب اوّل

اسم اللہ کے ذکر کے بیان اور قلوب کے دریافت کرنے اور تحقیقات علم وغیرہ کے بیان میں۔

باب دوّم

ذکر مراقبہ اور قلب وغیرہ کے بیان میں۔

باب سوّم

نفس اور رُوح، شیطان اور دُنیا کے بیان کے ذکر میں۔

باب چہارم

ذکر تجلّی مقامات کے بیان میں۔

باب پنجم

دربیان ذکر خواب تعبیر و دریافتن حقایق مراقبہ و منتہی مُرشد وغیرہ ۔

باب ششم

دربیان تصوّر برزخ نقش اسم اللہ و تفکر تصوّر فنا فی اللہ وغیرہ ۔

باب ہفتم

دربیان ذکر اعظم وجود آدمی را معظم بتعظیم گردانیدن ۔

بشنوای طالب قرار و حیرت و تحیّر و دقیق و توفیق فنا فی اللہ و بقا باللہ ہر یک را از وجود معائنہ کند و تحقیقت حق و غیر حق را خود صاحب انصاف و منصب شود و ہر یکی را دریابد ۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :۔

خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ ؕ[1]

تصفیۂ قلب و تجلیۂ رُوح و تجلیہ سِرّ و تزکیۂ نفس، ہر ہمہ افعال ۔

حدیث :۔ دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ ؕ[2]

بشنوای عزیز! تُو از بی عقلی و بی قیاسی خود را از خود نمی شناسی، جان تو کان لعل است ۔ از آن بی خبر و سرگردان و پریشان ۔

ابیات

آفتاب و ماہتاب تُوئی — خود راہ بر و راہ روان تُوئی

[1] الحدیث [2] زین المعہ از حضرت ملا علی قاریؒ ۔

باب پنجم

تعبیر خواب، حقایق مراقبہ اور منتہی مُرشد وغیرہ کے دریافت کرنے کے بیان میں ۔

باب ششم

نقش اسم اللہ کے برزخ کے تصوّر اور تفکر تصوّر فنا فی اللہ وغیرہ کے بیان میں ۔

باب ہفتم

ذکر اسم اعظم اور انسانی وجود کو تعظیم سے باعظمت بنانے کے بیان میں ۔

اے طالب صادق! سُن! جو شخص فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر ہے، وُہ قرار، حیرت و تحیّر، دقیق و توفیق وغیرہ ہر ایک کو اپنے ہی وجود میں دیکھتا ہے ۔ اور حق اور غیر حق کی حقیقت کے متعلق خود ہی صاحب انصاف و صاحب مرتبت ہوتا ہے اور ہر ایک کو حاصل کر لیتا ہے ۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

"جو صاف ہے وہ لے لو اور جو میلا ہے، اُسے چھوڑ دو" ۔

قلب کا صاف کرنا، رُوح کو جِلا دینا، بھیدوں کو جِلا دینا اور نفس کو پاک کرنا ۔ تمام افعال صرف (حدیث) "اپنے نفس کو چھوڑ کر اُوپر آجا" پر عمل کرنے سے حاصل ہو سکتے ہیں ۔

اے عزیز من! سُن! تم بے عقلی اور قیاس نہ کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو نہیں پہچانتے ۔ تمہاری جان لعلوں کی کان ہے، جس سے تم (مطلق) بے خبر رہ کر حیران و سرگرداں اور پریشان پھرتے ہو ۔

ابیات

آفتاب و ماہتاب تمہیں ہو ۔ تم خود ہی رہبر اور راہ رواں تمہیں ہو ۔

از اسرار اللہ آگاہ تُوئی　　تُو در خود کفایت کُن آگاہ تُوئی

ہر منزل و ہر مقام ہر جا تُوئی　　ہر دو جہان را بہ نگاہ تُوئی

اُو با تو حاضر و ناظر رُو برو۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَاءِ[1]

بیت

زمین و آسمان و عرش و کُرسی　　ہمہ در تُست پیدا از کہ پُرسی

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :۔

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ[2]

خطرات با خطرات ذات با ذات۔

بیت

باہُوؒ از خود بدر کُن بیشتر خطرات را　　تا بہ بینی وحدت حق ذات را

از فرستادن محمود جہان می نماید کہ نوشدارو، پس از مرگ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

خَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ[3]

از برای آنکہ این اسم اعظم ذات در سینۂ مردم اہل خطرات جائی نگیرد، تا آنکہ وجود طالب خود اسم اعظم ذات نشود۔

[1] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ و تفسیر عرائس البیان [2] مشکوٰۃ بحوالہ بخاری [3] سورۃ الناس ، ۱۱۴ : ۴ - ۶

اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز سے تُم خود ہی آگاہ ہو۔ تُم اپنے آپ میں کافی ہو۔ تُم خود ہی اپنی کفالت کرنے والے، اور آگاہی رکھنے والے ہو۔

جس جگہ بھی تُو ہے، تُم خود ہی منزل اور مقام ہو۔ دونوں جہان تیری نگاہ کے سامنے ہیں۔

وہ تیرے ساتھ حاضر و ناظر اور تیرے رُوبرو ہے۔

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

"جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا، بیشک اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ جس نے اپنے نفس کو فنا سے پہچانا، اس نے اپنے پروردگار کو بقا سے پہچانا"۔

بیت

زمین و آسمان اور عرش و کُرسی سب تجھ میں ظاہر ہیں، تُو کس سے پُوچھتا پھرتا ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے"۔

خطرات خطرات کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور ذات ذات کے ساتھ ہوتی ہے۔

بیت

اے باہُوؒ! خطرات اور وساوس کو اپنے سے دُور کر دے، تاکہ تُو ذاتِ حق کی وحدت سے معمور ہو۔

جناب محمود ربِّ جلیل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے سے اصلی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد تریاق نصیب ہوگا۔

ارشادِ خداوندی ہے :۔

"خناس وہ ہے جو جِن و انس میں سے لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے"۔

اس واسطے کہ یہ اسمِ ذات اہلِ خطرات کے دل میں اس وقت تک جگہ نہیں پاتا، جب تک کہ طالب کا وجود خود اسم اللہ ذات نہیں ہوجاتا۔

بیت

اسم اعظم نام باھُوؒ متّصل　　میکند تاثیر صاحب ذکر دل

ہرکرا اسم اعظم ذات قرار کند، اوّل علم لدُنّی روشن و واضح گردد. دوّم کُلّ مقامات علوی و سفلی از وی پوشیدہ نماند. سوّم بعلم رسمی و کسبی اورا احتیاج نہ ای، چہارم ہر زمان فیض دیگر، عطا دیگر در دل اُو برخیزد۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَعَلَّمْنَاہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ط[1]

بیت

بانماز دائمی تسبیح میخواند دلم　　جان و تن تسبیح گشتہ درحقیقت واصلم

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :-

مَنْ لَّمْ یُؤَدِّ فَرْضَ الدَّآئِمِ لَمْ یَتَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنْہُ فَرْضَ الْوَقْتِ ط[2]

پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم فرمود :-

کہ اگر کسی ادا نکند فرض دائمی، خدای تعالیٰ قبول نکند فرض وقتی اورا۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ہَوٰہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ط[3]

---

[1] سورہ الکہف، ۱۸ : ۶۵

[2] الحدیث۔

[3] سورہ الکہف، ۱۸ : ۲۸

بیت

اسم اعظم باھُوؒ کے نام کے ساتھ متّصل ہے۔ اس کی تاثیر اُسے ملے گی، جس کا دل ذاکر ہوگا۔

جس کسی شخص کے دل میں اسم اعظم ذات قرار پاجاتا ہے۔ پہلے اس پر علم لدُنّی واضح اور روشن ہوجاتا ہے۔ دوسرے علوی اور سفلی کے تمام مقامات اس سے پوشیدہ نہیں رہتے۔ تیسرے رسمی اور کسبی علم کی اسے ضرورت نہیں رہتی۔ چوتھے ہر وقت اس کا دل فیض و عطا سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور سکھایا اس کو (اپنے بندے کو) ہم نے اپنی طرف سے علم۔"

بیت

"میرا دل دائمی نماز کے ساتھ اس کی تسبیح کرتا ہے۔ میری جان اور جسم تسبیح کرتے ہوئے اس کے ساتھ حقیقتاً واصل ہوگئے ہیں۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں :-

"جو شخص دائمی فرض کو ادا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتا۔"

پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے :-

کہ اگر کوئی شخص دائمی فرض ادا نہیں کرتا، خداوند تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتا۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"ایسے شخص کی پیروی نہ کرنا، جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ اور جس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے اور جسکا کام حد سے بڑھنے والا ہے۔"

✿

بیت

نماز و روزه و بسیار طاعت — ازان بهتر بود دل ذکر ساعت

قولهٗ تعالیٰ :-

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ ؕ[1]

یعنی خدای تعالیٰ جلّ شانهٗ فرموده که برپا دارید نماز را از برای ذکر من وچون صاحب نماز در رکوع وسجود جواب باصواب آواز باری تعالیٰ لَبَّیْکَ عَبْدِیْ نشنود، آنرا نماز اجابت نتوان گفت، چراکه خدای تعالیٰ سَمِیْعٌ وبَصِیْرٌ وحیّ وقیّوم است ونماز خداپرستی را گویند، نه بُت پرستی را۔

بیت

دل پریشان ومصلّی در نماز — خاک بادا برچنین دل بی نیاز

نماز فقیر درویش بحضور حیّ وقیّوم است ونماز رسوم رسوم دیگر است۔ چراکه وقت شروع نماز تکبیر تحریمہ اَللّٰهُ اَکْبَرْ نیز جهر است، اسم اللّٰه ذاتی واسم اکبر صفاتی۔ هرکرا بدل اسم ذات در دل او هیچ نیست خطرات۔

قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ السَّلَامُ :-

لَا یَجُوْزُ الصَّلٰوةُ اِلَّا بِحَضُوْرِ الْقَلْبِ ؕ[2]

هرکرا حضور قلب نیست، قلب آن مُرده وسیاه۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔ نماز اہل دل آنست که میگویند :-

---

[1] سورہ طٰهٰ ۲۰ : ۱۴ [2] کیمیای سعادت از امام غزالیؒ

بیت

نماز اور روزہ اور بہت زیادہ عبادت سے ایک گھڑی کا قلبی ذکر اس سے (کہیں) بہتر ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"میری یاد کے لیے نماز کو قائم رکھو۔"

یعنی بزرگ و برتر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ نماز کو میرے ذکر کیلئے قائم رکھو۔ اور جب تک نمازی رکوع و سجود کے وقت باری تعالیٰ کی آواز جواب باصواب "اے میرے بندے میں حاضر ہوں" کی آواز سن نہیں لیتا، اس نماز کو نماز قبولیت نہیں کہہ سکتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سننے والا اور دیکھنے والا اور زندہ اور قائم رہنے والا ہے۔ اور نماز خداپرستی کا نام ہے، نہ کہ بُت پرستی کا۔

بیت

دل پریشان ہو اور نمازی نماز کی کیفیت میں ہو۔ ایسے بے نیاز دل پر خدا کرے خاک پڑے۔

فقیر درویش کی نماز حیّ و قیّوم کے حضور سے ہوتی ہے۔ اور یہ رسمی رواجی نماز اور ہُوا کرتی ہے۔ اس واسطے کہ جب نماز تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کہا جاتا ہے (نمازی پر تمام دیگر کام حرام ہو جاتے ہیں۔ صرف ذات حق کی طرف رجوع کرنا جائز ہوتا ہے)۔ اَللّٰهُ اَکْبَرْ جہر بھی ہے۔ ایک اسم اللہ ذاتی ہے اور ایک اسم اللہ صفاتی۔ جس کے دل میں اسم ذات ہوتا ہے، اسکے دل میں کسی قسم کا خطرہ نہیں رہتا۔

جنابِ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :-

"حضورِ قلب کے بغیر نماز جائز نہیں ہوتی۔"

جس کسی کو حضور قلبی حاصل نہیں، اس کا دل مُردہ اور سیاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اہل دل کی نماز یوں ہوتی ہے۔

❖

بیت

بانفس پلید جامہ پاک چہ سود   دردل ہمہ شرک است وسجدہ برخاک چہ سود

تا از بیماری خطرات بہ نشوی ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی[1] ط

اہل سکار آنرا گویند کہ اکل وشرب وعقل وشعور را اجزا باند و با ہیچ کلام نکند و با اشتغال اللہ چنان غرق شود کہ نہ خود یاد ماند و نہ غیر خدا را ۔ عارف باللہ صاحب باطن در ورد و وظایف و تسبیح نیست و با استغراق وحدانیت صحیح است ۔

بیت

برزبان اللہ و در دل گاؤخر   این چنین تسبیح کی دارد اثر[2]

بشنو! زاہد طمع جنت وخوف جہنم دارد و از خدا غافل و فراموش باشد و عاشق

لَا طَامِعُ الْجَنَّۃِ وَلَا خَوْفِ جَهَنَّمَ ط

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :۔

مَنْ لَّہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ[3] ط

بیت

غیر حق را با ہو چون گردن زنم   باخوش یافتم روضہ دارالسلام

---

۱ سورہ النساء ، ۴ : ۴۳ ۲ مثنوی مولانای رومؒ ۳ الحدیث ۔

بیت

لباس پاک ہو مگر نفس ناپاک ہو، تو اس کا کیا فائدہ ؟ دل میں تو تمام شرک ہو اور سجدہ خاک پر ہو، تو اس کا کیا فائدہ ؟

جب تک کہ خطرات کی بیماری سے تندرست نہ ہو ۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"نماز کے قریب (تک) نہ جاؤ، جبکہ تم سکر (نشہ کی حالت) میں ہو۔"[1]

اہل سکر اس کو کہتے ہیں جس کو کھانے پینے وغیرہ کا عقل وشعور نہ ہو، اور کسی سے کلام نہ کرے اور شغل الٰہی میں ایسا مستغرق ہو کہ اُسے نہ اپنا یاد ہو اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ۔ صاحب باطن عارف باللہ ورد و وظائف اور تسبیح میں مشغول نہیں ہوتا، بلکہ وہ وحدانیت حق میں مستغرق رہتا ہے ۔

بیت

زبان پر اللہ کا نام جاری ہے اور دل میں مکر و فریب بھرا ہوا ہے ۔ (بھلا) ایسی تسبیح کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے ؟

(عزیز سے) سنو! زاہد کو بہشت کی طمع اور دوزخ کا خوف ہوتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ سے غافل اور فراموش ہوتا ہے ۔ لیکن عاشق کو نہ بہشت کی طمع ہوتی ہے اور نہ دوزخ کا خوف ۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

"جس کا مولیٰ، اس کا سب کوئی ۔"

بیت

میں جب ماسوی اللہ کی گردن مار دیتا ہوں، تو خوش ہو جاتا ہوں کہ سلامتی کے باغ کو پالیا ہے ۔

---

۱ نشہ کی حالت میں نماز کی ممانعت ہوئی ہے، تو نفس کی مستی میں قرب الٰہی کیونکر حاصل ہو سکتا ہے ؟

انتہا فقر اینست بشنو ای خاص وعام ؛

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :- اَلدُّنْيَا لَكُمْ وَالْعُقْبٰى لَكُمْ وَالْمَوْلٰى لِيْ ؕ [1]

یعنی دُنیا باشد شما و عقبیٰ باشد شما و مرا مولیٰ بس است ۔ شمس تبریزؒ این فرمود:

چار بُودم سہ شدم اکنون دوم — واز دُوئی بگذشتم و یکتا شدم [2]

اہل دل را در راہ خدای تعالیٰ چہار رہزن اند :- اوّل نفس، دوم شیطان، سوم بہشت، چہارم دوزخ ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ [3]

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَجَنَّةُ الْكٰفِرِيْنَ ؕ [4]

از دست خلق در غصہ و رنج مشو، چراکہ کلوخ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یاد کُن کہ درخت صبر برکت است ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ؕ [5]

بیت

باہُوؒ طالب اللہ را بگوید بالدوام — ذات با ذاتی صفاتی والسلام

قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاسِطِيْ :-

لَيْسَ فَرْقٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَبِّيْ اِلَّا تَقَدَّمَةً بِالْعُبُوْدِيَّةِ ؕ

[1] الحدیقۃ الندیہ از امام عبدالغنی نابلسی، ص ۱۰۳، نقل از مرغوب [2] تبریزیؒ [3] سورۃ المائدہ، ۵ : ۵۴ [4] مشکوٰۃ باب فضل الفقراء مترجم، ج ۳، ص ۵۰۳ [5] سورۃ یٰسٓ، ۳۶ : ۳۰

اے خاص و عام سُن لو! فقر کی انتہا یہی ہے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :-

"دنیا اور آخرت دونوں تمہیں مبارک رہیں۔ مجھے میرا مولیٰ ہی کافی ہے"۔

جناب شمس تبریزؒ (مولانا جلال الدین رومیؒ) یہ فرماتے ہیں :-

"میں چار تھا، پھر تین ہُوا اور اب دو ہُوں اور جب میں دوئی سے گزر جاؤں گا، تو یکتا ہو جاؤں گا"۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں اہلِ دل کے چار راہزن ہوتے ہیں :-

اوّل نفس، دوم شیطان، تیسرے بہشت اور چوتھے دوزخ ۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"مؤمنوں پر نرم دل ہیں اور کافروں پر زبردست ہیں۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتے"۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

"دُنیا مؤمنوں کیلئے قید خانہ اور کافروں کیلئے بہشت ہے"۔

خلقت کے ہاتھوں اگر تمہیں تکلیف پہنچے، تو ناراض اور غصہ نہ ہو، کیونکہ اس اینٹ کو یاد کرو، جس سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر وار کیا گیا تھا یاد رکھو صبر کے درخت میں بہت بڑی برکت ہے ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

"اُن بندوں کی حالت پر افسوس ہے، جو ہماری بھیجی ہوئی چیز پر ہنسی اُڑاتے ہیں"۔

بیت

باھُوؒ ہمیشہ طالب اللہ کو کہتا ہے کہ اسکی ذات کو اسکی ذاتی صفات کے ساتھ چاہو پھر اس کے سلام کا جواب آئے گا ۔

ابوبکر واسطیؒ فرماتے ہیں :-

"مجھ میں اور میرے پروردگار میں سوائے اسکے اور کوئی فرق نہیں کہ وہ عبودیت میں پہلے ہے"۔

بیت

زاہدا! ازبیم دوزخ چند ترسانی مرا　　آتشی دارم کہ دوزخ نزدوی خاکتر است

❖

وقدم برعبودیت است، اما از عبودیت نگذری بوحدانیت نرسی وتا از وحدانیت نگذری، با احدیت نرسی کہ احدیت ذات است ووحدانیت صفات۔ اَلْاِنْسَانُ سِرُّ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ واقع است۔ وَالْمُؤْمِنِیْنَ مُلُوْکَ الْجَنَّۃَ واقع است وَالْمُؤْمِنِیْنَ خَوَاصُّ الرَّحْمٰنِ واقع است۔ وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنِیْسُ الرَّحْمٰنَ واقع است۔ چنانچہ بایزید بسطامیؒ واضح کردہ است وفرمود کہ مراسی سال است کہ باپروردگار سخن میکنم وخلق اللہ میداند کہ باایشان سخن میکنیم۔ صاحب قوت العلم می فرمایند کہ حجاب ذات باصفات است وحجاب الصفات باالاسمار وحجاب الاسمار باالافعال وتا از افعال نگذری بذات نرسی، مطلق حاصل نشود۔

وہمہ چیز را محک است۔ محک علم فقر است موافق نص وحدیث۔ ہرکہ باین راہ نمی رود، خلاف علم وخبیث شود۔ ہرکرا چیزی نماید، از استدراج نماید وعارف از اشتغال اللہ ہیچ وقت فارغ نیست۔

خاقانیؔ گوید:۔

بیت

پس ازسی سال این معنی محقق شد بخاقانیؔ　　کہ یکدم باخدا بودن بہ ازملک سلیمانی

❖

بیت

"اے زاہد! مجھے دوزخ کے خوف سے کب تک ڈراتا رہے گا۔ میں تو ایسی آگ رکھتا ہوں کہ جسکے نزدیک دوزخ بھی خاکستر ہے۔"

اور قدم عبودیت پر ہے۔ لیکن جب تک عبودیت سے نہ گزر جاؤ گے، وحدانیت تک نہیں پہنچ سکتے۔ اور جب تک وحدانیت سے نہ گزر جاؤ گے، احدیت تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ احدیت ذات ہے۔ اور وحدانیت صفات ہے۔ انسان روئے زمین پر ایک راز الٰہی واقع ہُوا ہے۔ اور مؤمن بہشت کے بادشاہ قرار پائے گئے ہیں۔ اور مؤمن رحمٰن کے خواص اور رحمٰن کے انیس واقع ہوئے ہیں۔ چنانچہ بایزید بسطامیؒ نے یہ فرما کر اسی بات کو واضح کر دیا ہے کہ میں تیس سال سے اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہوں اور لوگ جانتے ہیں کہ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ صاحب قوت العلم فرماتے ہیں کہ ذات کا حجاب صفات ہیں۔ اور صفات کا حجاب اسمار اور اسمار کا حجاب افعال۔ اور جب تک افعال سے نہ گزر جاؤ گے، ذات تک نہ پہنچو گے۔ وہ مطلق حاصل نہ ہوگا۔

ہر چیز کی کسوٹی ہُوا کرتی ہے۔ (پس) علم کی کسوٹی فقر ہے۔ جیسا کہ قرآن اور احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔ جو شخص اس راہ پر نہیں چلتا ہے، وہ خلاف علم اور خبیث ہوتا ہے۔ جس کسی کو وہ جو کچھ دکھاتا ہے، استدراج دکھاتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ کسی وقت شغل الٰہی سے فارغ نہیں ہوتا۔

خاقانیؔ کہتا ہے:۔

بیت

پس تیس سال کے بعد یہ بات خاقانیؔ کے ہاں پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گھڑی رہنا ملک سلیمانی سے (کہیں) بہتر ہے۔

❖

جواب فقیر باھوؒ

چو از خودی بی‌خودی باشی چہ میدانی سلیمانی — دمی نامحرم است اینجا غلط گفت است خاقانی

بسی سال آن چنان باید شوی فی اللہ جان فانی — نہ روح دم قدم آنجا نہ آنجا سرِ پنہانی

چون سالک درین مقام آید، ذکری رُوی دھد کہ درین مقام نفس نفس نامحرم۔ غیر مخلوق را با غیر مخلوق یاد کردن، غیر مخلوق اسم ذات است پس مقام ذکر فرو ماند یعنی منتہا، لَذَّتُ الْاَذْکَارِ خَیْرٌ مِّنْ لَذَّۃِ الْاَبْکَارِ[1]۔ فقر اینجا دو شد کہ نیم فقر با فقر محتاج رسید و نیم فقر بلا یحتاج وید۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ[2] نیم فقر بلا یحتاج اینست کہ فَھُوَ اللّٰہُ ۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَآءَ الْغَنِیَّ[3] ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔ وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ[4] ۔

لیکن کسی را کہ غنی یاد میکند، او نیز غنی می شود۔

قولہٗ تعالیٰ :۔ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ[5] ۔

و درین مقام طالب خاموش باشد و ذکر اللہ در خروش کہ اَلْفَقْرُ لَا یُحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ[6] چون سالک اینجا رسد، از اللہ ہم لایحتاج باشد، از برای آنکہ نہ احتیاج ذکر و فکر و نہ احتیاج منزل و مقامات، بہر طریق کہ غوطہ خورد، آنچہ مقصود باشد، برسد۔

[1] الحدیث [2] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ [3] الحدیث [4] سورہ محمد، ۴۷: ۳۸

[5] سورہ البقرة، ۲: ۱۵۲

[6] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

فقیر باھوؒ کا جواب

جب تو بیخودی سے خودی میں آ گیا، تو پھر تو سلیمانی کو کیا جانے گا۔ یہ بات خاقانی نے غلط کہی ہے، وہ اس بات سے نامحرم ہے۔

بہت سے سال اس طرح اللہ تعالیٰ میں اپنی جان فانی کر دے کہ وہاں نہ تو دم قدم پر رُوح باقی رہے اور نہ وہ کوئی پوشیدہ راز رہے۔

جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے، تو اُسے ایسا ذکر پیش آتا ہے کہ اس مقام نفس میں نفس نامحرم ہو جاتا ہے۔ غیر مخلوق کو غیر مخلوق سے یاد کرنا اسم ذات ہے۔ پس مقام ذکر ہی رہ جاتا ہے۔ یعنی بات کی انتہا ہو گئی۔ "ذکر کی لذت کنواریوں کی لذت سے بڑھ کر ہوتی ہے۔" یہاں فقر کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔ نصف فقر محتاج تک پہنچتا ہے۔ اور دوسرا نصف فقر لایحتاج دیکھتا ہے۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

"جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وُہی اللہ ہوتا ہے اور یہی درجہ فقر لایحتاج کا ہے۔"

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :۔

"بیشک اللہ تعالیٰ غنی فقراء سے محبت کرتا ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم اسکے محتاج ہو۔"

لیکن جس کسی کو غنی یاد کرتا ہے، وہ بھی غنی ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"پس تم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا۔"

اور اس مقام پر طالب تو خاموش ہوتا ہے، لیکن ذکر الٰہی خروش میں ہوتا ہے۔

* کیونکہ فقر اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے، تو اسے اللہ تعالیٰ سے بھی احتیاج نہیں رہتی۔ اسواسطے کہ نہ اسے ذکر کی احتیاج رہتی ہے نہ فکر کی، نہ منزل کی، نہ مقامات کی۔ جس طرح ہو سکتا ہے، غوطہ لگا کر مقصود تک

این را دریای توحید گویند و در فقر کامل مکمل کمال را زوال ذکر اسم اللہ گذارد و اسم اللہ این را محبت زیادہ دارد۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللہِ[1] وَ کُلُّ شَیْءٍ در احتیاج اُوست۔

بشنو ای اہل اللہ طالب! اسم اللہ مثل سیماب است و سیماب بہ ہیچ چیز کشتہ نمیگردد و بہ ہیچ در قید نمی ماند۔ ہر کہ سیماب را از حکمت بکشد و خاکستر کند، آنرا صاحب اکسیر گویند۔ آن نیز لا یحتاج است در دنیا و اسم اللہ در وجود آنکسی کہ قرار گیرد جمعیت گیرد در دنیا و آخرت با جمعیت شود و بندہ شود، ہر آنکسی را کہ اللہ تعالیٰ پسند کند، وجود او کلیہ و نظر او کیمیا گردد و درین کار ہم مرشد صاحب حکمت باشد۔

خواجہ حافظ شیرازیؒ میفرمایند:۔

بیت

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمی بما کنند

چون حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را شب معراج بردند۔ اولاً بر براق سوار شدند۔ پس جبرائیل علیہ السلام جلوہ داد، ہر دو جہان را و ہژدہ ہزار عالم را آراستہ پیراستہ بہر نظر نمود۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بچشم گوشہ ہم نظر نکرد۔

قولہ تعالیٰ:۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[2]

بمقام اَوْ اَدْنیٰ اَعْلیٰ از عرش بالا بمرتبہ قَابَ قَوْسَیْنِ اُو را نزد خود رسانید۔ بَیْنَمَا بَیْنَ اللہِ و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردۂ پیاز عین بعین چون حبیب قریب گشت، از باری تعالیٰ حکم ندا گشت کہ ای حبیب من! چون ہر دو سرا فدای تو کردم

[1] عین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ [2] سورہ نجم، ۵۳ : ۱۷

پہنچ جاتا ہے۔ اس کو دریائے توحید کہتے ہیں۔ فقر کامل و مکمل میں اگر اسم اللہ چھوڑ دیا جائے تو زوال آجاتا ہے۔ اسم اللہ کے ذکر سے محبت زیادہ ہو جاتی ہے۔ فقر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کا بھی محتاج نہیں ہوتا، بلکہ تمام چیزوں کو اس کی احتیاج رہتی ہے۔

اے اللہ والے طالب! سن! اسم اللہ پارے کی طرح ہوتا ہے، اور پارہ کسی چیز سے کشتہ نہیں ہوتا اور کسی کی قید میں نہیں رہتا۔ جو کوئی پارے کو کسی حکمت سے کشتہ کرتا ہے اور خاکستر کرتا ہے۔ اس کو صاحب اکسیر کہتے ہیں۔ ایسے شخص کو دنیا میں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ (اسی طرح) جس شخص کے وجود میں اسم اللہ قرار و جمعیت پکڑتا ہے، وہ دنیا و آخرت میں باجمعیت اور بندہ ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اس کے تمام وجود اور نظر کو کیمیا بنا دیتا ہے۔ لیکن اس کام کے لیے بھی صاحب حکمت مرشد چاہیے، چنانچہ خواجہ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں:۔

بیت

وہ لوگ جو نظر سے خاک کو کیمیا بنا دیتے ہیں۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری طرف بھی ایک نگاہ (کرم) کریں؟

جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات آسمانوں پر لے گئے، تو پہلے براق پر سوار کیا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دونوں جہاں اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق کو ہر طرف آراستہ پیراستہ کر کے دکھایا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"نہ آنکھ بہکی اور نہ نافرمانی کی"۔

یہ حالت ہر ادنیٰ اور اعلیٰ مقامات پر رہی۔ اسی واسطے حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرش سے اوپر قاب قوسین کے مرتبے پر اپنے نزدیک پہنچایا، چنانچہ ہر دو کے مابین پیاز کے چھلکے کا سا پردہ رہ گیا۔ جب حبیب عین بعین (بالکل) قریب آگیا، تو باری تعالیٰ سے حکم ندا آئی۔ اے میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم)! جب میں نے دونوں جہان تجھ پر قربان کر دیے اور دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کا نظارہ تم کو

ونماشا ہر دوسرا شدہ ہزار عالم بتو نمودم، ازان ترا چہ پسند آمد کہ آن بر تو عطا کنم حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ یا خداوندا! فقر بر من عطا کن کہ برابر فقر ہیچ چیزیرا قرب اللہ و فنا فی اللہ نیست کہ چنین قرب چیزیرا ندیدم۔ این فقر سلطان الفقر است۔ کسی کہ ظاہر باطن روئی آن فقر بہ بیند، صاحب اختیار و مرتبۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بر و غالب آید و صفت اسم فقر در وی روئی دھد و بنیاد ولا یحتاج جاودانی شود، نہ این گدایان کہ فقیری و درویشی میکنند و میگردند۔ این فقر اضطراب، خراب محتاج است۔ حق تعالیٰ فرمود کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! سلطان الفقر بر تو عطا کردم و بر درویشان تو و بر اہل بیت تو و بر امت نیک صالح تو حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ ہزار ہزار شکر است۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِيْ وَالْفَقْرُ مِنِّيْ اَلْفَقْرُ قَدَّمَ الْفَقْرُ عَلٰى جِهَادٍ لِاَنَّ الْفَقْرَ جِهَادُ النَّفْسِ وَالْجِهَادُ مَعَ الْكُفَّارِ وَالْجِهَادُ مَعَ النَّفْسِ اَفْضَلُ مِنَ الْجِهَادِ الْكُفَّارِ ؕ[1]

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :۔

لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنَ التَّبُوْكِ قَالَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلٰى جِهَادِ الْاَكْبَرِ ؕ[2]

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :۔

لِكُلِّ اَحَدٍ حِرْفَةٌ وَلِيْ حِرْفَتَانِ اَلْفَقْرُ وَالْجِهَادُ فَمَنْ جَاهَدَ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ اَبْغَضَنِيْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ ؕ[3]

حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: ہر کسی را کسب است و کسب من فقر و کارزار۔ پس ہر کہ دوست داشت فقر را او دوست داشت مرا ہر کہ دشمن داشت

[1] الحدیث [2] نقل از کتاب بیہقی والتشرف، ص ۶۹ [3] الحدیث ۔

دکھلایا، تو ان میں سے کیا چیز تجھے پسند آئی، جو تم کو عطا کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ اے میرے آقا! کہ مجھے فقر عطا کیا جائے، کیونکہ فقر کے برابر کسی چیز کو قرب خداوندی اور فنا فی اللہ حاصل نہیں۔ ایسا قرب کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہی فقر سلطان الفقر ہے۔ جو شخص ظاہر و باطن میں اس فقر کو دیکھتا ہے، وہ صاحب اختیار ہو جاتا ہے اور مرتبۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر غالب آجاتا ہے۔ اور اسم فقر کی صفت اس میں اپنا اثر دکھانے لگتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ کیلئے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ وہ فقیر یہ نہیں، جو فقیری اور درویشی کماتے ہیں اور دربدر پھرتے ہیں۔ یہ فقر سراسر اضطراب ہے اور خراب و محتاج ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے سلطان الفقر کا مرتبہ تمہیں عطا کیا اور تمہارے درویشوں کو بھی اور تمہارے اہل بیت اور تمہارے نیک اور صالح امتیوں کو بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ ہزار ہزار شکر ہے۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ فقر کو جہاد سے مقدم سمجھا گیا ہے، کیونکہ فقر نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ اور جہاد کفار سے۔ نفس سے جہاد کرنا کفار سے جہاد کرنے کی نسبت افضل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک سے لوٹتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹتے ہیں"۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"ہر شخص کا کوئی نہ کوئی پیشہ ہوتا ہے۔ سو میرے دو کام ہیں۔ ایک فقر اور دوسرا جہاد۔ جس نے جہاد کیا، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے بغض کیا، اس نے گویا اللہ تعالیٰ سے بغض کیا"۔

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر کسی کا کوئی نہ کوئی پیشہ ہوتا ہے اور میرا پیشہ فقر اور جہاد ہے۔ پس جس نے فقر کو دوست رکھا، گویا اس نے مجھے دوست

فقر را، اُو دشمن داشت مرا۔

بشنو ای فقیر! فقر را سہ حالت است: یکی آنکہ مال ندارد ولیکن جہد میکند۔ این را فقیر حریص میگویند۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

يَتْرُكُ الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا[1]

یعنی فرمود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ترک کند دُنیا را برای اندوختن دُنیا۔ دوّم آنکہ طلب کند دُنیا را۔ امّا ہر کہ باُو دھد، نستاند۔ این را فقیر زاہد میگویند۔

سوّم آنکہ طلب نکند ولیکن ردّ نکند اگر برسد، خورسند نباشد۔ این را فقیر قانع گویند۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

اَلْفَقْرُ مَشَقَّةٌ فِي الدُّنْيَا وَمَسَرَّةٌ فِي الْاٰخِرَةِ وَاَكْثِرُوْا مَعْرِفَةَ الْفُقَرَآءِ وَخُذُوْا عِنْدَهُمُ الْاَيَادِيْ فَاِنَّ عِنْدَهُمْ دَوْلَةً[2]

فرمود آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم، فقر سختی است در دُنیا و خوشی است در آخرت۔ بسیار شناسید درویشان را و بگیرید نزدیکی ایشان بدسترس بدرستیکہ مر ایشان را دولت است۔ گفتند یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! چیست ایشان را دولت۔ فرمود: اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ قِيْلَ لَهُمْ اُنْظُرُوْا مَنْ اَطْعَمَكُمْ كِسْرَةً وَاَسْقَاكُمْ شَرْبَةً وَاَلْبَسَكُمْ ثَوْبًا فَخُذُوْهُ ثُمَّ اهْبِطُوْهُ اِلَى الْجَنَّةِ[3]

چون قیامت قائم شود، گفتہ شود ایشان را ببینید و بشناسید کہ در دُنیا شما را کُدام پارہ طعام یا شراب دادہ است و یا شما را جامہ دادہ است۔ پس بگیرید دست ایشان و بہ بہشت روید۔

---

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] ایضاً۔

رکھا اور جس کسی نے فقر کو دُشمن رکھا، گویا اس نے مجھ سے دُشمنی رکھی۔

اے فقیر سُنو! فقیر کی تین حالتیں ہوتی ہیں:- ایک یہ کہ اس کے پاس مال نہ ہو، لیکن وُہ مال حاصل کرنے کی کوشش کرے، اس کو حریص فقیر کہتے ہیں۔ ایسے فقیر کی نسبت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:-

"وُہ دُنیا کو دُنیا کی خاطر چھوڑتا ہے۔"

یعنی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا، وُہ دُنیا کو اکٹھا کرنے کی خاطر دُنیا کو ترک کرتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دُنیا کو طلب تو کرتا ہے، لیکن جب کوئی اس کو دیتا ہے، تو وُہ نہیں لیتا۔ ایسے فقیر کو زاہد فقیر کہتے ہیں۔

تیسرے وُہ جو طلب نہ کرے اور نہ ردّ کرے، اگر مِل جائے، تو خوش نہیں ہوتا ایسے فقیر کو قانع فقیر کہتے ہیں۔

جناب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:-

"فقر دُنیا میں مشقت اور آخرت میں خوشی کا باعث ہے۔ درویشوں کو پہچان کر اُن سے نعمت لو، کیونکہ ان کے پاس نعمت ہوتی ہے۔"

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:-

فقر دُنیا میں سختی اور آخرت میں خوشی کا باعث ہے۔ درویشوں کو پہچان کر اُن سے نعمت لو، کیونکہ اُن کے پاس نعمت ہوتی ہے۔ جب آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا گیا کہ وُہ نعمت کون سی ہے؟ تو فرمایا:-

"جب قیامت برپا ہوگی، تو انہیں کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو پہچانو، جنہوں نے دُنیا میں تمہیں کھانا کھلایا، پانی پلایا یا کپڑا پہنایا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر انکو بہشت میں لے جاؤ۔"

"جب قیامت قائم ہوگی، تو انہیں کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو دیکھو اور پہچانو، جنہوں نے دُنیا میں تم کو روٹی کا ٹکڑا دیا، پانی پلایا اور یا تم کو لباس پہنایا۔ پس اُن کا ہاتھ پکڑ کر انکو بہشت میں لے جاؤ۔"

❖

حدیث قدسی

اَلْمَالُ مَالِیْ وَالْاَغْنِیَآءُ فِیْ وَبَالِیْ وَالْفُقَرَآءُ بِمَنْزِلَةِ عِیَالِیْ مَنْ اَنْفَقَ مَالِیْ عَلٰی عِیَالِیْ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ لَّمْ یُنْفِقْ مَالِیْ عَلٰی عِیَالِیْ فَلَهُ النَّارُ ط[1]

قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

اَلْفَقِیْرُ الصَّابِرُ خَیْرٌ مِّنْ غَنِیِّ الشَّاکِرِ ط[2]

قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ ط[3]

یعنی فقر سیاہی مردمک چشم است و روشنائی کونین۔

قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

لِکُلِّ شَیْءٍ مِّفْتَاحٌ وَّمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَآءِ ط[4]

قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

حُبُّ الْفُقَرَآءِ اَخْلَاقُ الْاَنْبِیَآءِ وَبُغْضُ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ ط[5]

قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسٰکِیْنِ ط[6]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :-

وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ط[7]

قَوْلُهٗ تَعَالٰی :- لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ ط[8]

---

[1] حدیث قدسی [2] الحدیث [3] ایضاً [4] ایضاً [5] جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ و زین الحلم از حضرت ملّا علی قاریؒ [6] مشکوٰۃ فضل الفقراء ج ۳ ص ۵۰۲ و جامع الصغیر از علامہ سیوطیؒ [7] سورہ الکہف ۱۸ : ۲۸ [8] سورہ الحشر ۵۹ : ۸

حدیث قدسی

"مال میرا ہے۔ اور غنی وبال میں ہیں۔ اور فقیر بمنزلہ میرے عیال کے ہیں۔ جس نے میرے مال کو میرے عیال پر خرچ کیا، اس کے لیے جنت ہے اور جس نے میرے مال کو میرے عیال پر خرچ نہ کیا، اس کے لیے دوزخ ہے۔"

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :-

"صابر فقیر شاکر غنی سے اچھا ہے۔"

نیز فرمایا :-

"فقر (مکتب) دونوں جہان کی رُوسیاہی ہے۔"

یعنی فقر آنکھوں کی پُتلی کی سیاہی ہے اور دونوں جہان کی روشنائی۔

نیز فرمایا :-

"ہر چیز کی چابی ہوتی ہے پس بہشت کی چابی فقراء کی محبت ہے۔"

نیز فرمایا :-

"فقراء سے محبت کرنا انبیاء کا خُلق ہے اور فقراء سے عداوت کرنا فرعونی خُلق ہے۔"

نیز فرماتے ہیں :-

"اے میرے معبود! مجھے مسکینی میں زندہ رکھ اور مسکینی میں موت دے اور قیامت کے دن مجھے مساکین کے زُمرے میں اُٹھا۔"

ارشادِ خداوندی ہے :-

"اے پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم! تم اپنے آپ کو روکے رہو ان کے ساتھ جو اپنے رب کو یاد کرتے ہیں صبح شام۔ طالب ہیں خدا کے اور اپنی آنکھ ان لوگوں سے نہ اٹھانا، زینتِ دُنیا کو تلاش کرتے ہوئے۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

"واسطے ان مفلسوں، وطن چھوڑنے والوں کے۔"

پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بشبِ معراج بحضور حق تعالیٰ با سلطان الفقر ملاقات کردہ است و مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دست در بغل گرفتہ سر با سر و رُوی با رُوی از سرتا بپا با فقر چسپید۔ وجود مبارک با وجود فقر مبدّل گردید۔ ازبرای این تارک و فارغ بودند از آلایش دُنیا۔ ہرکہ در باطن با فقر ملاقات نکند و با فقر جامہ مبدّل نشود، ہرگز بمرتبۂ فقر نرسد، اگرچہ ریاضت سربسنگ زند۔

فقر عطا است بحکم خدا و باجازت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مرتبۂ پیغمبری و اصحابی دیگر است۔ و از مرتبۂ پیغمبری مرتبۂ فقر افضل است۔ چون پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فقر را فخر خود فرمودہ و ہمت از خدای تعالیٰ توفیق میخواستہ و با فقر ہم محبت بودند و ہم رفیق خود ساختند۔

فقر را نقل است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقر پنہان کرد از اصحابان، مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ را کہ فقر عطا کرد و خود را ہفتاد بار بفروخت و سائل را ہیچ وجہ خالی نکرد۔

بیت

صدیقؓ صدق و عدل عمرؓ و پُر حیا عثمانؓ بود — گوی فقرش از پیغمبر شاہ مردانؓ می رُبود

حالا چہار پیر بشناسی کہ اوّل پیر صدیقان حضرت ابوبکر صدیقؓ و پیر عادلان حضرت عمر خطابؓ و پیر اہل حیا حضرت عثمانؓ و پیر عالمان و فقیران حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات حق تعالیٰ کے حضور میں سلطان الفقر سے ملاقات کی اور اس سے بغلگیر ہو کر سر سے پاؤں تک رُوبرو ہو کر فقر سے لپٹ گئے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک فقر کے وجود میں بدل گیا۔ اسی واسطے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دُنیاوی آلائش سے تارک اور فارغ تھے۔ جو شخص باطن میں فقر کے ساتھ ملاقات نہیں کرتا، اور یا وہ فقر سے لباس نہیں بدلتا، وہ ہرگز ہرگز فقر کے مرتبے کو نہیں پہنچتا، خواہ وہ ریاضت میں پتھر پر ہی اپنا سر کیوں نہ دے مارے۔

فقر حکم خدا سے اجازت پیغمبری کے ساتھ عطائے الٰہی ہے پیغمبری اور اصحابی کا مرتبہ اور ہے۔ اور ان دونوں اصحابی اور پیغمبری کے مرتبہ سے فقر کا مرتبہ افضل ہے۔ چونکہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فقر کو اپنا فخر فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اسی کی توفیق کی التجا کیا کرتے تھے۔ اور فقر ہی سے محبت کیا کرتے تھے اور اسی کو اپنا رفیق بنایا کرتے تھے۔

فقر کے متعلق منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فقر کو مخفی رکھا، صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ پر ظاہر فرمایا۔ جب انہیں عطا فرمایا، تو آپ نے اپنے آپ کو راہِ خدا میں ستر بار فروخت کیا اور سائل کو کبھی خالی نہ جانے دیا۔

بیت

(ابوبکرؓ) صدّیق صدق تھے، عمر ابن خطابؓ عدل تھے۔ اور عثمانؓ (غنی) حیا سے پُر تھے، لیکن پیغمبر علیہ السلام سے فقر کی گیند شاہ مرداں (حضرت علی علیہ السلام) لے گئے۔

یعنی شاہ مرداں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر کی دولت پائی۔

اب (حسب ذیل) چار پیروں کو شناخت کر لو۔ کہ اوّل صدیقوں کے پیر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوم عادلوں کے پیر حضرت عمر خطابؓ اور تیسرے اہل حیا کے پیر حضرت عثمانؓ (غنی) اور چوتھے عالموں اور فقیروں کے پیر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ہیں۔

چنانچہ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :-

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا[1]

ونواسۂ او ولی اللہ حضرت شاہ محی الدین گیلانی غوث الثقلین محبوب سبحانیؒ که فقر تمام داشت، سردفتر اولیا شُد و حضرت امّ المؤمنین فاطمۃ الزّہراؓ ہم پروردۂ فقر بود و فقر داشت۔ ہر کرا فقر رسد، از ایشان رسد۔ شب معراج حق تعالیٰ فرمود: یا محمد حبیب من صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ! ناپسند تُرا کدام چیز است کہ تا اُو از تو ناچیز کنم۔ پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم فرمود: خداوندا! دُنیا از من جُدا کُن۔ حق تعالیٰ فرمود: یا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ :-

مردم را دُنیا عزیز است کہ از جان عزیز تر۔ از بہر دُنیا پسر پدر را بکشد و پدر پسر را کُشد۔ پیغمبر صاحب فرمود صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ یا خُداوندا! ایشان کور انند، حقیقت دُنیا نمی یابند تا بگور و من دُنیا را دیدم و شناختم کہ روزی کہ دُنیا آفریدہ بودی، درمیان آسمان و زمین آویختی۔ دُنیا شب و روز فریاد فریاد میکرد کہ یا خداوندا! یک نظر رحمت جانب من ببین۔ گاہی نظر رحمت جانب اُو نفرمودی و نزدیک تو دُنیا را مرتبہ و عزّت برابر پرِ پشّہ نیست و در کلام مجید دُنیا را ہیچ عزّت ندادی۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ[2]

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :-

لَا تَغُرَّکُمْ بَعْدِیَ الدُّنْیَا وَاَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی مُوْسٰی لَا تَرْکَنُوْٓا اِلٰی حُبِّ الدُّنْیَا فَلَنْ تَعْنِیْ بِکَرَاھِیَۃٍ اَشَدَّ اِلَیْکَ مِنْھَا وَمَرَّ مُوْسٰی بِجَبَلٍ وَھُوَ یَبْکِیْ وَجَمَعَ وَھُوَ یَبْکِیْ فَقَالَ مُوْسٰی یَا رَبِّ عَبْدُکَ یَبْکِیْ مِنْ خَشْیَتِکَ

[1] حافظ شیرویہ بن شہردار دیلمی فردوس الاخبار (بیروت) ۱/۷۶ [2] سورہ ہود ۱۱ : ۱۱۳

چنانچہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :-

"میں علم کا شہر ہوں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اسکا دروازہ ہیں"۔

اور آپ کے نواسے ولی اللہ حضرت شاہ محی الدین (شیخ عبد القادر) گیلانی غوث الثقلین محبوب سبحانیؒ جنہیں کامل درجہ کا فقر حاصل تھا، اولیاء کے سردار تھے اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ بھی فقر کی پلی ہوئی تھیں اور انہیں فقر حاصل تھا۔ جو شخص فقر تک پہنچتا ہے، انہیں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے حبیب (صلّی اللہ علیہ وسلّم)! تجھے کونسی چیز ناپسند ہے، تاکہ وُہ تجھ سے دُور کردوں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عرض کیا: اے میرے آقا! (مجھے دُنیا ناپسند ہے) اس کو مجھ سے دُور کردے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم!

"لوگوں کو دُنیا عزیز ہے اور اسے جان سے بھی عزیز تر سمجھتے ہیں۔ دُنیا کی خاطر بیٹا باپ کو ہلاک کرتا ہے اور باپ بیٹے کو تہ تیغ کرتا ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عرض کیا: کہ اے میرے مالک! وُہ اندھے ہیں۔ دُنیا کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے جب تک قبر میں نہ پہنچیں، لیکن میں نے دُنیا کو (اچھی طرح) دیکھا ہے اور پہچانا ہے۔ جس دن تُو نے دُنیا کو پیدا کیا اور آسمان و زمین کے درمیان اسے لٹکا دیا، تو یہ دن رات فریاد کرتی تھی کہ اے میرے مالک! مجھ پر ایک نگاہ رحمت کر، لیکن تُو نے کبھی اس پر نگاہ رحمت نہ کی۔ کیونکہ تُو نے دُنیا کو مچھر کے پَر کے برابر بھی عزّت و توقیر نہ دی۔ اور کلام مجید میں بھی کہیں اس کی عزّت کا ذکر نہیں کیا۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"جن لوگوں نے ظُلم کیا ہے۔ انکی طرف نہ جھکو، ایسا نہ ہو تمہیں آگ چھوئے"۔

جناب سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :-

"ایسا نہ ہو میرے بعد دُنیا تمہیں پھسلا دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مُوسیٰ صلوات اللہ کی طرف وحی بھیجی۔ کہ دُنیا کی محبّت کی طرف مائل نہ ہونا۔ اس سے (ہمیشہ) شدید کراہت محسوس کرنا"۔

ایک دفعہ حضرت مُوسیٰ علیہ السّلام پہاڑ پر گئے، تو دیکھا کہ وُہ رو رہا ہے، پھر ایک اور کو روتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک اور کو۔ پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ

فَقَالَ یَا ابْنَ عِمْرَانَ لَوْ تَنَزَّلَ دِمَاغُهٗ مَعَ مَتْرَحِ عَيْنَيْهِ وَرَفَعَ يَدَهٗ
حَتّٰى تَسْقُطَ لَمْ اَغْفِرْ لَهٗ وَهُوَ حُبُّ الدُّنْيَا ۔[1]

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

حُبُّ الدِّيْنِ وَالدُّنْيَا لَا يَسَعُ فِيْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ كَالْمَاءِ وَالنَّارِ فِيْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ[2]

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :-

اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنٌ وَمَا فِيْهَا اِلَّا بِذِكْرِ اللّٰهِ[3]

بحضوری شب معراج حق سبحانہٗ فرمود: کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حبیب من دُنیا حرام کردم برتو وبر اہل بیت تو و یاران تو و دوستداران تو و بر اُمت خاصۂ تو۔ اما دُنیا را حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرمود: کہ ای دُنیا رُوی دوستان مرا منما کہ مارا راہ گرفتہ اند واگر دوستان مرا را روی بنمائی، چنانچہ صورت اصلی است، از روبنمائی سیاہ رُو چو شب از خواست تا شاید از دیدن تو دل ایشان سرد شود۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ شب و روز پنجاہ ندا میکند کہ ای دُنیا! از دوستان من دُور تر باش و دوستان خود را ہمیشہ بذکر خود مشغول گردان وکسی را کہ خدای تعالیٰ فیض و فضل وعنایت وہدایت، ذکر فکر، مذکور، قرب وصال حضور، ولایت عطا فرماید ولطف وکرم شود، آنرا فقیر نام نہند وکسی را کہ قہر الٰہی وغضب جرم کند، نام او را غنی نہند وغنی نام خدای تعالیٰ است۔ ہر کہ غنی دُنیا شود، در ترک ریاضت افتد، چنانچہ فرعون در اوّل حال گرسنہ بود وہیچ نداشت و دعویٰ خدای نکرد وہرگاہ کہ غنی شُد، بادشاہی یافت، دعویٰ خُدائی کرد۔

چنانچہ خدای تعالیٰ در کلام مجید خبر میدہد۔

---

[1] الحدیث [2] الحدیقۃ الندیہ از امام عبدالغنی نابلسیؒ [3] ایضاً۔

تیرے خوف سے تیرے بندے روتے ہیں۔ فرمایا: اے ابن عمران! اگر روتے روتے اس کی آنکھوں کی راہ دماغ تک نکل جائے اور دُعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے اٹھاتے تھک جائے، تو بھی میں اسے نہیں بخشوں گا اور وہ دُنیا کی محبت ہے۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

"دین اور دُنیا کی محبت ایک برتن میں نہیں سما سکتی، جس طرح آگ اور پانی ایک برتن میں نہیں سما سکتے۔"

نیز فرمایا :-

"اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر دُنیا اور اس کے اندر جو کچھ ہے، سب لعنت زدہ ہے۔"

معراج کی رات کے وقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے حبیب! مَیں نے دُنیا تجھ پر، تیرے اہل بیت، تیرے یاروں، تیرے دوست داروں، اور تیری اُمّت کے خاص آدمیوں پر حرام کر دی ہے۔

پھر دُنیا کو مخاطب کر کے فرمایا: اے دُنیا! میرے ان دوستوں کو اپنا مُنہ نہ دکھا، جنہوں نے ہماری راہ اختیار کی ہے اور اگر میرے دوستوں کو اپنی شکل دکھاؤ بھی، تو اصلی شکل دکھانا، جو رات کی طرح سیاہ ہے۔ شاید تجھے دیکھ کر تیری طرف سے اُن کے دل سرد ہو جائیں۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ دن رات میں پچاس مرتبہ آواز کرتا ہے "کہ اے دُنیا! میرے دوستوں سے دُور رہنا۔ اور اپنے دوستوں کو ہمیشہ اپنے ذکر میں مشغول رکھ۔" جس شخص کو اللہ تعالیٰ فیض وفضل، عنایت، ہدایت، ذکر فکر، مذکور، قرب وصال حضور اور ولایت عطا فرماتا ہے اور اس پر لطف وکرم کرتا ہے، اس کا نام فقیر رکھا جاتا ہے اور جس پر قہر اور غضب الٰہی ہوتا ہے، اس کا نام غنی رکھا جاتا ہے۔ اور غنی اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ جو کوئی دُنیا کا غنی ہوتا ہے، وہ ریاضت کو چھوڑ بیٹھتا ہے، جیسا کہ فرعون شروع حال میں جب تک بھوکا تھا اور کچھ نہیں رکھتا تھا، خدائی کا دعویٰ نہ کیا اور جس وقت غنی ہو گیا اور بادشاہی پائی، تو خدائی دعویٰ کیا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :-

قولہٗ تعالیٰ :-

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ؕ [1]

بشنو ای دُنیا دار! چون اہلِ دُنیا بہ مجلس حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلّم داخل شُدی، برسیدن او پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلّم برخاستہ بخانہ رفتی وباز آمدندی واصحابان پُرسیدندی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! از آمدن اہلِ دُنیا چرا از مجلس جُدا شدندی واز روئی ایشان دُور شُدید ودر تحیّر آمدید پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلّم فرمود: کہ در وجود ایشان از فقر صفائی نیست واز ایشان بُوی دُنیا وغنا می آید ازسبب بُوی گندہ وجیفہ کہ مرا بمشام دماغ میرسد۔ ازین سبب رُوی بگردانیدم وبہ تحیّر افتادم۔ از گندگی وناپسندگی ایشان دیگر چہ باشد کہ بعد از رحلت حضرت عثمانؓ (غنی) ہم جدا شُد۔

بدانکہ دُنیا دُور کنندہ از خُدا و رسولؐ خدا است۔ وفقر نزدیک کنندۂ خدا و رسولؐ وقرب دہندۂ معرفت ووصول است۔ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ مِنَ اللهِ تَعَالیٰ ط اگر طلب خیر کُنی طلب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم طلب کُن کہ فقر از حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پیدا کرد، چنانچہ نُور جمال خود واگر طلب شرّ کُنی، طلب شیطان کُن کہ شیطان از شرّ پیدا کرد، چنانچہ از جلالیت وقہر وغضب نار و دُنیا متاع شیطان است وہر کہ صاحب خانہ است از متاع خود غافل نباشد وشیطان گفت: ہر کہ متاع مارا دست زند، من اُورا قبول کُنم کہ بندۂ منی واگر در حُکم من نباشی، از تو دُنیا کشیدہ میگیرم۔ ازین سبب اہلِ دُنیا شیطان اند، اگرچہ اہلِ راستہ یا اہلِ دین اند، طالب

[1] سورہ المزمّل ۳۰، ۷۳ : ۱۱

ارشادِ خداوندی ہے :-

"اور چھوڑ دے مجھ کو اور جھٹلانے والوں کو جو نعمت میں رہے اور مہلت دے اُن کو تھوڑی۔"

اے دُنیا دار (غور سے) سُن! جب کوئی اہلِ دُنیا جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کی مجلسِ اقدس میں حاضر ہوتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اُٹھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ (جب وُہ چلا جاتا تو) آپ پھر واپس تشریف فرما ہوتے۔ اصحابانِ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی وجہ دریافت کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم! اہلِ دُنیا کے آنے سے آپ کیوں مجلس سے اُٹھ گئے، اور ان کے سامنے سے دُور ہوگئے اور حیران ہوگئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: ان کے وجود میں نقر کی صفائی نہیں ہے۔ مجھے اُن سے دُنیا اور غنا کی بُو آتی ہے۔ اور اس گندگی اور مُردار کی بُو کی وجہ سے وُہ بدبُو میرے دماغ تک پہنچتی ہے۔ اس لیے میں ان سے مُنہ پھیر لیتا ہوں اور حیران ہوتا ہوں۔ دُنیا کی گندگی اور ناپسندگی اور کیا ہوگی کہ حضرت عثمان غنیؓ کی رحلت کے بعد (اہلِ دُنیا) جُدا ہوگئے۔

اے طالبِ مولیٰ! (اچھی طرح) جان لے کہ دُنیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم سے جُدا کرنے والی ہے۔ اور فقر ان کے نزدیک کرنے والا اور معرفت وقُرب دینے والا اور واصل بنانے والا ہے۔ خیر و شر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اگر نیکی طلب کرنی چاہو، تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی طلب کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے چہرہ کے جمال کے نُور کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے فقر پیدا کیا۔ اور اگر بدی طلب کرنا چاہو، تو شیطان سے طلب کرو، کیونکہ شیطان شر اور بدی سے پیدا ہُوا۔ اس واسطے کہ آگ جلالیت اور قہر وغضب سے پیدا ہوئی۔ اور دُنیا شیطانی مال ومتاع ہے۔ جو کوئی گھر کا مالک ہوتا ہے، وُہ اپنے مال واسباب سے غافل نہیں ہوتا۔ اور شیطان نے کہا کہ جو شخص ہمارے مال ومتاع پر ہاتھ مارتا ہے، ہم اُسے قبول کرتے ہیں کہ وُہ ہمارا بندہ ہے۔ اور اگر وُہ ہمارے حکم پر نہیں چلے گا، تو ہم اس سے دُنیا کھینچ کر لیں گے۔ اسی واسطے اہلِ دُنیا شیطان ہیں، خواہ وُہ اہلِ راہ اور اہلِ دین ہی کیوں نہ ہوں، دُنیا کے

دُنیا مردود و بیدین اند، چراکہ اگر ولی اللہ تمام آنچہ بروی زمین اند، یکجا جمع شوند و شخصیکہ دردل اُو حُبّ دُنیا مقدار دانہ خشخاش یا دانۂ اسپند یا قدری دانہ گنجد باشد بروی توجہ اندازند، ہرگز آنرا راہ حق تعالیٰ نتوانند کہ بمقابلہ سُوراخ سوزن واضح گردانند۔ این شُدنی نیست ہرگز فخر نکند کہ دین و دُنیا ہر دو برمن عطا است۔ این تمام جہل و دروغ است و خطا است۔ اگر شخصی گوید کہ من بدل حُبّ دُنیا ندارم۔ درم دینار، مال، پارچہ و نقد و جنس آنچہ در ملک است بجہت بیوہ زنان و مستقان و یتیمان و عیال مسلمانان و خرچ مسجد و مسافر و تلاوت خوانان برای این نگاہداشتم۔ مرا از شوم طمع بذائقہ خود نیست یقین کہ ہمہ حیلہ و مکر و فریب و زیب شیطان است۔

ابیات

خاک را بانظر کردند کیمیا — این مراتب چیست یعنی گاؤخر
اربعہ عناصر شُد اندر حُکم من — مُردگان را جان دہم بایک سخن
این مراتب چیست یعنی عیسیٰؑ وار — زود باید رفت بہ این ہمہ کار
کردہ ام تحقیق این ہمہ ہیچ ہیچ — کشف و کرامت شُد ہمہ در ہیچ ہیچ
باہُوؒ جز بمولیٰ نیست در دل جای من — ہرچہ بینی غیر مولیٰ راہزن

❁

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :-
لَا یَشْغَلُھُمْ شَیْءٌ عَنْ غَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ طَرْفَۃَ الْعَیْنِ[1]
کسی کہ حضور مجلس سرور عالم خواہد دو قسم است کسیکہ در دو حُبّ دُنیا نباشد۔

[1] از تصنیف تبریزیؒ۔

طالب مردود اور بیدین ہیں۔ کیونکہ اگر دُنیا بھر کے تمام ولی اللہ یکجا اکٹھے ہو کر اس شخص کے دل پر توجہ کریں، جس کے دل میں محبت دُنیا خشخاش، تل یا رائی کے دانہ کے برابر ہو، تو بھی کبھی سوئی کے سوراخ کے برابر (بھی) راہ حق تعالیٰ واضح نہیں کر سکتے۔ اس واسطے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ دین و دُنیا دونوں اکٹھے ہوں، پس، انسان کو یہ فخر نہیں کرنا چاہیے کہ مجھے دین و دُنیا دونوں عطا ہوئے ہیں۔ ایسا کہنا سراسر جہالت اور جھوٹ ہے اور خطائے محض ہے۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں دل میں محبت دُنیا نہیں رکھتا۔ جو روپیہ پیسہ، یا مال و اسباب، پارچہ جات اور نقد و جنس میرے پاس ہے، وہ بیوہ عورتوں، مستقوں، یتیموں، مسلمان کنبوں، مسجدوں، مسافروں اور تلاوت کرنے والوں کے لیے یہ سب کچھ محفوظ کر رکھا ہے۔ اور یہ کہ اس سے مجھے خود حظ نفس نہیں۔ یقین جانو کہ یہ سب اس کا شیطانی حیلہ اور مکر و فریب اور شیطانی زیب و زینت ہے۔

ابیات

ان لوگوں نے ایک نگاہ کے ساتھ خاک کو کیمیا کر دیا۔ یہ مراتب انہی کو حاصل ہیں۔
باقی سب کچھ گاؤخر (حیوانات) والے مراتب ہیں۔
چاروں عناصر (آگ، پانی، مٹی اور ہوا) میرے حکم کے اندر ہیں۔ میں ایک بات کے ساتھ مُردوں کو زندہ کر دیتا ہوں۔
- عیسیٰؑ کی طرح یہ مراتب کیا ہیں۔ ان کاموں کو جلد چھوڑ دینا چاہیے۔
میں نے ان تمام امور کی تحقیق کی ہے۔ یہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ یہ سب کشف و کرامات کچھ بھی نہیں۔
اے باہُوؒ! میرے دل میں مولیٰ کے سوا کسی کی جگہ نہیں ہے۔ مولیٰ کے سوا جو کچھ تُو دیکھے، سب ہیرا پھیری ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-
"طالب اللہ کو ذکر اللہ کے سوا کسی اور چیز سے دم بھر کو بھی مشغولیت (تشفی) نہیں ہوتی"۔
جو شخص مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری چاہتا ہے، اس کی دو قسمیں ہیں۔

چو مرشد آنرا بی ریاضت وبی ذکر از راہ مراقبہ چشم پوشانیدہ ویا از راہ توجہ بخواب ویا از راہ غرق ویا از راہ ہم نشینی حضور است، آنرا حضور کردن چہ مشکل و دور است۔ صاحب شوق طالب اللہ را بحضور شدن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سترگ پیش آید، از دنیا واہل دنیا تارک وفارغ شود۔ بجز مولیٰ او را خوش نیاید۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جانب این طالب اللہ جلّ شانہٗ نظر رحمت وہدایت فرمودہ کند۔ بکار این را باطن تمام خواہد شد کہ پسندیدہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم است وشخصی کہ حبّ دنیا در دل داشتہ باشد و مرشد آنرا بحضور پُر نور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مشرف گرداند حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم نظر قہر خواہند نمود از برای اینکہ طالب دنیا بود واہل دنیا باشد وحضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم را از اہل دنیا بوی بد می آید۔ باز بیرون میکشند کسیکہ حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم را خواہد از حبّ دنیا بر آید وپاک شود۔

ابیات

مرا ز پیر طریقت نصیحتی یاد است   کہ غیر یاد خدا ہر چہ است برباد است
دولت بسگان دادند ونعمت بخران   ما امن امانیم تماشا نگران

☆

بشنو! ای طالب! دانا وآگاہ باش ومقام طریقت را بشناس وطریق راہ را گویند۔ بجز صاحب طریق تفریق است و رُو برُو در راہ شیطان و نفس راہزنان اند ویقین دانید کہ مقام طریقت در عین زوال است۔ کشف کرامات در طریق است وگمراہی شب ہم در طریق است وترک صلوٰۃ در طریقت است۔

ایک تو وہ شخص جس میں محبت دنیا نہ ہو۔ ایسے شخص کو مرشد بلا ریاضت اور بلا ذکر مراقبہ کے ذریعے جب اس کی آنکھ بند کراتا ہے۔ یا خواب میں اس پر توجہ کرتا ہے۔ یا از راہِ استغراق یا بہ سبب ہمنشینی اسے (فی الفور) حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ اس قسم کے صاحب کمال کے لیے حضور میں پہنچانا کچھ بھی مشکل اور بعید نہیں۔ جب صاحب شوق طالب اللہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ تو وہ دنیا اور اہل دنیا سے فارغ و تارک ہو جاتا ہے۔ مولیٰ کے سوا کوئی اُسے پسند نہیں آتا۔ ایسے طالب اللہ جلّ شانہٗ کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمت و ہدایت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جس سے اس کا باطن بدرجۂ کمال سنور جاتا ہے، اس لیے کہ وہ شخص مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ ہے۔ اور جو شخص دل میں دنیاوی محبت رکھتا ہو اور مرشد جب اُسے حضور پُر نور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جاتا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسے قہر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ دنیا اور اہل دنیا کا طالب ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل دنیا سے بدبو آتی ہے، وہ اسے اس (دلدل) سے باہر نکالتے ہیں۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہتا ہے، اُسے دنیاوی محبت سے پاک ہونا چاہیے۔

ابیات

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ خدای تعالیٰ کی یاد کے سوا جو کچھ ہے، سب برباد اور فانی ہونے والا ہے۔

دولت (دنیا) کتّوں کو دے دی گئی اور نعمت (اُخروی) گدھوں کو دے دی گئیں۔
خدا کا شکر ہے کہ ہم امن و امان میں ہیں اور تماشا دیکھ رہے ہیں۔

اے طالب! (غور سے) سُن! دانا اور آگاہ ہو۔ اور مقام طریقت کو پہچان، اور طریقت راہ کو کہتے ہیں۔ صاحب طریق کے سوا طریق سراسر تفریق ہے۔ راستے میں رُو برو شیطان اور نفس دونوں راہزن ہیں۔ اور یقین جانو کہ مقام طریقت عین زوال میں ہے۔ اور کشف و کرامات بھی راستے میں ہے اور گمراہی شب اور ترک صلوٰۃ بھی طریقت میں ہیں۔

واگر در طریقت طالب اللہ جلّ شانہٗ بماند، چہل ویکسال بماند کہ سُکر طریقت سراسر ہوای است کہ مقام رجوع دھد۔ درین مقام طالب اللہ را باید کہ اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ[1] واین مقام خوف است تمام۔ قسم دوم درین احوال مُرشد صاحب حکم را باید کہ پیش از طریقت راہ بکشاید کہ پیش ازین مقام جاہ نیست، بلکہ در حقیقت جمیت از سرّ آگاہ۔ ہر کہ طالب را بحقیقت رُو نبخشد وطالب گمُراہ در بادیۂ طریقت شود۔ درین جای ہزاران ہزار گمُ شُدہ مُردہ اند۔ ازان کسان کسان راہ بُردہ اند۔

بیت

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار   کہ پیدا نشد تختۂ بر کنار

درین طریقت دو طریق میشوند۔ یکی سالک مجذوب، دوم مجذوب سالک۔ سالک مجذوب راچہ نشان است؟

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ ط[2]

ومجذوب سالک راچہ نشان است؟

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُہٗ ط[3]

آنچہ قیل وقال کُند ازان ذکر جاری گرداند وسُکر حال بخشد وسُکر حال آتش عشق است تا زر در بوتہ آتش نسوزد وبعد ازان حال وصال نہ بخشد وبعد ازان احوال وصال بخشد وبعد ازان وصال فقر لازوال وصال رُخ نماید۔ درین مقام فقر فرق مطالعۂ

[1] الحدیث [2] نقل از شرح شیخ فرید الدین عطارؒ [3] الحدیث۔

اور اگر طالب اللہ جلّ شانہٗ طریقت میں رہے، تو اکتالیس سال رہ سکتا ہے، کیونکہ طریقت کا سُکر سراسر حرص وہوا ہے، جو مقام رجعت دہندہ ہے۔ اس مقام میں طالب اللہ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی خواہش نہ کرے۔ کیونکہ مُرید وہ ہے جو اپنی کوئی خواہش نہیں رکھتا۔ اور یہ پُورا مقام خوف ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ ان احوال میں صاحب حُکم مُرشد کو چاہیے کہ طریقت سے پہلے ہی راہ کھول دے، کیونکہ اس مقام سے پہلے مرتبہ نہیں ہے، بلکہ حقیقت میں تسکین قلب اور بھید وں سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ جو مُرشد طالب پر حقیقت منکشف نہیں کرتا، اس کا مُرید گمُراہ اور طریقت کے بیابان میں سرگرداں رہتا ہے۔ اس مقام پر ہزاروں ہزار گمُراہ ہو کر ہلاک ہوتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک بصد مشکل بچ نکلے ہیں۔

بیت

اس کشتی کے بھنور میں ہزاروں ڈوب گئے۔ کنارے پر کوئی تختہ ظاہر ہی نہیں ہوُا۔

اس طریقت میں دو حالتیں ہوتی ہیں؛ یا تو سالک مجذوب ہوتا ہے یا پھر مجذوب سالک۔ سالک مجذوب کی علامت حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم یُوں بیان فرماتے ہیں:۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد گرامی ہے:۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا، پس اسکی زبان گونگی ہوگئی۔"

اور مجذوب سالک کی نشانی سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم یُوں بیان فرماتے ہیں:۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

"جس نے اپنے رب کو پہچان لیا پس اس کی زبان (حق گوئی میں) کھُل گئی۔"

جو کچھ قیل وقال کرتا ہے، اس سے ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ سُکر سے حالت طاری ہوتی ہے۔ اور سُکر کی حالت آتش عشق ہے۔ جس طرح سونے کو جب تک کٹھالی میں رکھ کر جلایا نہیں جاتا، اس میں سے کھوٹ دُور نہیں ہوتی۔ اسی طرح انسان آتش عشق میں جل کر خالص ہو جاتا ہے اور پھر وصال واحوال حاصل کرتا ہے۔ اس کے بعد لازوال فقر ووصال چہرہ دکھاتے ہیں۔ اس مقام فقر پر دل کی کتاب کا ایک ورق مطالعہ

کتاب دل ورق ورق وجدا از آخرش فرق و دُنیا و اہل دُنیا ترک بشغل اسم اللہ فنا فی اللہ غرق۔

حدیث

لَحْمُكَ لَحْمِيْ وَدَمُكَ دَمِيْ[1] میشود۔

وچون طالب اللہ در حقیقت قدم زند، حقاً حقاً سی سال در حقیقت بماند واگر مرشد کامل است، در سہ ساعت تماشای کونین نماید و مدخل معرفت کند۔ اگر معرفت رسید چہ شُد؟ صاحب معرفت ہنوز در موقوف است، چہار منزل چہار حجاب است۔ در ین ہر یک دعویٰ مدعی خراب بکند۔ پیری وپیشوائی آنست کہ پیاپی پیری اُو بہ پیغمبر رساند۔ پیریکہ آنجا نرساند، آن پیر نیست، پریشان است۔ وہر طالب اُو احمق ونادان است۔

حدیث

اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ الْهَوٰى وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ الْمَعْرِفَةَ[2]

پیر سہ حرف است۔ از حرف پ پاک کنندہ طالبان ومریدان را، چنانچہ غسال غسل دہد مردہ را واز حرف ی یاری کند با اُو، چنانچہ یاری کند بوقت نماز جنازہ واز حرف ر راز کشاید بر اُو ازل وابد، چنانچہ سوال جواب آسانی منکر ونکیر از خلاص از نفس وشیطان۔ پیریکہ ازین نشان نیست، ہرگز با اُو ملاقی شُدن نباید۔

---

[1] الحدیث [2] ایضاً۔

کرتا ہے۔ آخر میں دُنیا اور اہل دُنیا کو ترک کر دیتا ہے۔ اور اسم اللہ کے شغل میں فنا فی اللہ اور مستغرق ہوجاتا ہے۔ اس وقت اس پر اس حدیث کا مضمون صادق آتا ہے:۔

حدیث

"تیرا گوشت میرا گوشت ہے اور تیرا خُون میرا خُون، ہوجاتا ہے۔"

اور جب طالب اللہ حقیقت میں قدم زنی کرتا ہے، تو سچی بات یہ ہے کہ وُہ تیس سال حقیقت میں رہتا ہے۔ اور اگر مُرشد کامل ہے، تو وُہ تین گھڑی میں دونوں جہاں کا تماشا دکھا دیتا ہے۔ اور معرفت میں داخل کرتا ہے۔ اگر معرفت تک پہنچ جائے، تو بھی کوئی بڑی بات نہیں، کیونکہ معرفت بھی ابھی موقوف میں ہے۔ چاروں منزلیں (گویا) چاروں حجاب ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا دعویٰ مدّعی کو خراب کرتا ہے۔ پیری اور پیشوائی اس بات کا نام ہے کہ اس کا پیر مُرید کو مسلسل مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچائے۔ وہ پیر جو وہاں نہیں پہنچا سکتا، وُہ پیر نہیں ہے، پریشان ہے اور اس کا ہر طالب احمق ونادان ہے۔

حدیث

"احمق وُہ شخص ہے جو نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی معرفت کی خواہش کرے۔"

پیر کے تین حرف ہیں۔ حرف پ سے مُراد یہ ہے کہ وُہ طالبوں اور مُریدوں کو اس طرح پاک وصاف کرے، جس طرح نہلانے والا مُردے کو غسل دیتا ہے۔ حرف ی سے یہ مُراد ہے کہ وُہ مُرید کی اس طرح مدد کرے کہ جس طرح مُردے کی نماز جنازہ کے وقت کرتے ہیں۔ حرف ر سے مُراد یہ ہے کہ اس پر ازل وابد کے راز منکشف کرے، تاکہ مُنکر نکیر کے سوال وجواب میں اُسے آسانی ہو اور وُہ نفس اور شیطان سے خلاصی پائے۔ جس پیر میں یہ علامات نہیں ہیں، اس کے ساتھ ہرگز ملاقات نہیں کرنی چاہیے۔

حدیث قدسی

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ [1]

ہرگاہ کہ انسان سرّ الٰہی شود و باللہ جواب باوصواب نیابد، یکتا نگردد و جُدائی بی جمعیت خود داند، چراکہ جمعیت جمع یعنی جمع را گویند اگر ہزار شماری ابتداء و انتہاء یکی گردد۔ در راہ فقر قدم راسخ باید کہ شیخ منصورؒ اَنَا الْحَق گفت۔ بر دار کشیدند ہرگز از فقر پا نہ لغزید، چنانچہ شبلیؒ را برآوردند کہ سر وارد بدوست، چنانچہ عین القضات اُو را کشت و اُو نگردانید از حق پشت۔

دانا و آگاہ باش کہ بودند در منزل و مقامات و ایشان نرسیدہ اند در عین ذات و ایشان خام بودند و از سوزش سُکر بی آرام، نہ بفنا فی اللہ فکر تمام و از شریعت کہ بیرون آمدند، شرف ایشان کم حوصلہ تنگ وجود آوند کوتاہ بمنزلات نہ بفنا فی اللہ ذات۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ:۔ اَلنِّھَایَتُ الرَّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَتِ [2]

و اکثر میگویند۔ قول حضرت شیخ المشائخ عبدالقادر جیلانیؒ،۔

مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَۃَ بَعْدَ الْحُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ کَفَرَ وَاَشْرَکَ بِاللّٰہِ تَعَالٰی [3]

این قول حدیث در باطن شانی دارد۔ بشریت راہ راستی معنی دارد، چنانچہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرمود:۔

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ [4]

و عبادت کن ای محمد صلی اللہ عَلَیْکَ وَسَلَّمْ رب خود را تاکہ برسی موت را۔

---

۱ حدیث قدسی نقل از مرغوب القلوب تبریزیؒ۔ ۲ الحدیث ۳ ملفوظات رسالہ غوثیہ، ص ۶۵
۴ سورہ الحجر، ۱۵: ۹۹۔

حدیث قدسی

"انسان میرا بھید ہے اور میں اسکا بھید ہوں"۔

جس وقت کہ انسان سرّ الٰہی ہو جائے اور جواب باصواب حاصل نہ کرے، وہ یکتا نہیں ہوتا۔ اور جُدائی کو ہی اپنی جمعیت خیال کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ جمعیت تو جمع کا نام ہے۔ اگر ہزار شمار کرو، تو ابتدا و انتہا، ایک ہو جاتی ہے۔

فقر کی راہ میں قدم پختہ رکھنا چاہیے، جیساکہ شیخ منصورؒ (حلاج) اَنَا الْحَق کہنے سے سولی پر چڑھائے گئے، لیکن فقر سے ان کے پاؤں نے ہرگز لغزش نہ کی یا جیساکہ شیخ شبلیؒ کے لیے عین القضات نے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ لیکن انھوں نے حق سے مُنہ نہ موڑا۔

(اے طالب صادق!) دانا اور آگاہ ہو کہ وُہ منزل و مقامات میں تھے عین ذات میں نہیں پہنچے تھے۔ ابھی وہ خام تھے۔ اور سُکر کی سوزش سے بے آرام تھے۔ انہیں فنا فی اللہ کا فکر تمام حاصل نہ تھا۔ شریعت سے جو نکلے، تو ظاہر ہے کہ وُہ تنگ حوصلہ اور کم ظرف تھے۔ ابھی منزلوں ہی میں تھے۔ فنا فی اللہ ذات تک نہ پہنچے تھے۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"انتہا کی طرف پہنچنا ابتدا کی طرف رجوع کرنا ہے"۔

اور اکثر کہتے ہیں:۔

حضرت شیخ المشائخ سید عبدالقادر جیلانیؒ کا قول ہے:۔

"جو شخص وصال حقیقی حاصل ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کرے، پس بیشک اس نے اپنے مالک حقیقی کے ساتھ کُفر کیا اور شرک کیا"۔

یہ (قول) حدیث باطن میں ایک خاص شان رکھتی ہے۔ شریعت میں راہ راست کے معنی ہیں، جیساکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) اور اپنے رب کی اتنی عبادت کرو کہ یقین کی انتہائی منزل پر فائز ہو جاؤ"۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی اتنی عبادت کر حتیٰ کہ تجھے موت آجائے۔

بعضی مقلد اہل بدعت مُرشد گاؤ عصار خیرہ از راہ پروردگار، بیدین، لعین از حق دُور خود را دانند بوصول. حق را بگذارند و باطل را پیش آرند و حیلہ حجت شیطانی بزبان آرند آری شخصیکہ از دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برگشتہ باشد، آن خبیث پیشوای ابلیس است۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :-

اَھْلُ الْبِدْعَۃِ کِلَابٌ[1] وَاَھْلُ النَّارِ خَبِیْثٌ[2]

اہل ابلیس چون گاؤ عصار، دُور از پروردگار۔ از اہل دُنیا است، کلاب النار است. سر معصیت و کلید فتنہ آفات دُنیا است۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :-

خُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْعُلَمَآءُ مِنْ صَدْرِیْ وَ
خُلِقَتِ الْفُقَرَآءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی[2]

فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم: پیدا کردہ شدند سادات از پُشت من و پیدا کردہ شدند علماء از سینہ من و پیدا کردہ شدند فقراء از نُور اللہ تعالیٰ۔

بیت

باہُو سہ طلاقش داد دُنیا را رسولؐ   ہر کہ دُنیا دارد آن باشد جہول

بشنوای طالب العلم! چنانچہ علم را ابتداء و انتہا نیست۔ ابتداء و انتہا حروف ابجد سی حرفی است. و فائدہ بسیار ختم قرآن خواندن و کتب تحصیل تمام نمودن ہمچنان سلک سلوک فقیر نیز انتہا، ابتدا علم و نص است. اوّل سبق سلک اسم اللہ است و ذکر و فکر این فائدہ سی حرفی فقر است و چون شد و مد و زیر و زبر طالب اللہ بخواند از ماہ تا ماہی ہمہ روشن و واضح گردد و مرشد کامل استاد آنست کہ شاگرد طالب را اوّل

۱؎ غنیۃ الطالبین ۲؎ الحدیث۔

بعض مقلد اہل بدعت مُرشد تیلی کے بیل کی طرح ہیں۔ پروردگار کی راہ سے ان کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں، بیدین، لعین اور حق سے دُور ہیں، لیکن اپنے آپ کو واصل سمجھتے ہیں۔ حق کو چھوڑ کر باطل پیش کرتے ہیں۔ اور ہاں شیطانی حیلہ حجت کو زبان پر لاتے ہیں۔ جو شخص دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر گیا ہو، وُہ خبیث ابلیس کا پیشوا ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"اہل بدعت کُتے ہیں اور اہل دوزخ خبیث ہیں"۔

اہل ابلیس تیلی کے بیل کی طرح اور پروردگار سے دُور ہیں اور اہل دُنیا ہیں۔ آگ کے کُتے ہیں۔ گناہگاری کی بنیاد اور فساد و آفات کی چابی دُنیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"سادات میری پُشت سے پیدا ہوئے ہیں، علماء میرے سینے سے اور فقراء اللہ تعالیٰ کے نُور سے پیدا کیے گئے ہیں"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"سادات میری پُشت سے پیدا کیے گئے ہیں اور علماء میرے سینے سے اور فقراء اللہ تعالیٰ کے نُور سے پیدا کیے گئے ہیں"۔

بیت

اے باہُوؒ! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا کو تین طلاقیں دیں۔ جو کوئی دُنیا رکھتا ہے، وُہ جاہل ہے۔

اے طالب علم (غور) سے سن! جس طرح علم کی ابتداء انتہاء نہیں۔ اگر ابتداء اور انتہاء ہے، تو اس علم کی جس کی ابجد میں تیس حرف شامل ہیں۔ اور قرآن شریف کو (بار بار) ختم کرنے اور تمام کتابوں کے مطالعہ سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح فقیر کے سلک سلوک کی ابتداء اور انتہاء علم و نص ہے۔ علم سلوک کا پہلا سبق اسم اللہ ہے۔ فقر کی سی حرفی کے ذکر و فکر کا یہ فائدہ ہے کہ طالب اللہ جب زیر و زبر اور شد و مد سے سی حرفی پڑھتا ہے، تو چاند سے لے کر مچھلی تک سب کچھ اس پر روشن اور واضح ہو جاتا ہے۔ اور کامل استاد و مُرشد وُہی ہے، جو اپنے شاگرد اور طالب کو پہلے

زیر و زبر از ماہ تا ماہی روشن واضح گرداند۔ این لایق استادی وشاگردی۔

قَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ :۔

مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَایَ[1]

وہمین یک حرف بس است۔ این راتختی روشنضمیر نظیر یک حرفی گویند کہ احتیاج دو حرفی نماند۔

قولهٗ تعالیٰ :۔

وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ[2]

حدیث

لَوْلَا الْحَسَدُ فِی الْعُلَمَآءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَةِ الْاَنْبِیَآءِ[3]

فرمود پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم، اگر در علماء حسد نبودی، بمرتبۂ انبیاء رسیدندی۔

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ :۔

اَلْعِلْمُ نُکْتَةٌ وَّکَثَّرَتْهَا الْجُهَّالُ[4]

آن نکتہ ای اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ است وسبق قَالُوْا بَلٰی بدل خواندن، چنانچہ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ، بالقلب از آن نام است و آن نکتہ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ است نہ زبان وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِهٖ ۔اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ علمی است۔

تمام آدمی مخدوم باید نہ از راہ باطنی معرفت اللہ محروم۔ این علماء گویند کہ این طائفہ فقرا چہ احمق مجنون ودیوانہ اند وفقیران گویند کہ سبحان اللہ ظاہر صاحب علم چہ مردہ دل اند کہ علم اللہ راتحقیق نمی کنند واز ذکر فکر حق تمام بیگانہ اند و با توحید یک خانہ اند۔ اما تحقیق اہل دنیا کور چشم معرفت

[1] انوار الحدیث از مولانا جلال الدین احمدی ص ۱۴۰ در جرح بعزمائیہ بہ تنکوی جامع العوائد، ص ۵۰۳ [2] سورہ الاحزاب ۳۳:۴ [3] المدیث [4] نقل از مرغوب تبریزیؒ۔

زیر وزبر سے چاند سے لے کر مچھلی تک واضح کر دے۔ ایسا شخص استادی اور شاگردی کے لائق ہوتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں :۔

"جس نے مجھے ایک حرف سکھایا، وہ میرا مولیٰ ہے۔"

اور یہی ایک حرف کافی ہے۔ اس کو ایک حرفی روشنضمیر نظیر تختی کہتے ہیں کہ اس کے پڑھنے سے دو حرفی کی احتیاج نہیں رہتی۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کے پیٹ میں دو دل نہیں رکھے۔"

حدیث

"اگر علماء میں حسد نہ ہوتا، تو وہ بمنزلۂ انبیاء کے ہوتے۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"اگر حسد نہ ہوتا، تو علماء بمنزلۂ انبیاء کے ہوتے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا :۔

"علم ایک نکتہ ہے اور اس کی کثرت جاہلوں کے لیے ہے۔"

اس نکتہ سے مراد اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) اور قَالُوْا بَلٰی (کہا کیوں نہیں یعنی ہاں)، کا سبق دل سے پڑھتا ہے۔ اسی طرح "اقرار زبان سے اور تصدیق دل سے" یہی تصدیق بالقلب نکتہ ہے نہ کہ تَصْدِیْقٌ بِاللِّسَانِ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِهٖ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ پورا پورا علم ہے۔

تمام انسانوں کو مخدوم ہونا چاہیے، نہ کہ راہ باطنی اور معرفت خداوندی سے محروم۔ یہ علماء کہتے ہیں کہ یہ فقراء کا گروہ کیسا احمق اور دیوانہ ہے اور فقراء کہتے ہیں کہ سبحان اللہ، ظاہری علم والے کیسے مردہ دل ہیں کہ وہ اللہ کے علم کی تحقیق نہیں کرتے اور حق کے ذکر و فکر سے بالکل نا آشنا ہیں اور توحید سے بیگانہ بنے ہوئے ہیں۔ یہ واقعی بات ہے کہ اہل دنیا اندھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کو نہیں دیکھتے۔

اللہ را نمی بینند۔

وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ۱

اہل علماء و اہل فقراء را بیکدیگر اخلاص نیست، از برای آنکہ علماء را بظاہر تعلق بعلم است و ظاہر علم بہ ناسوت است و فقراء را تعلق بباطن است. و باطن تعلق بالاہوت است و صواب فقراء گناہ علماء و صواب علماء گناہ فقراء،

چنانچہ در سورت کہف واقعہ است مجلس حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت خضر علیہ السلام چنانچہ کشتی شکست و بچہ را کشت و دیوار را بنا کرد. هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِكَ ۲ عالم را علم روایت است و فقیر را علم ہدایت است۔

بیت

ہزار نالہ بنالم ہزار گریہ و زار — دران بیاید یاد بدکردار

وفقیران میگویند کہ اگر مایان گناہ یاد کنیم، خداوند را فراموش کردن گناہ اکبر باشد وہیچ گناہ ازین بدتر نیست بشنو ای مردہ دلان۔

فرد

ہر دل کہ نشد تشنہ ز دریای وصال — سنگ است کہ در شعلۂ نار سقر افتد

بیت

چو در آتش عشق شد منزلم — دلی دوزخ آتش گرفت از دلم

۱ سورہ بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۲ ۲ سورہ الکہف، ۱۸: ۷۸

کو نہیں دیکھتے۔

"اور جو شخص اس جہاں میں اندھا رہا، پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا ہی رہے گا۔ اور بلحاظ راہ سخت گمراہ ہے۔"

اہل علماء اور اہل فقراء ایک دوسرے کے ساتھ اخلاص نہیں رکھتے۔ اس واسطے کہ اہل علم کو ظاہری علم سے تعلق ہے، جو ناسوتی علم ہے اور فقراء کو باطن سے تعلق ہے، جو لاہوتی علم ہے۔

اور فقراء کا ثواب علماء کا گناہ ہے اور علماء کا ثواب فقراء کا گناہ ہے۔

چنانچہ سورۂ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ مندرج ہے۔ چنانچہ خضر علیہ السلام نے کشتی کو توڑا ۔ اور بچے کو مار ڈالا اور دیوار کو بنایا۔ "یہ میرے اور تیرے درمیان جدائی ہے۔" عالم کو علم روایت ہوتا ہے اور فقیر کو علم ہدایت ہوتا ہے۔

بیت

ہزاروں نالہ و فریاد کرتا ہوں اور ہزاروں گریہ وزاری کرتا ہوں۔ کہ کسی طرح یہ بدکردار اس کی یاد میں آجائے۔

اور فقیر کہتے ہیں کہ اگر ہم گناہ کو یاد کریں، تو اللہ تعالیٰ کو فراموش کرتے ہیں۔ اے مردہ دلو سنو! پس ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں۔

فرد

ہر وہ دل جو دریائے وصال سے تشنہ نہ ہوا، وہ پتھر ہے کہ جس کے اندر دوزخ کی آگ کا شعلہ پڑا ہے۔

بیت

جب میری منزل عشق کی آگ ہوگئی۔ تو پھر میرا دل دوزخ کی آگ کو بھی اپنے اندر سمائے گا۔

قلب نیز بر سہ قسم است ۔

قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ :۔

اَلْقَلْبُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَقْسَامٍ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَّقَلْبٌ مُّنِیْبٌ وَقَلْبٌ شَہِیْدٌ

فَاَمَّا الْقَلْبُ سَلِیْمٌ فَھُوَ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ سِوَی الْمَعْرِفَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی

وَالْقَلْبُ مُنِیْبٌ فَھُوَ الَّذِیْ تَابَ کُلِّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْقَلْبُ

شَہِیْدٌ فَھُوَ الَّذِیْ مُشَاھِدَۃٌ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی [1]

حدیث نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم

جُعِلَتْ فِی النَّفْسِ طَرِیْقُ الزَّاھِدِیْنَ وَجُعِلَتْ فِی الْقَلْبِ طَرِیْقُ

الرَّاغِبِیْنَ وَجُعِلَتْ فِی الرُّوْحِ طَرِیْقُ الْعَارِفِیْنَ [2]

بیت

نماند پردہ نفس ہوای　　　چو آید [illegible] الہی

وچون قلب باشتغال اللہ جواب آواز بلند اسم اللہ جہر گوید، چنانچہ مسموع شود وہم دیگران، بہر دم ثواب سہ ختم قرآن مجید است وآدمی را شب وروز بیست ہزار وچہار ہزار دم است وشب وروز نیز بیست وچہار ساعت است ومیان شب وروز ہفتاد ہزار ختم قرآن میشود وآن حافظ محب اللہ یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ میشود۔ پس زیر زمین خاک وکرم اورا نخواہد خورد، چراکہ بعد از مردن دل این نخواہد مرد ودل زندہ آنرا گویند کہ ابدالآباد نمیرد۔ حافظ دل را خاک وکرم نخواہند خورد۔ اگر باور نیاری از قبر امتحان باید کرد۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

دَاءُ قَلْبِیْ رَبِّیْ وَفِیْ فُؤَادِ لِمُحِبِّ نَارٌ وَّھُوَ حَرٌّ مِّنْ نَارِ جَھَنَّمَ وَھُوَ

[1] الحدیث [2] احیاء العلوم [3] سورہ المائدہ ، ۵ : ۱۱۹

قلب کی بھی تین قسمیں ہیں :۔

چنانچہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :۔

قلب سلیم ، قلب منیب اور قلب شہید ۔

قلب سلیم وہ ہے، جس میں سوائے معرفت خداوندی کے کچھ نہ ہو اور قلب منیب وہ ہے، جو ہر چیز سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹے اور قلب شہید وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرے ۔

حدیث

"نفس میں زاہدوں کا، قلب میں رغبت رکھنے والوں کا اور روح میں عارفوں کا راستہ ہے "

بیت

جب میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی وحدت آتی ہے، تو نفسانی خواہشات کا

پردہ نہیں رہتا ۔

اور جب قلب شغل الٰہی میں مشغول ہوتا ہے، تو بلند آواز کے جواب کو اسم اللہ جہر کہتا ہے۔ چنانچہ ظاہری کانوں سے خود بھی اور دوسرے بھی اس کو سنتے ہیں اور ہر دم میں قرآن مجید کے تین ختم کا ثواب ملتا ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں انسان چوبیس ہزار سانس لیتا ہے۔ اور دن رات کے چوبیس گھنٹے ہیں۔ دن رات میں ستر ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم ہوتا ہے۔ اس قسم کا حافظ محب الٰہی ہوتا ہے۔ وہ اُن سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے۔ وہ ان سے راضی ہوتے ہیں اور وہ اُن سے۔ پس زیر زمین ایسے حافظ کو نہ مٹی کھائے گی اور نہ کیڑے۔ کیونکہ مرنے کے بعد اس کا دل نہیں مرتا۔ اور زندہ دل اس کو کہتے ہیں، جو ابدالآباد تک نہیں مرتا۔ حافظ کے دل کو مٹی اور کیڑے نہیں کھائیں گے۔ اگر تمہیں یقین نہیں آتا، تو قبر کا امتحان کر لینا چاہیے ۔

جناب سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :۔

"میرا دل میرے پروردگار نے دیکھا۔ اور محب کے دل میں ایسی آگ ہوتی ہے جو

اَلْبَرُدُهَا [1]

ابیات

هرکه باشد پسند خالق پاک — ورنه باشد پسند خلق چه باک
چرا در زندگی ای دل نکوشی — چرا زین شربت شیرین ننوشی
دلی زنده شود هرگز نمیرد — دلی بیدار شد خوابش نگیرد

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :-

یَکُوْنُ مُوَاصِلًا مَعَ الْاِخْوَانِ قَبْلَ مُفْرِدٍ مَعَ الرَّحْمٰنِ [2]

در دلی که محبت خدا نباشد، تحقیق آن دل در دوزخ خواهد سوخت و آتش دوزخ بر و خواهند فروخت. نشنیده ای هر کرا آتش عشق باشد. اَلنَّارُ تَرْحَمُ لِمَنْ فِیْ قَلْبِهٖ نَارٌ [3]

بیت

دل خانهٔ خدا است درو کرده جا صنم — یارب سبب چه بود که بتخانه شد حرم

بدانکه دل یافتن بسیار مشکل است۔

ابیات

دل یکی خانه الیست ربانی — خانهٔ دیو را چه دل خوانی
دل ز آب و گل است منزه تر — عرش و کرسی بدل شده مستر

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] ایضاً

دوزخ کی آگ سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ اس سے سرد ہوتا ہے۔"

ابیات

جو کوئی خالق پاک (اللہ تعالیٰ) کا پسندیدہ ہے۔ اگر وہ مخلوق کا پسندیدہ نہیں بھی ہے، تو کیا ڈر ہے؟

اے دل! تو کیوں زندگی میں کوشش نہیں کرتا۔ تو اس سے کیوں شیریں شربت نوش نہیں کرتا؟

جب (ایک دفعہ) ایک دل زندہ ہو جائے، تو پھر وہ کبھی نہیں مرتا۔ جب وہ دل (ایک بار) بیدار ہو جائے، تو پھر نہیں سوتا۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

"جب تک اللہ تعالیٰ سے الگ نہ ہو لے، بھائیوں سے کیسے مل سکتا ہے؟"

جس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں ہوگی، یقیناً وہ دوزخ میں جلے گا۔ اور اس پر دوزخ کی آگ جلائی جائے گی۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ جس کے دل میں عشق کی آگ ہوتی ہے، اس پر دوزخ کی آگ بھی رحم کرتی ہے؟

بیت

دل (تو) خدا کا گھر ہے، (لیکن) اس میں بتوں (غیر خدا) نے جگہ بنا لی ہے، یارب یہ کیا سبب (معاملہ) ہو گیا ہے کہ حرم بتخانہ بن گیا ہے۔

اے طالب صادق! جان لے کہ دل کو پانا (یعنی دل کا ملنا) بہت مشکل ہے۔

ابیات

دل (تو) اللہ تعالیٰ کا ایک گھر ہے۔ جس دل میں شیطان نے گھر بنا لیا ہو، اسے تو کیسے دل کہہ سکتا ہے؟ (بلکہ وہ فقط مشت خاک ہے)

دل (تو) مٹی اور پانی سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ عرش و کرسی (اس) دل میں ڈھک چھپ گئے ہیں۔

طواف کعبہ دل کن اگر دل داری | دل است کعبۂ اعظم تو چہ پنداری
زعرش وکرسی ولوح وقلم فزون باشد | دل خراب کہ او را بہ ہیچ مشماری
آب وگل طواف کعبہ جان ودل نمود | تو اگر مسلمان شوی ای یہود

از طواف کہ رابعہؒ (بصری) حاصل کرد مقصود۔

بیت

دل کعبۂ اعظم است بکن خالی از بتان | بیت المقدس است مکن جای بتگران

دل را چہ نشان است بمثل آن ہر دو جہان، در و نکتہ بیان، اما بشرط آنکہ جان دل شود و دل جان۔ اہل دل باید نہ لاف زن آب وگل۔

حدیث

مِنْ ذِكْرِ الْقَلْبِ خَلَقَ اللهُ تَعَالَىٰ مَلَكًا فِي صُورَةِ الطَّيْرِ لَهُ أَلْفُ بَدَنٍ وَفِي كُلِّ بَدَنٍ أَلْفُ رَأْسٍ وَفِي كُلِّ رَأْسٍ أَلْفُ وَجْهٍ أَلْفُ لِسَانٍ يُسَبِّحُونَ بِذِكْرِ اللهِ تَعَالَىٰ[1]

واین آیت نیز در باب قلب است۔

اللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُورٌ عَلٰى نُورٍ ۗ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ

[1] الحدیث۔

اگر تُو دل رکھتا ہے، تو تُو اس دل کے کعبے کا طواف کر۔ دل تو کعبۂ اعظم ہے، تو کیا خیال کرتا ہے؟

دل تو عرش و کرسی و لوح و قلم سے بھی اونچا ہے۔ جو دل کہ خراب ہے، وُہ (تو) کسی شمار میں نہیں۔

جان و دل کے کعبے کا مٹی اور گارے کا بنا ہُوا کعبہ طواف کرتے ہیں۔ لیکن اے یہود! اس کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے۔

اسی طواف سے حضرت رابعہ بصریؒ نے مقصود حاصل کیا۔

بیت

دل کعبۂ اعظم ہے، اسے بُتوں سے خالی کر دے۔ (یعنی اسے نفسانی خواہشات کی آماجگاہ نہ بنا) اور دل پاکیزہ گھر ہے۔ اسے بُت خانہ نہ بنا۔

دل کی کیا علامت ہے؟ اس کی مثال دونوں جہان کی سی ہے۔ اس میں ایک نقطہ بیان ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جان دل ہو جائے اور دل جان ہو جائے۔ انسان کو اہلِ دل ہونا چاہیے، نہ کہ آب و گل کا شیخی بگھارنے والا۔

حدیث

"ذکرِ قلبی سے اللہ تعالیٰ نے پرندے کی صُورت کا ایک فرشتہ بنایا۔ جس کے ہزار بدن ہیں۔ اور ہر بدن میں ہزار سر اور ہر سر میں ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ہزار زبانیں ہیں۔ جن میں سے ہر ایک ذکرِ الٰہی کرتی ہے۔"

اور یہ آیت بھی قلب کے بارے میں ہے:

"اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نُور ہے۔ اُس کے نُور کی مثال قندیل کی سی ہے، جس میں چراغ ہو، اور چراغ شیشے میں اور وُہ شیشہ ستارے کی طرح چمکدار ہو، جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن ہوتا ہے، جو نہ مشرق میں پایا جاتا ہے، نہ مغرب میں اور جس کا روغن بغیر آگ چھوئے روشنی دینے کے قریب ہو۔ نُور علیٰ نُور ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے،

يَشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ط [1]

حدیث

قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ ط [2]

بیت

دل کعبۂ اعظم است ازان کعبۂ آب و گل   آن کعبہ صد طواف کند گرد اہل دل

اہل دل را چہ نشان است کہ نان این جہان خورد، کار آن جہان کند و در قلب یک سر الٰہی است کہ آن را سِرُّ الْاَوْهَام گویند۔ کسی کہ صاحب اوہام است، آنرا ذکر قلب تمام است و ذکر قلب از جنبش قلب تمام است کہ جنبش قلب کافر و مؤمن و منافق ہمہ کسی دارد و قلب یکی پارۂ گوشت است۔ زبان قلب چون گویائی گیرد۔ و در اسم اللہ گویائی گردد، بذکر جہر آواز بلند کشد و کلمۂ طیب درست بخواند۔ با اہل قلب ہمسخن شود کہ قلب را گویائی یکی از یکی برآید و بدان در دل قلب اسم اللہ ہمہ کس دارد۔ چو غنچہ قلب مثل سر شگوفہ شود و گویائی قلب نہفتہ نماید۔

حق تعالیٰ فرمود کہ بعضی بندگان من اند کہ نزدیک مردم بخواب روند و نزدیک من بیدار و نزدیک مردم بخواب و نزدیک من اہل ہوشیار و نزدیک مردم سیر اند و نزدیک من گرسنہ و نزدیک مردم اہل شرب و نزدیک من تشنہ لب۔ پس شکم ایشان تنور است و خوردن ایشان نور است و خواب ایشان حضور و وجود ایشان مغفور است و زاہد بہشت را مزدور است و طالب دنیا رنجور است و طالب مولیٰ

[1] سورہ النور، ۲۴: ۳۵ [2] مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔

اپنے نور کیلئے راہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے"۔

حدیث

"مؤمن کا دل رحمٰن کی دو انگلیوں کے مابین ہوتا ہے"۔

بیت

اس آب و گل کے کعبہ سے دل کعبۂ اعظم ہے۔ وہ کعبہ تو اہل دل کے گرد سینکڑوں طواف کرتا ہے۔

اہل دل کی کیا نشانی ہوتی ہے؟ یہ کہ روٹی کھاتا ہے اس جہاں کی اور کام اس جہان کا کرتا ہے۔ اور قلب میں ایک الٰہی بھید ہے جسے سِرُّ الْاَوْهَام کہتے ہیں۔ جو شخص صاحب اوھام ہے، اُسے قلبی ذکر پورا پورا حاصل ہوتا ہے۔ اور ذکر قلبی سے مراد تمام دل کا جنبش کرنا نہیں، کیونکہ یہ بات تو کافر و مؤمن اور منافق سب کسی کو حاصل ہوتی ہے۔ اور قلب گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جب قلب کی زبان گویا ہوتی ہے، تو اسم اللہ کہنے لگتی ہے۔ اور بلند آواز سے ذکر جہر کہنے لگتی ہے اور کلمۂ طیبہ درست پڑھنے لگتی ہے۔ اہل قلب سے قلب باتیں کرنے لگتا ہے۔ کیونکہ اُن کے قلب کی گویائی ایک ایک کرکے باہر نکلنے لگتی ہے۔ واضح رہے کہ قلب کے دل میں اسم اللہ تو ہر شخص رکھتا ہے۔ جب تک قلب غنچہ کی طرح رہتا ہے، قلب کی گویائی پوشیدہ رہتی ہے۔

(چنانچہ) حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بعض بندے ایسے ہیں، جو لوگوں کے نزدیک وہ سوئے ہوئے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک وہ بیدار ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کے نزدیک سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک وہ ہوشیار ہیں۔ لوگوں کے نزدیک وہ سیر ہیں، لیکن میرے نزدیک وہ بھوکے ہیں۔ لوگوں کے نزدیک اہل شرب ہیں، لیکن میرے نزدیک وہ پیاسے ہیں۔ پس اُن کا پیٹ تنور ہے۔ اور اُن کا کھانا نور ہے۔ اور اُن کا سونا حضور اور اُنکا وجود مغفور ہے۔ زاہد بہشت کا مزدور ہوتا ہے اور دنیا کا طالب بیمار ہے۔ اور مولیٰ کا طالب خوش و خرم ہے۔ زندہ دل (ہمیشہ) دونوں

مسرور است، زنده دلان ہر دو جہان را تماشا بینند۔

حدیث شریف

اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَةٌ فَمَنْ یَخْرُجُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَھُوَ مَیِّتٌ۔[1]

حدیث شریف

طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ۔[2]

بیت

خُدای چو بیداری و من بخوابم   بخوابی خداوند راگی بیابم

ش

تُو نمی شناسی کہ دل گنجینۂ اسرار الٰہی است، نہ بطلب دُنیا و دل سیاہی۔

ابیات

باھُوؒ آنچہ از دل یافتم با کس نگویم شرح خویش   گر بگویم شرح از دل کس نماند زندہ خویش

آنکہ سیرش لامکان آنرا چہ داند گاؤ خر   بی بصر سر سیر بینم باتو گویم خوش خبر

ش

در فایقہ آن ذائقہ است، ہر کہ خدا را شناخت، با شُکر و شوق گرُسنگی بر نفس تاخت۔ جان سُوز است، نہ جہان سوزی۔ رزق عاشقان بتوکل

[1] الحدیث [2] ایضاً۔

جہان کا تماشا دیکھتے ہیں۔

حدیث شریف

"انسانی سانسیں گنتی کی ہوتی ہیں اور جو سانس بغیر ذکر اللہ کے نکلے وُہ مُردہ ہے"۔

حدیث شریف

"دُنیا کا طالب ہیجڑا ہے۔ اور آخرت کا طالب مؤنث ہے، لیکن مولیٰ کا طالب مذکر ہے"۔

بیت

جب (میرا خدا) جاگ رہا ہے اور میں سو جاتا ہوں، تو میں نیند میں (بھلا) خُدا کو کیسے پا سکتا ہوں؟

یعنی جب اللہ تعالیٰ ہر حال میں جاگتا ہے اور میں نیند میں ہوں، تو پھر بھلا نیند والا شخص جاگتے ہوئے کو کب مل سکتا ہے؟

تو نہیں پہچانتا کہ دل اسرار الٰہی کا خزانہ ہے۔ طلب دُنیا سے تو اُس کو نہیں پا سکتا۔ کیونکہ دنیاوی طلب سے اس پر سیاہی آجاتی ہے۔

ابیات

اے باھُوؒ! میں نے جو کچھ دل سے پایا، میں اپنی حالت کسی سے بیان نہیں کرتا۔ اگر میں دل کی کیفیت کو بیان کر دوں، تو کوئی آدمی زندہ نہ رہے۔

جس کی لامکان کی سیر ہو، اس کو (بھلا) گاؤ دخر کیا جانے؟ میں تُم کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ میں بغیر آنکھوں کی نظر کے (لامکان کی) سیر کرتا ہوں۔

ذکر فکر میں وُہ مزہ ہے، جو عام میووں میں نہیں۔ جس شخص نے اللہ تعالےٰ کو پہچان لیا، (پس) وُہ (نہایت) شُکر اور شوق کے ساتھ نفس کی بھُوک پر حملہ آور ہُوا۔ یہ جان کو جلانا ہوتا ہے، نہ کہ جہان کو۔ عاشقوں کا رزق توکل سے ہوتا ہے، نہ کہ رزّی

است، نہ بکسب روزی۔

حدیث

اِنَّ اللّٰهَ يُجَرِّبُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْبَلَآءِ كَمَا يُجَرِّبُ الذَّهَبَ بِالنَّارِ[1]

ہر کسی کہ نام اولیا کرد، اوّل بر وی بلا مُبتلا کُند و اہل اللہ این بلا نعمت دانند۔

حدیث

اَشَدُّ الْبَلَآءِ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ ثُمَّ عَلَى الْاَوْلِيَآءِ ثُمَّ عَلَى الْاَتْقِيَآءِ ثُمَّ عَلٰى عَامَّتِهِمْ[2]

این طائفہ در قید ہیچ کس نباشد کہ غنی بی نیاز اند یکی اہل اللہ دوم ظل اللہ واما ظل اللہ، نیز محتاج اہل اللہ، چرا کہ نظر رحمت حق تعالیٰ بر فقیر است و اہل دُنیا، بادشاہ محتاج اہل اللہ۔

بیت

بادشاہان وگدایان این دو قومی عجیب اند کہ نبودند و نباشند بفرمان کسی جاہ اند

بدانکہ ذکر فکر کرا گویند و ذکر فکر را چہ نشان است۔ از ذکر زندہ دل و نفس مُردہ۔

---

[1] الحدیقة الندیہ بشرح الطریقة المحمدیہ، نقل از فوائد الفواد [2] الحدیث۔

کے حاصل کرنے سے۔

حدیث

"بے شک اللہ تعالیٰ مصیبتیں ڈال کر ایمان والوں کا امتحان اس طرح کرتا ہے، جس طرح سونے (چاندی) کا امتحان آگ سے ہوتا ہے۔"

جس شخص کا نام ولی ہوتا ہے، پہلے اُسے مصیبت میں مُبتلا کرتا ہے۔ اللہ والے اس مصیبت کو نعمت سمجھتے ہیں۔

حدیث

"سب سے سخت بلا انبیاء پر اس سے کم اولیاء پر، اس سے کم پرہیزگاروں پر، اس سے کم عام لوگوں پر نازل ہوتی ہے۔"

یہ لوگ کسی کی قید میں نہیں ہوتے، کیونکہ یہ بے نیاز اور غنی ہوتے ہیں، ایک اہل اللہ، دوم ظلّ اللہ (یعنی بادشاہ) لیکن ظلّ اللہ بھی اہل اللہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ کیوں کہ حق تعالےٰ کی نظر رحمت فقراء پر ہوتی ہے اور اہل دُنیا اور بادشاہ اہل اللہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

بیت

سلاطین و فقراء (دُنیا میں) یہ دونوں قومیں عجیب ہیں۔ وہ نہ کسی کے جاہ کے زیر فرمان رہے ہیں اور نہ رہیں گے۔

اے طالب صادق!، جان لے کہ ذکر فکر کسے کہتے ہیں۔ اور ذکر فکر کی کیا علامت ہے؟ ذکر سے دل زندہ ہو جاتا ہے۔ اور نفس مُردہ ہو جاتا ہے۔

لِسَانُ الْفُقَرَاءِ سَيْفُ الرَّحْمٰنِ ط [1]

واز ذکر فنا نفس شود چطور معلوم باید کرد کہ فنا نفس را فیض فضل اللہ رُو نماید فیض اللہ کرا گویند کہ تمام رو ئی دھد کہ اگر طرف جاہل نگاہ کند، عالم شود علم ظاہر و باطن آنرا کشف گردد و اگر طرف مُردہ بہ بیند، دل اُو زندہ شود و اگر طرف عالم و فاضل بنظر بہ بیند، ازان علم تمام کشیدہ بگیرد کہ الف وبی را نشناسد و ذکر قلب اُو را انچنان جاری شود کہ علم خواندن نمی تواند و بر دل اسم اللہ نقش شود و دل اُو بمثل دریا روان و علم کہ ہست بمثل کاغذ حرف سطر سیاہی چو کاغذ بآب رسید، غرق شود آنکہ دل دریای عمیق است و علم بمثل خس، چون در دریا افتد، خس را ہیچ قرار نماند ۔



[1] الحدیث ۔

"فقراء کی زبان رحمٰن کی تلوار ہوتی ہے۔"

اور ذکر (فکر) سے نفس فنا ہو جاتا ہے۔ کس طرح معلوم کرنا چاہیے کہ فنائے نفس سے اللہ تعالیٰ کا فیض و فضل رُونما ہوتا ہے۔ فیض و فضل الٰہی کسے کہتے ہیں؟ اسکی علامت یہ ہے کہ اگر جاہل کی طرف نگاہ کرے، تو عالم ہو جائے اور اس پر ظاہر و باطن کے علوم منکشف ہو جائیں ۔ اور اگر مُردہ (دل) کی طرف دیکھے، تو اس کا دل زندہ ہو جائے ۔ اور اگر عالم و فاضل کی طرف دیکھے، تو اس سے تمام علم واپس لے لے، یہاں تک کہ الف ۔ ب بھی نہ پہچان سکے اور اس کا قلبی ذکر اس طرح جاری ہو جائے کہ علم پڑھ ہی نہ سکے ۔ اور دل پر اسم اللہ نقش ہو جائے اور اس کا دل دریا کی طرح رواں ہو جائے اور جو علم کاغذ، حرف، سطر، سیاہی پر ہے، وُہ (سب) پانی میں غرق ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ دل ایک گہرا سمندر ہے اور علم تنکے کی مانند ہے ۔ جب تنکا دریا میں پڑتا ہے، تو تنکے کو کسی طرح قرار نہیں رہتا ۔



باب اوّل

در دریافتن قلوب و تحقیقات علم و طلب سلامتی

بیرون ظاہری

بدانکہ اسم اللہ اصل است و ہر چہ مخلوق ہژدہ ہزار عالم است طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ہمہ از اسم ذات است و ہر انبیاء و اولیاء و اصفیاء کہ بمرتبہ ادنیٰ و اعلیٰ بکرم اللہ تعالیٰ پیغمبری و اولیائی و فقیری و درویشی و غوثی و قطبی و ابدالی و اوتادی و اخیاری و افتخاری و فردی و فنا فی اللہ و بقا باللہ و فنا فی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مشائخ، شیوخ، عارفین، وحدانیت رسیدند، از برکت اسم اللہ ذات است و ہر کہ از اسم اللہ ذات محرم نیست او محروم است و ہر کرا معلوم است، او بادشاہ جاودانی و مخدوم است۔ اسم اللہ در ہر زبان خاص و عام است۔ اما اسم اللہ ذات را بجز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کنہ نیافت تمام، چراکہ ہمہ کس با اسم اللہ ذات آشنا شود و حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم با اسم اللہ فنا فی اللہ و بقا باللہ آراستہ و پیراستہ بُود و تُو اسم اللہ ذات را چہ دانی و چہ خوانی و بہ چہ ستانی؟۔

اے ستور نادانی! ہر کہ اسم اللہ را نشناخت، دیگری را بشناخت و ہر کہ اسم اللہ را بشناخت، دیگری را نشناخت و ہر کہ اسم اللہ را دانست، دیگری را ندانست و ہر کہ اسم اللہ را خواند، دیگری را نخواند۔ بدل و جان قرآن خوانند بلب و زبان با اقرار لسان است و اللہ خواندن بہ تصدیق قلب است، چنانچہ کتاب تورات و انجیل و زبور و فرقان امّ الکتاب ہمہ از اسم اللہ ذات است و اسم اللہ عین ذات است۔ کسی کہ بذات رسد،

باب اوّل

قلوب کے دریافت، علم کی تحقیقات اور ظاہری و باطنی کی سلامتی کی طلب میں

واضح رہے کہ اسم اللہ اصل ہے۔ اور اٹھارہ ہزار قسم کی جو مخلوق ہے، وُہ طبق در طبق سب اسم اللہ ذات سے ہے اور جو نبی، ولی اور صفی کے ادنیٰ یا اعلیٰ مرتبے پر پہنچا ہے یا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پیغمبری، اولیائی، فقیری، درویشی، غوثی، قطبی، ابدالی، اوتادی، اخیاری، افتخاری، فردی، فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور فنا فی محمد رسول اللہ، مشائخ، شیوخ، عارفین اور وحدانیت کو پہنچا ہے، اسم اللہ ذات کی برکت سے پہنچا ہے۔ جو کوئی اللہ ذات سے محرم نہیں ہے، وُہ محروم ہے۔ اور جس کسی کو معلوم ہے، وُہ ہمیشہ کا بادشاہ اور مخدوم ہے۔ ویسے تو اسم اللہ ہر خاص و عام ہر زبان میں پڑھتے ہیں، لیکن اسم اللہ ذات کی حقیقت سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو پوری طرح معلوم نہیں ہوئی۔ کیونکہ باقی، تمام لوگ اسم اللہ ذات کے آشنا ہوتے ہیں، لیکن حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسم اللہ فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ تُم اسم اللہ ذات کو کیا جانو اور کیا پڑھو اور کس سے لو؟

اے نادان حیوان! جس نے اسم اللہ کو نہ پہچانا، اس نے اور کو پہچانا اور جس نے اسم اللہ کو پہچانا، اس نے دوسرے کو نہ جانا اور جس نے اسم اللہ کو جانا، اس نے دوسرے کو نہ جانا۔ اور جس نے اسم اللہ کو پڑھا، اس نے دوسرے کو نہ پڑھا۔ قرآن شریف دل و جان اور لب اور اقرار زبان سے پڑھا جاتا ہے۔ لیکن اللہ پڑھنے میں تصدیق قلبی کرنا پڑتی ہے۔ چنانچہ کتاب تورات، انجیل، زبور، فرقان امّ الکتاب سب اسم اللہ ذات سے ہے۔ اور اسم اللہ عین ذات ہے۔ جو شخص ذات تک پہنچتا ہے، اسے کسی

بذات خواندن احتیاج علم دیگر نماند، چراکہ ہمہ علم برای اسم ذات است۔ علم لوازم راہ است واز علم حاصلیت منزل وجاہ است و بجز مولیٰ جاہ بجای گناہ است، بلکہ گناہ دل سیاہ۔

بیت

باہُوؒ رُوسیاہی بہ بود از دل سیاہ — دل سیاہ شود از دُنیا تباہ

قولہٗ تعالیٰ:۔

فَافۡرُقۡ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ [1]

بیت

دادہ سپہر بستاند — اسم اللہ جاودان ماند

وانیکہ حضرت آدم علیہ السلام عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ [2] گفت از برکت اسم اللہ ذات کہ آنرا حق تعالیٰ بقدرت خویش اسم واضح کرد کہ وحی از حق سبحانہٗ وتعالیٰ بی صورت ذات شنوند و وحی بہ پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم صورت ذات نمودند کہ بشنیدن صوت از خود آیت قرآن میخواندند۔ ہم این اسم اللہ می بُود۔ با خُدای ہم دور مدور بودند وبا اسم اللہ ذات ہم سبق بودند باشتغال تمام۔

بیت

نگاہ جلوۂ ذات بکُن زبان مکُشا — کہ در مشاہدۂ دوست دم زدن غلطاست

[1] سورہ المائدہ، ۵: ۲۵ [2] سورہ البقرہ، ۲: ۳۱

اور علم کے پڑھنے کی ضرورت نہیں رہتی، کیونکہ تمام علم اسم ذات کے لیے ہیں علم راہ کے لوازم سے ہے۔ اور علم سے منزل اور مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور سوائے مولیٰ کے مرتبہ بمنزلہ گناہ ہے، بلکہ گناہ بھی ایسا، جس سے دل سیاہ ہوتا ہے۔

بیت

اے باہوؒ! سیاہ دل سے رُوسیاہی بہتر ہوتی ہے۔ دُنیا کی وجہ سے دل سیاہ اور تباہ ہو جاتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"ہم میں اور اس نافرمان قوم میں جُدائی ڈال دے۔"

بیت

آسمان اپنا دیا ہُوا واپس لے لیگا۔ اور صرف اسم اللہ ہمیشہ کو باقی رہے گا۔

کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء [1] سکھا دیے۔ کس کی برکت سے ہُوا۔ یہ بھی اسم اللہ ذات کی برکت سے ہُوا۔ حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسم واضح کیا۔ کیونکہ اس وقت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے ذات کی صُورت کے بغیر وحی سنی اور جناب پیغمبر خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف ذات کی صُورت سے وحی نازل ہوئی۔ آواز کے سُنتے ہی خود بخود قرآن شریف کی آیت پڑھتے تھے۔ یہ بات بھی اسم اللہ ذات کی برکت سے تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دور مدور تھے۔ اور اسم اللہ ذات سے پُورے اشتغال کے ساتھ ہم سبق تھے۔

بیت

ذات کے جلوے کی طرف نگاہ کر اور زبان مت کھول۔ کیونکہ دوست کے مشاہدہ میں دم مارنا غلطی ہے۔

[1] عام شارحین کُل چیزوں کے نام قرار دیتے ہیں حالانکہ اسماء سے مراد اسمائے الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (مترجم)

قولہٗ تعالیٰ :۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ[1] وَهُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ[2]

بیت

چو خواہی مونس خود اسم اللہ — خط درکش بگرد ماسوی اللہ

بشنو ای پسر آدم علیہ السلام! کہ وجود آدمی بمثل پارچہ پلید چرکین آلودہ است و اسم اللہ بمثل آب است چنانچہ ذکر مدام و فکر بمثل صابون است و مرشد بمثل شوئندہ و رنگ دہندہ۔ چون طالب را تاثیر اسم اللہ در رنگ بمعرفت یکرنگی کمال برسد و دوئی از وجود او برخیزد بمراقبہ جانب دل از سر تا قدم و بچشم میان دل نظر کند و بہ بیند کہ اسم اللہ ذات زبر ہر موی گوشت و پوست و رگ و استخوان و مغز و دل ہمہ زبان کشائندہ و در دیوار و شہر و بازار و در درخت و آنچہ میان درخت است، ہر طرف کہ نظر میکند، ظاہر اسم اللہ نظرش می آید و ہر طرف کہ بہ بیند و ہر چہ شنود و ہر چہ گوید، اسم اللہ گوید۔

فرد

در و دیوار شد آئینہ ہمہ از کثرت شوق — ہر کجا می نگرم روی ترا می بینم

بیت

ذکر فکرش پاک کردہ تن مرا — در تنم غیرش نماندہ چون چرا

[1] سورہ الحشر، ۵۹: ۲۲ [2] سورہ الحدید، ۵۷: ۶

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"وہ ذات ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا ہے اور وہ دلی باتوں سے واقف ہے۔"

بیت

اگر تو اسم اللہ کا اُنس چاہتا ہے، تو ماسوی اللہ کے گرد لکیر کھینچ دے۔

اے آدم علیہ السلام کے بیٹے سُن! کہ انسانی وجود ناپاک اور پلید کپڑے کی طرح آلودہ ہے اور اسم اللہ پانی کی مانند ہے۔ اور دائمی ذکر فکر صابن کی طرح اور مرشد دھونے والے اور رنگ کرنے والے کی طرح۔ جب طالب پر اسم اللہ ذات کی تاثیر ہوتی ہے اور معرفت کے رنگ سے اس کی یک رنگی بدرجۂ کمال پہنچ جاتی ہے اور دوئی اس کے وجود سے اُٹھ جاتی ہے، تو مراقبہ کے وقت جب وہ سر سے قدم تک دل کی طرف نگاہ کرتا ہے، تو چشم دل سے دیکھتا ہے کہ اس کے تمام وجود میں ہر ہر بال تلے اسم اللہ ذات نقش ہے۔ اسوقت اس کے بدن کا ہر ایک بال، گوشت پوست رگیں، ہڈیاں، مغز و دل سب کچھ بمنزلہ زبان ہو جاتا ہے۔ اور در و دیوار، شہر اور بازار اور درخت اور جو کچھ درختوں کے درمیان میوے وغیرہ ہیں، غرضیکہ جس چیز کی طرف دیکھتا ہے، اُسے اسم اللہ ہی ظاہر نظر آتا ہے۔ جدھر دیکھتا ہے، جو کچھ سنتا ہے یا کہتا ہے، اسم اللہ ہی دیکھتا، سنتا اور کہتا ہے۔

فرد

کثرت شوق سے سب در و دیوار آئینہ ہو گئے ہیں جس طرف بھی میں نگاہ کرتا ہوں تیرا چہرہ ہی نظر آتا ہے۔

بیت

اسکے ذکر فکر نے میرے جسم کو پاک کر دیا ہے۔ میرے بدن میں (اب) اس کا کوئی غیر نہیں رہا اور نہ ہی کسی چون و چرا کی گنجائش رہی ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ :- اَلْمُجَاهِدَةُ بَحْرُ الْمُشَاهِدَةِ ۝ [1]

بیت

تا گلو پر مشو کہ دیگ نہ ای — آب چندان مخور کہ ریگ نہ ای

مجاہدہ و مشاہدہ نفسانی دیگر است و مجاہدہ و مشاہدہ کشف کرامات و خلق رجوعات دیگر و مجاہدہ و مشاہدہ برسیدن عین ذات دیگر۔ این راہی است با پروردگار و سوز کہ بر مولیٰ نظر و نگاہ است کہ صاحب حق بین حق الیقین است۔ اللہ بس وماسوی اللہ ہوس۔

چون درین مقام برسد، تماشای ہر دو جہان بہ بیند۔

قولہ تعالیٰ :-

یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ [2]

ہژدہ ہزار عالم یکسان در وصال نہ اینست کمال حال۔ عالم فاضل شدن آسان است و زاہد متقی شدن آسان و عالم فقیہہ شدن آسان و شیخ مشائخ شدن آسان کہ ایشان طالب خیر اند و بیزار از شر یعنی شر از دوزخ است۔

بیت

از خیر و شر شرم بیار — روی از ہر سوی اللہ بیار

قولہ تعالیٰ :-

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ [3]

بہشت شرک دوزخ است پس ایشان اہل شرک اند۔

[1] الحدیث [2] سورہ الحشر ۵۹ : ۲۴ [3] سورہ الانعام ۶ : ۸۰

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے :-

"مجاہدہ مشاہدے کا سمندر ہے"

بیت

(پیٹ کو) گلے تک نہ بھر لے، کیونکہ تو کوئی دیگ نہیں ہے۔ پانی (بھی) اس قدر مت پی، کیونکہ تو (کوئی) ریت نہیں ہے۔

نفسانی مجاہدہ اور مشاہدہ اور ہے اور کشف و کرامات کا مجاہدہ اور مشاہدہ اور خلق کے رجوعات کا اور عین ذات تک پہنچنے کا مجاہدہ اور مشاہدہ اور ہے۔ یہ پروردگار کی طرف ایک (خاص ہی) سُوز کی راہ ہے۔ جس کی مولیٰ پر نظر و نگاہ ہے، وہ صاحب حق بین ہے اور حق الیقین ہے۔

اللہ بس اور اللہ کے سوا سب ہوس۔

جب انسان اس مقام پر پہنچتا ہے، تو وہ دونوں جہان کا تماشا دیکھتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتی ہے اور وہ غالب اور صاحب حکمت ہے"

اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق کا وصال ہوتا ہے۔ یہ بھی کوئی حال کا کمال نہیں۔ عالم فاضل ہونا آسان ہے اور زاہد و متقی ہونا آسان ہے۔ اور عالم فقیہہ ہونا آسان ہے۔ شیخ و مشائخ ہونا آسان ہے، کیونکہ یہ نیکی کے طالب ہیں اور شر سے بیزار ہیں یعنی شر دوزخ سے بیزار ہیں۔

بیت

(ہر) خیر و شر سے شرم کر۔ اپنے چہرے کو ہر طرف سے اللہ کی طرف لا۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"میں یکسو ہو کر زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے کی طرف رُخ کرتا ہوں۔
اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں"

بہشت دوزخ کا شرک ہے۔ پس وہ اہل شرک ہیں۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ؕ[1]

پس فقر فنا فی اللہ شدن مشکل است۔ چون طالب اللہ دریںجا رسد، ذکر نفس وفکر قلب وذکر روح بذکر سلطانی شود۔ وایں را ذکر سلطانی گویند ومردم ایں را دیوانہ خوانند واہل خانہ ایں را احمق دانند، تا آنکہ دیوانہ نشوی، با اسم اللہ نرسی۔ زیرا کہ عقل اینجا دزد است وعشق پاسبان ودل دکان ودر علم بخل وحرص وحسد وکبر است ودر عشق اسم اللہ۔ اللہ خالق است وعنایت وشوق وصفائی وسخاوت است خیر وفقر است۔ حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم در راہ خدا خانہ خود را ہر روز تصرف می نمودند، از برای آنکہ اسم اللہ وعنایت ہو اللہ وفقر الی اللہ بدل تخم کاشتہ وبرای ہمین کہ فرمودند بہ پَرد آنچہ بود از تاثیر اسم اللہ ذات می بود۔

بیت

خلاف پیغمبر کسی راہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

دریں مقام نفس وقلب وروح وسر یکی گردد۔ ایں را توحید مطلق گویند۔

بیت

باہُو شرک نزدیک اللہ ہم جلیس — ہر کہ اسم اللہ نداند شد خبیث

دانستن اسم اللہ اینست کہ بدانکہ مردگان ہم منتظر اند کہ باز زندہ شویم وبدنیا رویم کہ یک مرتبہ نام اسم اللہ بگیریم کہ قدر نام اللہ ندانستہ بودیم۔ وگرنہ بجز نام اللہ

[1] سورہ الکہف ۱۸ : ۱۱۰

حکم خداوندی ہے :

اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ بنا!

پس فقیر فنا فی اللہ ہونا مشکل ہے۔ جب طالب اللہ اس مقام پر پہنچتا ہے۔ تو اس کا نفس، قلب اور روح سبھی ذکر و فکر سلطانی میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اور اسی کو ذکر سلطانی کہتے ہیں۔ لوگ ایسے شخص کو دیوانہ کہتے ہیں۔ اور گھر والے اسے احمق کہتے ہیں۔ جبتک دیوانہ نہ ہو گے اسم اللہ تک نہ پہنچو گے، کیونکہ یہاں عقل چور ہے اور عشق پاسبان اور دل دکان ہے۔ اور علم میں بخل، حرص، حسد اور تکبر ہے۔ اور عشق میں اسم اللہ ہے۔ اللہ خالق ہے اور عنایت و شوق و صفائی، سخاوت اور خیر و فقر ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم راہِ خدا میں ہر روز اپنے گھر کو صرف فرمایا کرتے تھے، اس لیے کہ اسم اللہ اور عنایت ھُوَ اللہ اور فقر الی اللہ کا بیج اُن کے دل میں بویا ہوا تھا۔ اسی واسطے فرمایا: "اُڑ جا" جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا، اسم اللہ ذات کی تاثیر (برکت) سے تھا۔

بیت

جس کسی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف راہ اختیار کی۔ وہ ہرگز منزلِ مقصود کو نہیں پہنچے گا۔

اس مقام میں نفس، قلب، روح اور سر ایک ہو جاتا ہے۔ اسی کو توحید مطلق کہتے ہیں۔

بیت

اے باہُو! ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے مقابل ہم جلیس ہو، مشرک ہے۔ اور جو اسم اللہ نہیں جانتا، وہ خبیث ہے۔

اسم اللہ کا جاننا ایسا ہے کہ مُردے بھی اس بات کے منتظر (اور خواہشمند) ہیں کہ ہم پھر زندہ ہو کر اگر دنیا میں دوبارہ آجائیں، تو ایک دفعہ اسم اللہ کہیں، کیونکہ ہمیں اسم اللہ کی قدر معلوم نہ تھی۔ وگرنہ ہم اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کوئی اور کاروبار اور

ہیچ کاروبار وکسب نکنیم وبر زبان نام دیگر نخواہیم گرفت وبدل دوستی دیگر نخواہیم داشت۔

اگر صاحب اسم اللہ ظاہر درچشم عین گناہ است ودر باطن نزدیک حق صواب راہ روان۔

بیت

نزد خلقان گرچہ من فاسق ترم　　　　از عرش بالا راہ وحدت میبرم

معلوم باد کہ اسم اللہ کلید فضل است ونام محمد صلی اللہ علیہ وسلم فضل است واسم ھَا ھَا ھَا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہم فضل است ودر نام کسیکہ ازین حروفہا باشد، بر او آتش دوزخ حرام گردد۔ واگر دوازدہ ہزار عالم فقیہہ جمع کنی، بمرتبۂ زاہد برابر نمی رسد وگر دوازدہ ہزار زاہد جمع کنی، بمرتبۂ فقیر نمی رسد۔

فقیر فنا فی اللہ چیست کہ اسم جسم یکی گردد وبمرتبۂ فقیر فنا فی اللہ راچہ نشان است کہ آنجا نہ جسم است نہ جان کہ عین آن است۔ نہ آنجا احتیاج علم، نہ ایمان امن الامان است۔ آنجا نہ نفس نہ شیطان است۔ نہ آنجا گناہ، نہ ثواب است۔ نہ آنجا دوزخ نہ عذاب۔ نہ آنجا بیداری نہ خواب۔ نہ آنجا ذکر نہ مذکور۔ نہ آنجا قُرب نہ حضور۔ نہ آنجا جلال نہ جمال۔ نہ آنجا مستی نہ حال، نہ آنجا صبح نہ شام۔ نہ آنجا محبت نہ رضا۔ نہ آنجا قدر وقضا، نہ آنجا عقل ونہ دلیل۔ نہ آنجا خلیل وبخیل۔ آن مکان لامکان است۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

مَنْ لَّہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ[1]

این ہمہ چیزہا فضیلت است۔ شخصی کہ لَحْمُکَ لَحْمِیْ دَمُکَ دَمِیْ دید پادشاہ، آنرا بدیگر چہ تعلق؟ ونگاہ فنا با خدا۔

[1] الحدیث

کسب نہ کرتے اور کسی کا نام زبان سے نہ نکالتے اور دل سے کسی کے ساتھ دوستی نہ کرتے۔

اگرچہ صاحب اسم اللہ ظاہراً عین گناہ میں معلوم ہوتا ہے، لیکن باطن میں حق کے نزدیک راہ صواب پر رواں دواں ہے۔

بیت

مخلوق کے نزدیک اگرچہ میں زیادہ بدکار ہوں۔ لیکن راہ وحدت عرش سے بالا میں لے جا رہا ہوں۔

معلوم رہے کہ اسم اللہ فضل کی چابی ہے۔ اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک فضل ہے۔ اسم ھَا ھَا ھَا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بھی فضل ہے۔ جس شخص کے نام میں ان حرفوں میں سے کوئی ہوگا، اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوگی۔ اور اگر بارہ ہزار عالم فقیہہ جمع کیے جائیں، تو ایک زاہد کے مرتبہ کے برابر نہیں ہو سکتے اور اگر بارہ ہزار زاہد جمع کیے جائیں، تو ایک فقیر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

فقیر فنا فی اللہ کون ہے؟ کہ جس کا اسم اور جسم ایک ہو جاتا ہے اور فقیر فنا فی اللہ کا مرتبہ کیا ہے؟ اور اس کی علامت کیا ہے؟ کہ جہاں نہ جسم ہے، نہ جان۔ عین وہی ہے۔ نہ وہاں علم کی ضرورت ہے اور نہ وہاں ایمان اور امن الامان ہے۔ وہاں نہ نفس ہے نہ شیطان۔ نہ وہاں گناہ، نہ ثواب۔ نہ وہاں دوزخ ہے، نہ عذاب۔ نہ وہاں بیداری ہے، نہ خواب۔ نہ وہاں ذکر ہے اور نہ مذکور۔ نہ قُرب نہ حضور، نہ جلال نہ جمال۔ نہ مستی نہ حال۔ نہ وہاں صبح نہ شام۔ نہ محبت نہ رضا۔ نہ وہاں قدر نہ قضا۔ نہ وہاں عقل اور نہ دلیل۔ اور نہ وہاں خلیل اور نہ بخیل، کیونکہ وہ مکان لامکان ہے۔

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جس کا مولیٰ، اس کا سب کوئی"

یہ سب چیزیں فضیلت ہیں۔ جس شخص کو "تمہارا گوشت میرا گوشت ہے اور تمہارا خون میرا خون ہے" کا درجہ حاصل ہو۔ اور شاہ (خدا) کی یاد میں رہے، اسے دوسرے سے کیا تعلق؟ فقط نگاہ درکار ہے۔ وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے۔

بیت

گرحیاتی خوش بخواہی نفس راگردن بزن — راہ مولیٰ تابیابی ترک دہ فرزند و زن

جواب باہوؒ

گرحیاتی خوش بخواہی نفس باخود کن رفیق — نفس و زن فرزند بہتر واصلان را این طریق

⁘

چراکہ شیطان ہیچ فرزند و زن نداشت۔

بشنو ای مسمّیٰ کہ اسم اللہ چہار حروف است وچہار ملک در اسم اللہ است یکی ازل، دوم ابد، سوم دنیا، چہارم عقبیٰ۔ ہر کسی راکہ از اسم اللہ دل روشن بود، دل او جام جہان نما و آئینہ قلب صفا میگردد و تماشای ہژدہ ہزار عالم در وبیند و با احدیّت رسد از حرف ا از دست واز حرف ل در ملک لانہایت۔ واز حرف ل لامکان واز حرف ہ ہدایت است۔ ہر کہ این احوال ندارد، آنرا از اسم اللہ تاثیر ندارد و از اسم اللہ خبر ندارد۔

ابیات

مرد آن باشد کہ باشد شہ شناس — تا شناسد شاہ را در ہر لباس
راہ بروزین راہ خود غافل مشو — تا بیابی شاہ را از پیش رو
کعبہ مقصود اگر باشد ہزاران سالہ راہ — نیم گامی ہم نباشد شوق چون رہبر شود

⁘

بشنو ای مُردہ دل! از عبادت ہفتاد سال خدمت ہفت روز فقیر بہتر است، چراکہ

بیت

اگر تُو خوش وخرم زندگی چاہتا ہے، تو نفس کی گردن اُڑا دے اور (اسی طرح) اگر تُو وصال حق چاہتا ہے، تو فرزند و زن کو ترک کر دے۔

جواب باہوؒ

اگر تُو اپنی زندگی کی راحت چاہتا ہے، تو نفس کو اپنا رفیق بنالے۔ نفس و زن اور فرزند بہتر ہیں۔ واصلوں کا یہی طریق کار رہا ہے۔

کیونکہ شیطان کوئی بیوی اور بال بچہ نہ رکھتا تھا۔

اے مسمّیٰ! (غور سے) سُنو! کہ اسم اللہ میں چار حروف ہیں اور اس میں چار ہی مُلک ہیں یعنی ایک ازل، دوم ابد، سوم دُنیا اور چہارم آخرت۔ جس شخص کا دل اسم اللہؐ سے روشن ہو جاتا ہے، اس کا دل جام جہان نُما ہو جاتا ہے۔ اس کا آئینۂ قلبی صفا ہو جاتا ہے۔ اور اُسے اس میں اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق نظر آنے لگتی ہے۔ اور وُہ احدیت تک پہنچ جاتا ہے۔ حرف ا سے ازوست، حرف ل سے ملک لانہایت اور حرف ل سے لامکان اور حرف ہ سے ہدایت مُراد ہے۔ جو شخص یہ احوال نہیں رکھتا، اس کو اسم اللہ سے تاثیر نہیں ملتی۔ اور اسم اللہ کی اُسے خبر ہی نہیں۔

ابیات

مرد وُہ ہوتا ہے جو شہ شناس ہو۔ تاکہ وُہ شاہ کو ہر لباس میں پہچان جائے۔

راستے پر چلتا جا۔ اس راہ سے تُو خود غافل نہ ہو۔ تاکہ تُو شاہ کو آگے جانے سے پہلے ہی پالے۔

کعبۂ مقصود دل میں ہو، اور اگرچہ ہزاروں برس کی راہ کیوں نہ ہو۔ (لیکن) جب شوق تیرا راہبر ہو جائے، تو وُہ نصف قدم کے برابر بھی نہیں ہے۔

اے مُردہ دل سُن! ستر سال کی عبادت سے سات روز فقیر کی خدمت کرنا

اگر نزد کافران نماز کنی یا تلاوت قرآن یا مسائل صحیح یا شب بیداری، کافران مطیع شوند
با اخلاص و اگر کلمہ شریف از قرآن بخوانی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ کفار از آنجا زود بروند و از آنجا بیزار شوند۔ نماز با ذکر است۔ بغیر ذکر قبول نیست چنانچہ
بانگ و تکبیر تحریمہ و ذکر تسبیح سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی[1] پس ذکر را مانع نشوند، مگر آنکس
کہ منافق یا حاسد یا کافر باشد، اسم اللہ را نمی خواہد و نام دنیا خواہد یا نام شیطان را خواہد
یا نام نفس را خواہد۔ نفس مردہ دل دشمن خدا دوستدار را چہ خواہد۔

بشنو ای محقق! حقیقت زندہ دلان اہل قلب کہ محققان گویند کہ اہل تقویٰ واصلان
بر آنند کہ برکشیدن ریاضت صادق اند و در ابتہاج منہاج ارادت قانتانند و در
سلوک اِلَی اللّٰہِ و در سیر فنا فی اللہ بی تصور و قرب متفق صفات و ذات از روی محبت
مستغفر اند و از ذنوب قلوب کہ توجہ غیر حق است دور اند۔

بیت

گناہ آمد شہود ماسوی اللہ   ازین نوعی گناہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

❊

ازین صفات کہ مذکور شد، چہ مبتلا سالک سلوک است۔ اول رہبری بخدا ہمین
صدق است۔ بعدہٗ وَلَا تَخَلَّقُوْا بِخُلُقِ اللّٰہِ الْمَلِکُ الْمُلُکُ الْمُلُوْکِ ط
قوت اشتغال بہ نقص نفس ہوا لفضول و کشتن نفس امارہ است و پاک
ساختن صحن دل را در مرتبہ قبول مراد را استغفار و رفتن در توحید یا بعد از ان ستارہ ہستی
سالک و از مغرب مستواری نشود و خورشید بقا ابدی از مطلع فیض ازلی طالع نگردد

[1] سورہ الاعلیٰ ، ۸۷ : ۱

افضل ہے۔ کیونکہ اگر کافروں کے پاس نماز پڑھو گے یا قرآن پاک کی تلاوت کرو گے
یا صحیح مسائل بیان کرو گے یا شب بیداری کرو گے، تو کافر اخلاص کے ساتھ مطیع ہو
جائیں گے۔ لیکن اگر سچے دل سے کلمۂ طیبہ پڑھو گے، تو کفار وہاں سے جلدی چلے جائیں گے
اور وہاں سے بیزار ہو جائیں گے۔ نماز ذکر کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ بغیر ذکر کے قبول نہیں،
جیسا کہ بانگ، تکبیر تحریمہ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (پاکی بیان کر اپنے رب کے نام کی جو سب
سے اوپر ہے)، کا ذکر تسبیح۔ پس ذکر سے کوئی شخص منع نہیں کرتا۔ مگر وہ شخص جو منافق، حاسد
یا کافر ہو۔ وہ اسم اللہ نہیں پڑھتا۔ وہ یا تو دنیا کا نام لیتا ہے یا شیطان کو چاہتا ہے۔ یا
نفس کو۔ نفس ہمیشہ مردہ دل اور خدا کے دشمن کا دوستدار ہوتا ہے۔ وہ خدا کے دوست
کی طلب کیونکر کر سکتا ہے؟

اے محقق! زندہ دل اہل قلب کی حقیقت سن۔ محقق کہتے ہیں کہ اہل تقویٰ اور
واصل یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ریاضت کر کے صدق پر ہیں اور راہ ارادت کی خوشی
میں صبر کرنے والے اور سلوک اِلَی اللّٰہ اور سیر فنا فی اللہ میں بے تصور و قرب
صفات و ذات میں متفق اور از روئے محبت بخشے ہوئے ہیں، اور دل کے گناہوں
سے جن سے مراد غیر حق کی طرف توجہ کرنا ہے، دور ہیں۔

بیت

اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی اور کو دیکھنا گناہ ہے۔ اس طرح کے گناہ سے اللہ تعالیٰ
معاف فرمائے۔

جن صفات کا اوپر ذکر ہوا ہے، اگر وہ ہوں تو سالک سلوک میں مبتلا ہونے
کی کیا حاجت ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف پہلا رہبر ہی صدق ہے۔ پھر اسی کے
بعد شروع ہوتا ہے۔

یاد الٰہی میں مشغول ہونے کی طاقت، فضول نفس کی خواہشوں کو دور کرنے کی طاقت،
اور نفس امارہ کے مار ڈالنے اور صحن دل کو اس قدر پاک کرنے پر موقوف ہے کہ
اس کی خواہشات کو قبول نہ کیا جائے۔ توحید میں جائیں۔ جب تک سالک کی ہستی کا ستارہ
مغرب میں نہ چھپے، تب تک بقائے ابدی کا آفتاب فیض ازلی کے مطلع سے نہیں نکلتا

وفکر سحر کہ زوال ظلمت است، ظہور صفائی روز شب۔ ازین بسیار فائدہ میدھد کہ چو شواہد غیب بر ہیکل ملک الموت مستعلی شب وجود با اعداد نمود آنچہ بی صورت بودہ است زائل گشتہ صبح شہود وحدت از افق حقیقت روئی نماید۔ وسرّ این کلام عَلَيْهِ السِّرَاجُ فَقَدْ طَلَعَ الصُّبْحُ اینجا چہرہ کشاید۔

ابیات

نعمۂ نور تافت از کونین — جملہ مرادات از محدثات برآید
صبح طلع دمید در آفاق — ہر طرف بانگ الصّلوٰۃ برآید

ومحققان چنین فرمودند کہ در ذبح طیور اربع بخصالت آمدہ است۔ اشارت این بود کبوتر ہوا را کہ ہموارہ الفت بخلق دارد ذبح کن کہ با مردم پیوستہ مسافت بکش و رشتۂ الفت از خلق بہ بر و خروس شہوت را کہ ہموارہ بشہوت است ذبح کن و خود را از بند شہوت رہا کن وزاغ حرص را کہ ہموارہ مائل بہ حرص است بقتل آر و صفت حرص بگذار و طاؤس زینت را کہ مجموعۂ زینت است، بردار بیار و دیدہ از آرائش بردار و حرص از زیب دنیا خود را دور دار و بہ تیغ مجاہدہ این چہار صفت را ذبح کن و این ہمہ کہ بالا مذکور شد بجز تیغ مجاہدہ نخواہند گشت۔ تا من بعد ازین حیاتی ابدی و زندگی سرمدی بگذری ہرگز نمیری۔

حدیث شریف

اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ[1]

ونیز گویند کہ چہار صفت از تابع بخصالت اربعہ آمدہ اند و ذبح اینہا بہ تیغ

[1] کتاب برزخ بعین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ، شرح الصدر از علامہ سیوطیؒ، کتاب الروح از ابن قیم۔

اور فکر کی صبح جس سے زوال کی تاریکی زائل ہوتی ہے، ظاہر نہیں ہوتی، اگر ظاہر ہو جائے، تو اس سے بہت کچھ فائدہ ہوتا ہے۔ جب غیب کے شواہد ملک الموت جیسی رات کی صورت پر نمودار ہوتے ہیں اور جو بے صورت ہوتے ہیں، وہ زائل ہو جاتے ہیں، تو شہود وحدت کی صبح افق حقیقت سے نمودار ہوتی ہے۔ اس وقت اس کلام "اس پر چراغ ہے پس تحقیق صبح نمودار ہوئی"، کا بھید کھلتا ہے۔

ابیات

تمام مرادیں حوادثات سے پوری ہو گئیں، جب کونین سے نغمۂ نور چمکا۔
صبح طلوع آفتاب کے دمکنے سے کل عالم میں ہر طرف نماز کے لیے اذانیں شروع ہو گئیں۔

اور تحقیق کرنے والوں نے یوں فرمایا ہے کہ چار پرندے ذبح کرنے سے مراد چار خصلتوں کا دور کرنا ہے اور وہ یہ ہیں: حرص کا کبوتر جس کی الفت ہمیشہ مخلوق سے ہوتی ہے۔ اس کو ہلاک کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ لوگوں سے دور رہ۔ اور الفت کا رشتہ لوگوں سے منقطع کر دے۔ اور شہوت کا مرغ ہمیشہ شہوت کی طرف رہتا ہے۔ اس کو ذبح کر کے اپنے آپ کو شہوت کی قید سے چھڑا۔ لالچ کا کوا جو ہمیشہ لالچ کی طرف مائل رہتا ہے، اس کو قتل کرنے سے مراد لالچ کا ترک کرنا ہے۔ زینت کا مور جو مجموعۂ زینت ہے، اس کو سولی پر چڑھا اور آرائش پر نگاہ نہ رکھ۔ اور دنیاوی زیب و زینت کے لالچ سے اپنے آپ کو دور رکھ۔ اور مجاہدہ کی تلوار سے ان چار صفات کو ذبح کر۔ یہ تمام مذکورہ بالا پرندے مجاہدہ کی تلوار کے بغیر ہلاک نہیں ہو سکتے۔ انکے ہلاک کرنے پر جب ابدی حیاتی اور سرمدی زندگی پاؤ گے، تو پھر کبھی نہیں مرو گے۔ جیسا کہ ذیل کی حدیث سے ظاہر ہے۔

حدیث شریف

"بیشک اللہ تعالیٰ کے دوست نہیں مرتے"۔

اور نیز کہتے ہیں کہ وہ چاروں صفتیں اربعہ عناصر کی خصلتوں کے عین تابع ہیں۔

مخالفت لازم است۔

اوّل جملہ صولت کبر کہ نتیجۂ اُو از آتش است۔

دوّم داعۂ شہوت کہ ثمرۂ اُو از باد است۔

سیّوم غلبۂ حرص است کہ عوز اُو از آب است۔

چہارم امساک است کہ صفت اُو از خاک است۔

حکیم ثنائیؒ (غزنوی) بدین معنی اشارت فرمود ا۔

ابیات

چہار مرغ است چہار طبع بدن | جملہ را از بہر دین بزن گردن
پیش پاکان است عشق دلیل | زندہ کن ہر چہار را چون خلیلؑ

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ
قَالَ بَلٰى وَ لٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ
اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ
سَعْیًا ؕ وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۠[1]

بیت

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق | ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

---

[1] سورہ البقرہ ۲، ۲۶۰

پس انکو تیغ مخالفت سے ذبح کرنا لازم ہے۔

اوّل تکبّر کا رُعب و دبدبہ، جس کا نتیجہ آگ ہے۔

دوم: شہوت کی خواہش جو ہوا کا ثمرہ ہے۔

سوم: حرص کا غلبہ جو پانی کا لازمہ ہے۔

چہارم: بُخل جو خاک کا خاصہ ہے۔

حکیم ثنائیؒ (غزنوی) اس بارے میں اشارتاً فرماتے ہیں:۔

ابیات

چاروں پرندوں سے مُراد چار طبائع بدن ہیں۔ دین کی خاطر ان تمام کی گردن کاٹ دے۔

پاک لوگوں کے نزدیک اوّلین دلیل عشق ہوتا ہے۔ ان چاروں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ (جیسے عاشق) کی طرح زندہ کر۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا، اے میرے پالنے والے! مجھے دکھا کہ تُو مُردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ فرمایا! کیا تجھے یقین نہیں۔ اس نے کہا: مجھے پختہ یقین ہے، مگر اس لیے چاہتا ہُوں کہ مجھے اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔ فرمایا: کہ تُو پرندوں میں سے چار پرندے لے لے اور انکو اپنے ساتھ ہلا لے، پھر ان کے ٹکڑے کر کے ہر ایک پہاڑ پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دے۔ پھر انہیں بُلا کہ وُہ تیرے پاس دوڑ کر چلے آئیں گے اور یہ خوب جان لے کہ اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔"

بیت

وُہ کبھی نہیں مرتا، جس کا دل عشق سے زندہ ہو۔ ہمارا نقش عالم کے جریدہ پر دائمی طور پر ثبت ہے۔

بیت

ہر قلب و ہر سر نہ نہاد است   وسوسۂ خطرات شیطان مایۂ فساد است

بیت

نہ ہر دل بود گنج سرّ الٰہی   نہ ہر سر بود لایق بادشاہی

اکثر مردم میگویند کہ فقیری مشکل است و فقیر باہوؒ میگوید کہ فقیری مشکل نیست مشکل آنست کہ بدل خوش نیاید و ہر کرا کہ فقر بدل خوش آید، خوش آمدید مرحبا و آنکہ اہل فقر شب و روز در خوف باشند، ازبرای آنکہ فقر از دست نرود۔

حدیث

اَلدُّنْیَا حَوْضٌ وَالْاِنْسَانُ حُوْتٌ وَالْمَرَضُ سَفِیْنَۃُ الْمَوْتِ [1]

حیا و محبت و سوزش دل از عشق الٰہی است۔ از جان کندن سخت تر است کہ ہیچ جمعیت و آرام نمی دھد۔

بیت

محبت است کہ دل رانمی دھد آرام   ورنہ کیست کہ آسودگی نمی خواھد

چنانچہ حضرت مخدوم جہانیانؒ را پرسیدند کہ رزق مقدر است، گردیدن چیست، حضرت مخدوم جہانیانؒ جواب دادند کہ رزق میگرداند، پرسیدن چیست؟

فقر سہ قسم است۔ یکی نشست، دوم برخاست، سوم تماشا بین، خواست اللہ را کہ فقر سرّ الٰہی و ہر سہ بمثل قدرت است۔

[1] الحدیث

بیت

ہر دل اور ہر سر میں یہ نہیں رکھا گیا کہ وُہ خود خرابی کا باعث ہو۔ یہ تو شیطانی خطرات کے وسوسے ہیں، جو فساد کی جڑ ہیں۔

بیت

نہ تو ہر دل رازِ الٰہی کا خزانہ ہوتا ہے اور نہ ہر سر بادشاہی کے لائق ہوتا ہے۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ فقیری مشکل ہے۔ لیکن فقیر باہوؒ کہتا ہے کہ فقیری مشکل نہیں ہے مشکل وُہ بات ہوتی ہے، جو دل کو اچھی نہ لگے اور جس کسی کو فقر دل سے اچھا لگے، اس کے لیے آسان ہے۔ خوش آمدید، مرحبا! اور یہ کہ اہل فقر دن رات ڈرتے رہتے ہیں، اسلیے کہ کہیں فقر ان کے ہاتھ سے جاتا نہ رہے۔

حدیث

"دُنیا بمنزلہ حوض ہے اور انسان بمنزلہ مچھلی اور مرض بمنزلہ موت کی کشتی"

حیا اور محبت اور سوزشِ دل (سب) عشقِ الٰہی کی وجہ سے ہیں (اور عشق) جان کنی کے عذاب سے کہیں بڑھ کر ہے، کیونکہ اس سے کسی قسم کی تسکین قلب اور آرام نہیں ہوتا ہے۔

بیت

محبت میں دل کو آرام نہیں ہوتا، ورنہ کون شخص ہے، جو آرام کی خواہش نہیں رکھتا۔

چنانچہ حضرت مخدوم جہانیاںؒ سے پوچھا گیا کہ جب رزق مقدر ہے، تو پھر یہ پھرنا پھرانا کیسا؟ حضرت مخدوم جہانیاںؒ نے جواب دیا۔ رزق پھراتا ہے۔ (پھر اُو پوچھنا کیا ہے ؟

فقر تین قسم کا ہے۔ ایک نشست، دوسرے برخاست، تیسرے تماشا بیں۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ فقر ایک الٰہی بھید ہے۔ اور یہ تینوں ہی بمنزلہ قدرت ہیں۔



باب دوم

در ذکر مراقبہ وقلب

مراقبہ چیست و مراقبہ کرا گویند؟ بدانکہ مراقبہ نگہبانی دل است کہ رقیب را در دل راہ ندھد، چنانچہ خطراتِ نفسانی و شیطانی و جسمانی و حرص پریشانی آنچہ لاسوی اللہ و مراقبہ با حق رسانندہ و مشاہدۂ خاص نمایندہ را گویند و مراقبہ محو را گویند، چنانچہ نفی خاطر را گویند و مراقبہ محرم اسرار را گویند، مراقبہ محبت محبوب را گویند و مراقبہ مجلس محمدیؐ را گویند و مراقبہ مطلعٔ نور الہدیٰ تجلیات ذات را گویند۔

و مراقبہ بسہ قسم تعلق دارد:۔

اوّل روشن ضمیر غیب دان، فیض اللہ، صاحب الہام و ہم دلیل تمام چنانچہ فنا و بقار۔

دوم مراقبہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[1]

سوم بہ پوشیدن مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بہ بیند۔ این را سلطان للعراج عروج عرش کہ غرق بنور شود گویند و آنجا پنجاہ سال یا شصت سال یا ہفتاد سال بماند و نزدیک مردم ظاہر۔

طُرفہ اینست کہ راہ مردان را بردیا آنکہ مطلب بمراقبہ رفت و از خود بیخود گشت و در مراقبہ دید کہ قیامت قائم شُد و آنچہ سوال جواب حشر شد، چنانچہ اعمال نامہ نیکی بدی و ہژدہ ہزار عالم بہ نفسی نفسی بر زبان ہر بندہ و بر زبان حضرت محمد رسولؐ

---

[1] نقل از عین العلم و شرح برزخ

باب دوم

مراقبہ اور قلب کے ذکر کے بارے میں

مراقبہ کیا ہے اور مراقبہ کسے کہتے ہیں؟ واضح رہے کہ مراقبہ دل کی نگہبانی کا نام ہے۔ اس طرح کہ رقیب کو دل میں آنے نہ دے۔ رقیب سے مُراد خطرات نفسانی و شیطانی اور جسمانی اور حرص و ہوا ہیں۔ اگر یہ دل میں آئیں گے، تو پریشانی لاحق ہوگی، غرضیکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ سے سوا ہے، پریشانی کا موجب ہے۔ اور مراقبہ وہ ہے جو حق تعالےٰ تک پہنچائے اور خاص مشاہدہ کرلئے اور محو کردے۔ اور جس سے خطرات کی نفی ہو۔ بھیدوں سے واقف ہو۔ محبت محبوب اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہو۔ نورِ ہدایت اور تجلیات حق ہویدا ہو۔

مراقبہ تین قسم کا ہوتا ہے:۔

اوّل؛ جس سے انسان روشن ضمیر اور غیب دان ہو۔ فیض الٰہی شامل حال ہو۔ اور مکمل صاحب الہام و دلیل بھی بن جائے، چنانچہ فنا و بقا ہر دو حاصل ہو جائیں۔

دوم؛ "مرنے سے پہلے مرجاؤ" والا مراقبہ۔

سوم؛ مراقبہ وہ ہے کہ آنکھ بند کرتے ہی مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے، اس کو سلطان المعراج کہتے ہیں۔ اس میں عرش تک عروج ہوتا ہے اور نور میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ اگر وہاں پچاس ساٹھ یا ستر سال تک رہے۔ تو بھی لوگوں کو معلوم ہوگا کہ وہ ظاہر میں ان کے پاس ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ مردوں کی راہ طے کرتا ہے۔ یا یہ کہ مراقبہ ہی میں مطلب چلا گیا اور وہ خود سے بے خود ہو گیا۔ اُس نے مراقبہ میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی۔ میدان حشر کے سوال و جواب ہو رہے ہیں، چنانچہ نیکی بدی کے اعمالنامے مِل رہے ہیں۔ اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق نفسی نفسی پکار رہی ہے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُمّتی اُمّتی، پلصراط دوزخ و بہشت و اہل دیدار دیدن و مستی دیدار باری تعالیٰ بہرہ ور گشتہ۔ این مراقبہ است و مقام از حین ہمون شدن و این مقام استغراق و وحدت گویند۔ این مراقبہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰه گردد۔ و ہر کہ بدیدن دیدار مولیٰ شک آرد کافر گردد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا[1]

چراکہ حضرت امام المسلمین ابو حنیفہ کوفیؒ ہفتاد مرتبہ دیدار باری تعالیٰ را بخواب دید و دیدن دیدار حق تعالیٰ بخواب رواست و درمیان خواب و مراقبہ و ذکر اولیاء اللہ خواب غفلت نیست باخبر است و مراقبۂ عام را غفلت کہ ایشان غافل اند و بی خبر اند و دل مردہ افسردہ۔

قولہ تعالیٰ :۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى[2]

مراقبہ این نیست کہ مردم چشم پوشند بمثل گربہ جہت موش کوشند و اہل خطرات را این مراقبہ نیست۔ مقلد اہل مردہ دل اند۔

بشنو اہل دیدار! چون مراقبہ کنندہ بذکر رود، از ذکر و فکر مراقبہ یک مردہ مثل آدمی پیدا شود۔ جائیکہ خاص مراقبہ باشد، بہر مجلس اولیاء

۞

[1] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ
[2] سورہ بنی اسرائیل ، ۱۷ : ۷۲

اُمّتی اُمّتی پکار رہے ہیں۔ پلصراط پر سے لوگ گذر رہے ہیں۔ بہشت میں داخل ہو رہے ہیں۔ دوزخ میں بھیجے جا رہے ہیں۔ اہل دیدار بہشت میں دیدار الٰہی سے خوش ہو رہے ہیں۔ اور لقائے حق کی مستی سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ اس کا نام مراقبہ ہے اور یہی قبولیت کا مقام ہے۔ اس کو مقام استغراق و وحدت (بھی) کہتے ہیں۔ اسی مراقبہ سے "جب فقر بدرجۂ کمال پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہے" کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کے دیدار کا قائل نہیں اور اس میں شک کرتا ہے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

کیونکہ حضرت امام المسلمین ابو حنیفہ کوفیؒ نے حق تعالیٰ کو ستّر مرتبہ خواب میں دیکھا۔ اور حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھنا جائز ہے۔ خواب یا مراقبہ جو اولیاء اللہ کو ہوتا ہے یا پھر وہ ذکر کے درمیان جو خواب غفلت میں چلے جاتے ہیں، وہ ان کی خواب غفلت نہیں ہوتی، بلکہ اس میں وہ ہر طرح سے باخبر ہوتے ہیں۔ البتہ عام لوگ غافل ہو کر سوتے ہیں۔ اُن کے سونے کو خواب غفلت کہہ سکتے ہیں، کیونکہ وہ بے خبر ہیں اور اُن کے دل مُردہ اور افسردہ ہوتے ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے :۔

"اور جو شخص اس جہان میں اندھا رہا، پس وہ قیامت کے روز بھی اندھا ہی رہے گا۔"[1]

مراقبہ اس بات کا نام نہیں کہ بلی کی طرح چوہے کی خاطر آنکھیں بند کر لی جائیں۔ اہل خطرات کا یہ مراقبہ نہیں ہے اور وہ جو اس قسم کا مراقبہ کرتے ہیں، وہ مقلد اور مُردہ دل ہوتے ہیں۔

اے اہل دیدار سُنو! جب مراقبہ کرنے والا ذکر میں مشغول ہوتا ہے، تو اس ذکر و فکر کے مراقبہ سے ایک مُردہ آدمی کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ جہاں خاص مراقبہ ہو، انبیاء،

[1] اندھا رہنے سے راہ حق نہ پانا مُراد ہے اور اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ جس کی آنکھیں دُنیا میں دیدار الٰہی سے محروم ہیں، قیامت میں کس طرح اُسے دیکھ سکیں گی اور صوفی معانی اسکا یہی مطلب لیتا ہے [1] ہر کہ اینجا نہ دید محروم است بہ در قیامت از لذت دیدار۔ جو شخص دُنیا میں تجلیات ذات کے دیکھنے سے محروم ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت سے محروم رہیگا۔

وانبیاء واصفیاء وتوحید ذات دست گرفته از رہنمائی بجا رساند و باز بمقام اصلی آرد۔ ہر کہ در مراقبہ رود و مشاہدہ نہ بیند، آنرا مراقبہ نتوان گفت، بلکہ شیطان است۔ ہنوز نفس بر این غالب است۔ واین طالب ہوا طالب است و بہ ہیچ مطلوب نرسد، تا آنکہ با آن محبوب اہل محبوب نگردد۔ اہل حجاب، ذکر و فکر و مراقبہ بر باد۔ بی ثواب، چراکہ قلب او غلیظ آلود۔

حدیث شریف

كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ[1]

بیت

ذکر ہو وحدت بود ما را وصال ذاکران را ذکر باشد لازوال

حدیث قدسی

مَنْ طَلَبَنِيْ فَقَدْ وَجَدَنِيْ وَمَنْ وَجَدَنِيْ فَقَدْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ عَرَفَنِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ فَقَدْ عَشِقَنِيْ وَمَنْ عَشِقَنِيْ فَقَدْ قَتَلْتُهٗ وَمَنْ قَتَلْتُهٗ فَعَلَيَّ دِيَتُهٗ وَذِمَّتُهٗ فَاَنَا دِيَتُهٗ[2]

مراقبہ برآمدن از اربعہ عناصر وجود پوست و رسیدن بدوست و بہ رسیدن حقیقت۔ ہر دو جہان را از دست بدہ۔ امّا درین راہ مرشد اہل مراقبہ بباید کہ وجود آدمی مثل آوند شیر است کہ جزات در شیر و مسکہ در شیر و دوغ در شیر و روغن

[1] الحدیث [2] نقل از فوائد المرغوب تبریزیؒ، تفسیر روح البیان۔

اولیاء اور اصفیاء کی مجلسوں اور توحید ذات تک کو دکھلا کر اور ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ پر پہنچا دیتا ہے اور پھر مقام اصلی پر لے آتا ہے۔ جو کوئی مراقبہ میں جاتا ہے اور مشاہدہ نہیں دیکھتا ہے، تو اس کو مراقبہ نہیں کہہ سکتے، بلکہ وہ تو شیطانی کھیل ہے۔ اور سمجھو کہ نفس ابھی تک اس پر غالب ہے اور ایسا شخص حرص و ہوا کا طالب ہے۔ وہ ہرگز کوئی مطلب حاصل نہیں کر سکے گا۔ جب تک اس محبوب حقیقی کے ساتھ اہل محبوب نہیں بنتا، وہ اہل حجاب میں سے ہوگا۔ اس کا ذکر و فکر اور مراقبہ سب برباد اور بے ثواب ہے۔ کیونکہ اس کا دل غلیظ اور آلودہ ہے۔

حدیث شریف

"ہر برتن سے وہی رستا ہے، جو اس میں ہوتا ہے۔"

بیت

ھُو کا ذکر ہمارے لیے وصال وحدت ہوتا ہے۔ ذاکروں کے لیے یہ لازوال ذکر ہوتا ہے۔

حدیث قدسی

"جو مجھے طلب کرتا ہے۔ پس وہ مجھے پالیتا ہے اور جس نے مجھے پالیا۔ پس اس نے مجھے پہچان لیا اور جس نے مجھے پہچان لیا۔ پس اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ مجھ پر عاشق ہوا پس جو میرا عاشق ہوا، میں نے اسے قتل کیا۔ جس کو میں نے قتل کیا اس کا خون بہا میرے ذمہ ہے پس اس کا خون بہا میں خود ہی ہوں۔"

مراقبہ سے انسان اربعہ عناصر اور وجود و پوست سے نکل کر دوست اور حقیقت تک پہنچتا ہے۔ (بہتر یہی ہے کہ تو) دونوں جہان کو ہاتھ سے دیدے۔ لیکن اس راہ میں کوئی اہل مراقبہ مرشد درکار ہے، کیونکہ انسانی وجود دودھ کے برتن کی طرح ہے۔ اسی دودھ میں دہی، مکھن، گھی، چھاچھ وغیرہ ہے۔ مرشد وہی ہے، جو ہر ایک کو ملاکر طالب اللہ کو

زر دور خیر است. مُرشد آنست کہ ہر کجی راحل کردہ طالب اللہ را بنماید. المطلب آنکہ طالب اللہ را باقی وسواس نماند۔

معلوم باد کہ دل آدمی چہار پہلو است و سرِ اُو چون گُل نیلوفر و در ہر پہلو یک ولایت است و در ہر ولایت فراخی چہار طبق است بلکہ افزون تر ازان۔

اوّل ولایت نفس کہ ذکرِ اُو زبان و مقام اُو شریعت است ۔

دوّم ولایت دل است و ذکرِ اُو قلب است و مقام اُو طریقت است ۔

سوّم ولایت سِر است کہ ذکرِ اُو گوش است و مقام اُو حقیقت است ۔

چہارم ولایت ہُوٗ است کہ مقام معرفت است ۔

بیت

چنان غرق گشتم بدریای ہُوٗ   کہ ازل و ابد را خبر ہم ندارم

چوُن سرِ قلب بکشد فیما بین اللہ و بین العبد حجابی نماند. مُرشد آنست کہ بی حجاب و بی احتیاج باشد و بہر ولایت حاکم و قابض باشد. مراقبہ آنست کہ چشم بپوشد و ہر جا کہ خواہد برسد. ظاہر و باطن بہ بیند۔

بیت

مردِ مُرشد میبرد با ہر مقام   مُرشد نامرد باشد خود بنام

فقر را رہبر دہقانی است. دہقانیان آنچہ در زمین بکارند، ہمون بدرند۔

ابیات

باہُوٗ ہُوٗ کاشتم من در وجود   باؤ الف رفت آخر ہُوٗ نمود

دکھائے۔ مطلب یہ ہے کہ طالب اللہ کے دل میں کسی قسم کا وسواس باقی نہ رہے۔

واضح رہے کہ انسانی دل کے چار پہلو ہیں۔ اور اس کا سر گُل نیلوفر کی طرح ہے۔ اور اُس کے ہر پہلو میں ایک ایک ولایت ہے اور ہر ولایت کی فراخی اس قدر ہے کہ اس میں چودہ طبق سے زیادہ کی گنجائش ہے۔ وُہ ولایت یہ ہیں :۔

اوّل : ولایت نفس جسکا ذکر زبانی اور مقام شریعت ہے ۔

دوم : ولایت دل۔ جسکا ذکر قلبی اور مقام طریقت ہے۔

سوم : ولایت سِر، جس کا ذکر کانوں سے ہوتا ہے اور جسکا مقام حقیقت ہے۔

چہارم ولایت ہُوٗ جو مقام معرفت ہے۔

بیت

میَں ھُوٗ کے دریا میں اس طرح غرق ہو گیا ہُوں کہ میَں ازل اور ابد کی بھی خبر نہیں رکھتا۔

جب قلب کا سر کھول دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین کوئی حجاب نہیں رہتا۔ مُرشد وُہی ہے، جو بے حجاب اور بے احتیاج ہو۔ اور ہر ولایت پر حاکم اور قابض ہو۔

اور مراقبہ یہ ہے کہ جب آنکھ بند کرے، تو جس جگہ چاہے، پہنچ جائے اور ظاہر و باطن میں دیکھ سکے ۔

بیت

مردِ مُرشد وُہ ہے، جو ہر مقام پر لے جائے۔ نامرد مُرشد تو اپنے نام تک ہی (محدود) رہتا ہے۔

فقر کا رہبر ایک کسان ہوتا ہے۔ کسان جو کچھ زمین میں بوتے ہیں، وُہی کاٹتے ہیں۔

ابیات

باہُوٗ نے ہُوٗ کو اپنے اندر کاشت کیا۔ ب، الف جاتی رہی آخر ہُوٗ رہ گیا۔

باھُو ھُو گشت مارا اجرت است   خود معشوق خدای غیرت است

حدیث

اَللّٰہُ غَیُوْرٌ وَّ اَغْیَرُ مِنِّیْ ۔[۱]

بیت

باھُو ھُو برد مارا در حضور   از شہ رگ نزدیک بنیم نیست دُور

بدانکہ این راہ عاشقان است۔ عشق چیست؟ یک لطیفہ است کہ از روشن دل میخیزد۔ آتشی است کہ ہیزم در او سیاست است و از سلامت میخیزد عشق گیاہی است بر درختی پیچیدہ، بر دل را کہ رُخ نماید۔ از ہر دو جہان دیوانہ سازد۔ اوّل بخوردن خون جگر، بعدہٗ معشوق خود نگر۔ این راہی است کہ کِرَاماً کاتبین از این راہ بی خبر اند۔ یقین دانید کہ این اہل دُنیا اہل شیطان، بجہت دُنیا سرگردان و پریشان۔

فقر سہ حرف است۔ فَ۔ قَ۔ رَ۔ از حرف فَ فخر و از قَ قرار و جمعیت و از رَ رُتبہ روز قیامت و از فَ فقر و از قَ قُرب و از رَ رویت اللہ۔ و آنکہ از فقر رُو گرداند، از فَ فضیحت و از قَ قہر خُدا و از رَ رد از خُدا۔

۱ الحدیث

باھُو ھُو ھو گیا۔ یہی ہماری مزدوری ہے۔ غیرت خداوندی ہے کہ (میں) خود محبوب بن گیا۔

حدیث

"اللہ تعالیٰ غیور ہے اور وُہ مجھ سے بڑھ کر غیور ہے۔"

بیت

اے باھُو! ھُو ہم کو بارگاہ خداوندی میں لے جاتا ہے۔ میں اُسے شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک دیکھتا ہوں، وُہ دُور نہیں ہے۔

واضح رہے کہ یہ عاشقوں کی راہ ہے۔ عشق کیا ہے؟ ایک لطیفہ ہے جو دل کی روشنی سے پیدا ہوتا ہے۔ (یا یوں سمجھو کہ) عشق ایک آگ ہے، جس کا ایندھن سیاست ہے اور سلامتی سے پیدا ہوتا ہے۔ یا عشق ایک گھاس (بیل) ہے، جو ایک درخت کے گرد لپٹتی ہے۔ جس دل پر اثر کرتا ہے، اُسے دونوں جہان سے دیوانہ بنا دیتا ہے۔ اس میں پہلے خُون جگر کھانا اور پھر اپنے معشوق (محبوب) کو دیکھنا ہوتا ہے۔ یہ ایسی راہ ہے کہ جس کی خبر کراماً کاتبین کو بھی نہیں۔ یقین جانو کہ یہ اہل دُنیا اہل شیطان ہیں، جو دُنیا کی خاطر سرگردان اور پریشان ہیں۔

فقر کے تین حرف ہیں۔ فَ قَ رَ۔ حرف فَ سے فخر اور حرف قَ سے قرار اور حرف رَ سے رُتبہ روز قیامت مراد ہے۔

اور حرف فَ سے فقر اور حرف قَ سے قُرب اور حرف رَ سے لقائے الٰہی مراد ہے۔ اور جو شخص فقر سے مُنہ پھیرتا ہے، اس کو فَ سے فضیحت، قَ سے قہر خُدا اور رَ سے ردّ از خُدا نصیب ہوتا ہے۔

باب سوم

دربیان ذکر نفس و روح و شیطان و دنیا

ابیات

ترا با نفس کافرکیش کاریست — بدام آور که این طرفه شکاریست
اگر ماری سیاه در آستین است — به از نفس که با تو همنشین است
بامراد من مریدی شد خدا — تو مریدی آن خدای نفس هوا
هرکه زین دیو بر آمد باخدا — مرد آن گردد خدای باخدا
نیست آسان کشتن این نفس را — عالمان را نفس شد چون وچرا
نفس همچون طفل روح همچو شیر — روح و نفس و فقر همچو شکر شیر

پس نفس فقیر نه طفل برخوان است، بلکه برخوان مردان ۔

حکایت

حضرت امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ با نفس خود محاسبہ کردند عمر خویش وگفت ای نفس! عمر تو شصت سال برآمده است و روزهای این عمر تو دوازده هزار و شش

باب سوم

ذکر نفس، روح، شیطان اور دنیا کے بارے میں

ابیات

تجھے نفس کفر شعار سے کام پڑا ہے۔ اس کو جال میں لے آ کیونکہ یہ ایک عجیب وغریب شکار ہے۔
اگر تیری آستین میں سیاہ سانپ بھی بیٹھا ہے، تو وہ نفس بدتر سے بہتر ہے کہ تیرا ہمنشین ہو۔
میری خواہش یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا طالب بن جا۔ تو نفس کو خدا مان کر اس کا طالب بن چکا ہے۔
جو کوئی باخدا بن کر اس شیطان (نفس) (کے پھندے) سے باہر آجاتا ہے، تو پھر وہ مرد باخدا بن جاتا ہے۔
اس نفس کو قتل کرنا آسان نہیں ہے۔ عالموں کو نفس چون چرا میں مبتلا کر دیتا ہے۔
نفس بمنزلہ بچہ اور روح بمنزلہ دودھ ہوتا ہے روح، نفس اور فقر شیر و شکر ہو کر باہم مل جاتے ہیں۔
پس فقیر کا نفس وہ بچہ نہیں، جو دسترخوان پر ہو۔ بلکہ وہ جری مردوں کی طرح دسترخوان پر ہوتا ہے۔

حکایت

(ایک دفعہ) حضرت امام اعظمؒ نے اپنی عمر اور نفس کے ساتھ یوں محاسبہ کیا۔ اے نفس! تیری عمر ساٹھ سال کی ہو گئی ہے۔ اس عرصے میں تیری عمر کے بارہ ہزار چھ

صدروز مجموعہ شُدہ است۔ گفتمش ہر روز بیست گناہ کردہ باشی۔ گفت: نی۔ گفتمش دہ گُناہ ہر روز کردہ باشی۔ گفت: نی۔ گفتمش پنج گُناہ ہر روز کردہ باشی۔ گفت: نی۔ گفتمش سہ گناہ ہر روز کردہ باشی۔ گفت: نی۔ گفتمش دو گناہ ہر روز کردہ باشی گفت نی گفتمش یک گناہ ہر روز کردہ باشی۔ گفت: بلی۔ بعدہٗ آہ زدند و فرمودند کہ ای نفس! بہر گناہی یگان یگان سنگ در ہر مقامی کہ نہادی، کوہ بر آمدی و اگر مشتی مشتی خاک انداختی، انبار تودہ می شُدی۔

ای نفس! پدر تو حضرت آدم علیہ السّلام را بیک گناہ با ذلت از جنّت بزندان دُنیا فرستادند و خطاب سرزنش کردہ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى[1] و عزازیل را بیک گناہ داغ لعنت از برای آدم علیہ السّلام نہادند کہ بر عالمیان آوازہ رسید۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ[2]

پس بیچارہ آدم زادہ را بچندین گناہ کردن چہ جای خلاصی باشد۔ آہ فرمودند و بی ہوش گشتند۔ چون باز بہوش آمدند، معتقدان پرسیدند کہ بیہوشی تو چہ بود، حقیقت مذکور را مفصل بیان فرمودند۔

قطعہ

ہر کہ دعویٰ کند بدرویشی — حظّ بیزاری از جہان ندھد
در حقیقت بدانکہ مردود است — رفت بدنام کس نشان ندھد

ہر کسیکہ قہر الٰہی شود، نفس و شیطان و دُنیا و معصیت برو غالب گردد و او تابع شیطان گردد۔

[1] سورہ طٰہٰ ۲۰: ۱۲۱ [2] سورہ صٓ ۳۸: ۷۸

سو دن گذرے ہیں۔ اس مدّت میں ہر روز تُو نے بیس گناہ تو کیے ہوں گے۔ کہا: نہیں۔ فرمایا: دس گناہ ہر روز۔ کہا: نہیں۔ فرمایا: پانچ گُناہ۔ کہا: نہیں۔ فرمایا: تین گناہ۔ کہا: نہیں۔ فرمایا: دو گناہ۔ کہا: نہیں۔ فرمایا: ایک گناہ تو ہر روز ضرور کیا ہو گا۔ کہا: ہاں۔ اس کے بعد آپ نے آہ بھر کر فرمایا: او نفس! اگر ایک ایک گُناہ کے بدلے ایک ایک پتھر رکھتا، تو ایک پہاڑ بن جاتا، اور اگر مُٹھی مُٹھی خاک ڈالتا، تو ایک تودہ بن جاتا۔

اے نفس! تیرے باپ حضرت آدم علیہ السّلام ایک لغزش کی وجہ سے ذلّت کے ساتھ جنّت سے دُنیا کے جیلخانے میں بھیجے گئے اور انہیں عتاب آمیز خطاب ہوا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور آدم علیہ السّلام نے اپنے رب کا حکم ٹالا، پس وُہ بہک گیا"۔

اور ایک ہی گناہ کے عوض شیطان آدم علیہ السّلام کے لیے لعنت کا داغ رکھ گیا۔ اور تمام عالم میں راندۂ درگاہ مشہور ہوا۔

چنانچہ اس بارے میں حکم الٰہی ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور قیامت تک تجھ پر میری لعنت ہے"۔

پس بیچارے آدم زاد (نفس) کو اتنے گُناہ کے ہوتے ہوئے خلاصی کی کیا اُمید ہو سکتی ہے؟ پھر آپ آہ بھر کر بیہوش ہو گئے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو معتقدوں نے پُوچھا کہ آپ کے بیہوش ہونے کی کیا وجہ تھی؟ آپ نے مذکورہ بالا ساری حقیقت مفصل بیان فرمائی۔

قطعہ

جو شخص کہ درویشی کا دعویٰ کرے۔ مگر دُنیا کی لذّات سے بیزار نہیں ہے،

تو در حقیقت جان لے کہ وُہ مردُود ہے۔ وہ بدنام ہو کر رہے گا اور پھر اس کا نام و نشان تک نہیں رہے گا۔

جس شخص پر غضب الٰہی ہوتا ہے، پس اس پر نفس، شیطان، دُنیا اور گُناہ غالب آتے ہیں اور وُہ اُن کا مطیع ہو جاتا ہے۔

جواب فقیر باہُو

نفس و شیطان و دُنیا شریک خُدا نیستند. تو نفس را نشناسی. نفس راہبر از خدا است و رسانندۂ مقام کبریا است. اگر نفس نبودی، کسی بخدا نرسیدی۔

حدیث

اَلدَّیُوْثُ لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ ؕ[1]

نفسیکہ بپاس انفاس است، مصاحب خُدا با اخلاص است. نفس با زہد، تقویٰ و علم و فضیلت ہرگز تابع نشود و اگر مُرشد وسیلہ شود تا تابع شود. بوقت گناہ کردن نفس را شفیع آوری قرآن را و نص و حدیث را و خدا و پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم را و عذاب قبر را و سوال و جواب مُنکر نکیر را و اعمالنامہ در دست راست و چپ و نیکی و بدی کہ در وزن ترازوی و گذر پلصراط و عذاب دوزخ و لذّت حُور و قصور و لقای خُدا. این سخنہا را بانفس شنوای ہرگز نفس از گناہ درگذر نمیکند بجز وسیلت مُرشد کامل. وسیلت از فضیلت بہتر است، از برای آنکہ بوقت گناہ کردن درمیان گناہ و طالب اللہ بصورت باطن حائل شود، چنانچہ درمیان حضرت یوسف علیہ السّلام و بی بی زلیخا حائل شد کہ از گناہ باز ماندند و از یکدیگر جُدا انداختند و اگر از طالب اللہ گناہ واقع شود و نفس بشریّت غالب آمد. پس لائق مُرشد آنست کہ مُرشد ہمو ندم پیش حضرت پیغمبر صاحب صلّی اللہ علیہ وسلّم برود و گناہ آنرا عفو کناند. مُرید ظاہر تائب شود۔

حدیث

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ ؕ[1]

[1] الحدیث

جواب فقیر باہُو

(فقیر باہُو کی اس بارے میں یہ رائے ہے کہ) نفس، شیطان اور دُنیا خدا کے شریک نہیں ہیں۔ (درحقیقت) تو نفس کو نہیں پہچانتا۔ نفس تو خُدا کی راہ دکھلاتا ہے اور مقام کبریا تک پہنچاتا ہے۔ اگر نفس نہ ہوتا، تو کوئی خُدا تک نہ پہنچتا۔

حدیث

"دیوث (بے حیا) جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔"

جو نفس پاس انفاس کرتا ہے، وُہ اللہ تعالیٰ کا مخلص ساتھی ہے۔ نفس کے مطیع کرنے کا وسیلہ زُہد، تقویٰ، علم و فضیلت ہرگز نہیں۔ اس کے لیے مُرشد درکار ہے۔ گناہ کے وقت اگر نفس کو گناہ سے باز رکھنے کے لیے قرآن شریف، نص اور حدیث، خُدا، پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم، عذاب قبر، مُنکر نکیر کے سوال و جواب، دائیں اور بائیں ہاتھ میں اعمالنامہ نیکی و بدی جو ترازو کے وزن میں ہو، گذر پلصراط، عذاب دوزخ، لذّت حُور و قصور یا لقائے خُدا کو شفیع بنائیں، تو نفس ان باتوں کی ہرگز پرواہ نہیں کرتا اور گناہ سے نہیں رُکتا۔ ہاں اگر مُرشد کامل ہو، تو اُسے گناہ سے روک سکتا ہے۔ وسیلہ فضیلت سے بہتر ہے۔ اسواسطے کہ گناہ کے وقت گناہ اور طالب اللہ کے درمیان مُرشد کامل بطور پردہ حائل ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام اور بی بی زلیخا کے مابین حائل ہُوا۔ اُنہیں گناہ سے باز رکھا۔ اور ایک دوسرے سے جُدا کر دیا۔ اگر طالب اللہ سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے اور نفس بشریّت غالب آجائے، تو پس لائق مُرشد وُہی ہے، جو اُسی وقت جناب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر وُہ گناہ اس کا معاف کرائے اور مُرید ظاہراً توبہ کرے۔

حدیث

"گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔"

و یا آنکہ مُرشد لوح محفوظ را مطالعہ کُند و جائیکہ بر لوح گناہ طالب است ، آن گناہ را محو کند و بجای گناہ ثواب بنویساند۔ مُرشدی کہ این مراتب ندارد ، لائق ارشاد نیست ۔

بشنو ای پارسا کہ بعد از مُردن نفس میگوید کہ خُدایا از من ہیچ گناہ واقع نشد من مستحق عذاب نیستم۔ ہر گناہ کہ باشد از رُوح واقع شد و رُوح گوید کہ ای خُدا من پاک بُودم و با نفس ہلاک شدم و نفس گوید کہ ای رُوح ! بعد از مُردن ہیچ گناہ نشد۔ ہر گناہی بزندگی ناپسندگی واقع شد۔ چرا خود را تنہا و مرا بدنام کردہ است۔ نفس رُوح را ملزم و شرمندہ کُند و رُوح حیران و متفکر شود و رُوح گوید کہ خداوندا ! من از لذّت خوردن ذائقہ ہوای نفسانی آشامیدن جسمانی ہیچ تعلّق نداشتم۔

بشنو ای فقیر! فقیر باہُو میگوید کہ بدبخت را نفس امّارہ و دل سیاہ و روح منافق ہر سہ یک رنگ دارند و نیک بخت را نفس مطمئنہ و دل بذکر اللہ روشن و سلیم و رُوح پاک مؤمن از ربّ قدیم و نفس یار و دل باشتغال اللہ و رُوح با سِرّ اشتغال اللہ یک رنگ دارند۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

یٰٓاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً[1] ط

و رُوح از امر ربّ است ۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ[2] ط

یعنی رُوح کہ از امر ربّ است۔ ہر دو جہان از امر اُو سر نہ پیچند و بر ہر دو جہان امر اُو غالب است۔

قولہٗ تعالیٰ :۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰۤی اَمۡرِہٖ[3] ط

[1] سورہ الفجر ، ۸۹ : ۲۸ [2] سورہ بنی اسرائیل ، ۱۷ : ۸۵ [3] سورہ یوسف ، ۱۲ : ۲۱

اور یا یہ کہ مُرشد لوحِ محفوظ کا مطالعہ کرے اور جہاں پر طالب کا گناہ لکھا ہُوا ہو ، اسے مِٹا دے اور گناہ کی جگہ ثواب لکھائے ۔ جو مُرشد یہ مراتب نہیں رکھتا ، وُہ ارشاد کے لائق نہیں ہے ۔

اے پارسا سُنو! مرنے کے بعد نفس کہے گا کہ اے میرے پروردگار! مجُھ سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہُوا۔ مَیں عذاب کا مستحق نہیں ہوں۔ جو گناہ ہُوا ہے ، رُوح سے سرزد ہُوا ہے اور رُوح کہے گی کہ خُدایا ! مَیں تو پاک تھی۔ مَیں تو نفس سے مل کر ہلاک ہوئی ہوں۔ اور نفس کہے گا : کہ اے رُوح ! مرنے کے بعد تو کوئی گناہ نہیں ہُوا۔ اس لیے زندگی اور ناپسندگی میں جو گناہ ہُوا ، وُہ تجھ ہی سے ہُوا ہے۔ تم اپنے آپ کو کیوں مبرّا سمجھتی ہو ، اور مجُھے بدنام کرتی ہو ؟ نفس رُوح کو الزام دے گا اور شرمندہ کرے گا۔ اور رُوح حیران اور متفکر ہوگی اور رُوح کہے گی ، خُدایا ! مَیں تو کھانے پینے اور نفسانی خواہشات اور جسمانی لذّات سے کچھ واسطہ نہیں رکھتی تھی۔

اے فقیر سُنو ! فقیر باہُو کہتا ہے ! کہ بدبخت کا نفس امّارہ ، دل سیاہ اور رُوح منافق ہوتی ہے۔ اور تینوں باہم یکرنگی رکھتے ہیں۔ اور نیک بخت کا نفس مطمئنہ اور دل ذکرِ الٰہی سے روشن اور سلیم اور رُوح ربّ قدیم کے سبب پاک اور مؤمن ہوتی ہے۔ اور نفس اس کا یار اور دل شغلِ الٰہی میں مشغول اور رُوح یادِ الٰہی میں یک رنگ ہوتی ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے :۔

" اے نفسِ مطمئنہ ! تو راضی خوشی اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آ۔ رُوح امرِ ربّی ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

" اے محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم) تجُھ سے لوگ رُوح کی بابت سوال کرتے ہیں ، تُو کہہ دے کہ رُوح امرِ ربّی ہے "

یعنی رُوح ایک امرِ ربّی ہے۔ دونوں جہان اسکے امر سے سرتابی نہیں کرتے اور اسکا امر دونوں جہان پر غالب ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے :۔

" اللہ تعالیٰ کا ہر حکم ہر شے پر غالب ہے "

باب چہارم

در ذکر تجلّیات و مقامات

تجلّی اصلی چہار دہ است۔ ہر یکی از آثار وجود معلوم باید نمود۔ و وجود اربعہ عناصر چہار قسم است۔ یکی وجود با جُود کان کرم۔ دوّم وجود با حیا و شرم۔ سوّم وجود با آتش عشق گرم۔ چہارم وجود با دل سلیم نرم۔ ہر یکی تجلّی را از اسماء و قلب ظاہر و باطن نور روشن از برزخ تحقیقات محقق دریابد و بشناسد۔

اوّل تجلّی فنا فی الشیخ کہ ازو تاثیر شیخ می شود۔

دوّم تجلّی فنا فی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ ازو فیض و عطار کہ ملک محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم روی نماید۔

سوّم تجلّی فنا فی اللہ کہ ازو فیض عطاء لازوال رُخ نماید۔

چہارم تجلّی قلب کہ ازو روشنضمیر صاحب تاثیر شود۔

پنجم تجلّی رُوح کہ ازو راحت و ملاحت باشد۔

ششم تجلّی شمس کہ ازو شوق غالب آید و بر متابعت باشد۔

ہفتم تجلّی قمر کہ ازو اہل قرار بیقرار و از اہل دُنیا فرار گردد۔

ہشتم تجلّی فرشتگان کہ ازو فرحت و تسبیح و ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحیح صوت اسماء اللہ گذر از عرش تا تحت الثّرای است، استماع بگوش در آید و غیر ماسویٰ اللہ را فراموش کند۔ نہم تجلّی فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ[1] ازو عارف باللہ گردد۔

دہم تجلّی جن در جوعات خلق خبیث و راہزنش ابلیس گردد۔

---

[1] سورہ الذّاریٰت ۵۱ ، ۵۰

باب چہارم

تجلّیات اور مقامات کے ذکر کے بارے میں

تجلّیات اصل میں چودہ ہیں۔ ہر ایک کا اثر وجود میں معلوم کرنا چاہیے اور اربعہ عناصر کے وجود چار طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وُہ جو سخاوت کی کان ہو۔ دوسرے جو باحیا اور باشرم ہو۔ تیسرے جو آتش عشق سے گرم ہو۔ چوتھے وُہ جو نرم دل اور سلیم ہو۔ ہر ایک تجلّی کو اسماء اور قلب سے ظاہر و باطن میں محقق ٹھیک طور پر تحقیقات کے ذریعے معلوم کر سکتا ہے۔ اور پہچان کر سکتا ہے۔

۱۔ تجلّی فنا فی الشیخ کہ جس سے شیخ کی تاثیر ہو جاتی ہے۔

۲۔ تجلّی فنا فی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کہ جس سے مُلک محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیض و عطا نمودار ہوتے ہیں۔ ۳۔ تجلّی فنا فی اللہ جس سے لازوال فیض و عطا ظاہر ہوتے ہیں۔

۴۔ تجلّی قلب کہ جس سے انسان صاحب تاثیر اور روشنضمیر ہو جاتا ہے۔

۵۔ تجلّی رُوح کہ جس سے راحت و ملاحت نصیب ہوتی ہے۔

۶۔ تجلّی شمس کہ جس سے شوق غالب آتا ہے اور فرمانبرداری کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

۷۔ تجلّی قمر کہ جس سے اہل قرار بیقرار ہو جاتے ہیں اور اہل دُنیا سے فرار کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

۸۔ تجلّی فرشتگان کہ جس سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور تسبیح اور کلمہ طیبہ کی صحیح آواز اور عرش سے تحت الثریٰ تک اسماء الٰہی کی آواز کانوں میں آتی ہے۔ اور ماسویٰ اللہ کو بھول جاتا ہے۔

۹۔ تجلّی فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو) جس سے انسان عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ تجلّی جن در جوعات خلق خبیث اور اس کا راہزن ابلیس ہو جاتا ہے۔

یازدہم تجلّی شیطان تارک الصّلوٰۃ بازیان۔

دوازدہم تجلّی نفس کہ ہوای بلا رضامی باشد۔

سیزدہم تجلّی سِر کہ از اسرار ہر دم غافل مباش۔

چہاردہم نُور دو ونہ نام کہ برآید از خاص وعام۔

پانزدہم تجلّی خوش مقام فقرای درویش این تجلّیات مقامات بمثال ورطہ است کہ درین ہزاران ہزار خلق گم شدہ۔ از ہزار یک کسی بکنار رسیدہ باشد کہ لازوال میگردد۔ درین مقام مُرشد کامل مکمّل عارف باکمال باید والاّنہ این تجلّیات بعین زوال است۔

چنانچہ حقیقت مہتر موسیٰ علیہ السلام از شوق گفت: رَبِّ اَرِنِیْ حکم شد ای موسیٰؑ! طاقت نیاری کہ در دُنیا دیدار من دیدن بتوانی پیغمبر آخر الزّمان حبیب من خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پیدا خواہد شُد ومن با اُو وعدہ کردہ ام کہ اوّل دیدار با اُو با اُمتیان اُو خواہم نمود۔ بعد ازان بدیگران۔ موسیٰ علیہ السلام باز گفت۔ رَبِّ اَرِنِیْ حکم شد برو بر کوہ طُور دو گانہ بندگی بگذار و باہر دو زانو با ادب بنشین وہوشیار باش۔ موسیٰ علیہ السلام ہمچنان کرد۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ بمقدار سُوراخ سوزن تجلّی خود را ور ہفتاد پردۂ آہنی پیچیدہ جانب موسیٰ علیہ السلام انداخت۔ از نُور تجلّی موسیٰ علیہ السلام طاقت نیاورد۔ سہ شبانروز از خود بیخود افتادہ ماند۔ چون باز با خبر شُد ونگاہ کرد۔ دید کہ کوہ طُور پارہ پارہ گشت۔ بعد ازان موسیٰ علیہ السلام تائب شُد۔ چنانچہ؛

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوسٰى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ
اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ
فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوسٰى

۱۱- تجلّی شیطان کہ جس سے انسان تارک الصّلوٰۃ اور بازیاں بن جاتا ہے۔

۱۲- تجلّی نفس کہ جس سے نفسانی خواہشات بلا رضا پیدا ہوتی ہیں۔

۱۳- تجلّی سِر کہ اسرارِ الٰہی سے کسی گھڑی بھی غافل نہ ہو۔

۱۴- تجلّی نور دو ونہ نام جو خاص وعام سے نکلتے ہیں۔

۱۵- فقراء و درویش کے خوش مقام کی تجلّیات۔ ان تجلّیات ومقامات کی مثال بھنور کی سی ہے کہ جس میں ہزارہا خلق گُم ہوئی ہے اور ہزار میں سے کوئی ایک کنارے پر لگا ہے جو لازوال ہوگیا ہے۔ اس مقام پر مُرشد کامل، مکمّل اور عارف باکمال چاہیے۔ ورنہ یہ تجلّیات عین زوال ہیں۔

جیسا کہ حقیقتاً مہتر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا کہ آپ نے شوق سے رَبِّ اَرِنِیْ "اے پروردگار! مجھے دکھا" کہہ دیا، تو حکم ہوا کہ اے موسیٰ! تُم نہیں دیکھ سکو گے۔ دُنیا میں مجھے دیکھنے کی طاقت تُم میں نہیں، آخری زمانہ میں میرے حبیب خاتم النّبیین حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پیدا ہونگے۔ مَیں نے اُن سے وعدہ کیا ہے کہ پہلے پہل اپنا دیدار انہیں اور ان کے اُمتیوں کو کراؤنگا۔ اس کے بعد دوسروں کو۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا؛ رَبِّ اَرِنِیْ (مجھے دکھا) تو حکم ہوا۔ اچھا کوہ طُور پر جاکر دوگانہ بندگی ادا کرو، اور دو زانو ہوکر با ادب بیٹھو اور ہوشیار ہوجاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے ویسا ہی کیا، تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے سوئی کے سوراخ کی مقدار کے مطابق لوہے کے ستر پردوں میں سے اپنے نُور کی تجلّی موسیٰ علیہ السلام کی طرف ڈالی۔ جس کی آپ تاب نہ لا سکے۔ بیہوش ہوکر گر پڑے اور تین دن رات بیہوش پڑے رہے۔ جب ہوش میں آئے اور نگاہ کی تو دیکھا کہ کوہ طُور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام تائب ہوگئے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

"اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے وقت مقررہ پر آئے اور اپنے پروردگار سے باتیں کرنے لگے، تو عرض کیا؛ اے پروردگار! تُو مجھے اپنا آپ دکھا۔ حکم ہوا، تُو ہرگز نہیں دیکھ سکے گا۔ (اور اگر تُم نہیں مانتے) تو پہاڑ کی طرف دیکھو۔ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا، تو تُم مجھے عنقریب ہی دیکھو گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلّی کی، تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ اور مہتر موسیٰ علیہ السلام

صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ [1]

بعد ازان حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر طرف کہ نظر کردے ہمہ سوختہ میشدند۔ ازان سبب حضرت موسیٰ علیہ السلام برقعہ بپوشید۔ برقعہ بنظرش سوختہ شد۔ پس برقعۂ مس و آہن ساختہ بر روئی خود پوشید۔ برقعۂ مس و آہن ہم سوختہ شد۔ موسیٰ علیہ السلام حیران شدند۔ ندا آمد ای موسیٰ علیہ السلام! برقعہ از دلق درویشان زندہ دلان بپوش۔ حَیّ القُلُوبْ و درویشان، سعادت کیشان حَیّ القُلُوبْ و فقیران عارف باللہ بپوشش برقعہ بساز۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمچنان کرد و بر روئی خود پوشید۔ پس برقعۂ دلق درویشان بر روئی مبتر موسیٰ علیہ السلام نسوخت۔ چندانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نظر کرد، آتش بنظر موسیٰ علیہ السلام ساخت و بدل انداخت۔ از درگاہ حق تعالیٰ حکم شد کہ این درویشان اہل ذکر اشتغال اللہ فقر فنا فی اللہ کہ غیر لاسوی اللہ کہ در طلب ایشان دیگر نیست و بر نفس خود غالب اند۔

بیت

باہُوؒ رُو بسوی کعبہ چکنم دل حضور   نماز چون گذارم من عین ذات نُور

پس ندا آمد ای موسیٰؑ! یک مار انبر داشتی و از خود بیخود گشتی و بیہوش شدی و طاقت نیاوردی۔ امتیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن چنان پیدا خواہند شد کہ ہر روز ہر ساعت و ہر لحظہ ہفتاد ہزار بار تجلّی نور بر دل ایشان تافتہ گردد، نار اللہ شعلہ زند کہ چُون برق تیز تر از آتش دوزخ باشد و با استغراق اللہ چنان خواہند بود کہ از شما ہفتاد ہزار چندان خواہد بود ولیکن از احوال خود بیخود نخواہند گردید و گویند کہ خداوندا مارا تجلّی شوق زیادہ کُن کہ ہیچ مستی و سوزش از عشق تو ندارم و مائیان را ہوشیاری است و عارفان در تجلّی نور اللہ چنان سوزند کہ زر در بوتہ۔ آتش دوزخ عاشقان را ہمچنان خواہد

[1] سورہ الاعراف ۷ : ۱۴۳

بیہوش ہو کر گرے۔ جب ہوش میں آئے، تو عرض کیا: میں نے توبہ کی اور میں پہلا شخص ہوں جو اس بات پر ایمان لایا کہ تیرا دیدار دنیا میں دیکھنے کی مجھ میں تاب نہیں۔"

بعد ازاں حضرت موسیٰ علیہ السلام جس طرف نگاہ کرتے، وہ تمام جل جاتا۔ اس واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے برقعہ اوڑھنا شروع کیا۔ پس برقعہ بھی آپ کی نظر سے جل گیا۔ پھر تانبے اور لوہے کا برقعہ اپنے چہرے پر اوڑھا۔ وہ بھی جل گیا۔ یہ دیکھ کر آپ حیران رہ گئے۔ آواز آئی اے موسیٰ علیہ السلام! زندہ دل درویشوں کی گدڑی کا برقعہ اوڑھو۔ یا زندہ دل درویشوں، سعادت کیشوں اور فقیران عارف باللہ کی گودڑی سے کر اس کا برقعہ بناؤ اور پہنو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ویسا ہی کیا، تو یہ نہ جلا۔ جب آپ نے پھر نگاہ کی، تو دل میں آگ لگی۔ درگاہ خداوندی سے حکم ہوا کہ تجلّیات کا برداشت کرنا ان اہل ذکر درویشان اشتغال اللہ اور فنا فی اللہ فقراء کا کام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے طالب نہیں ہوتے اور اپنے نفس پر غالب ہوتے ہیں۔

بیت

اے باہوؒ! میں حضور دل کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کیوں کروں، کیونکہ جب میں نماز ادا کرتا ہوں، تو میں عین ذات نُور کو دیکھتا ہوں۔

پھر آواز آئی، اے موسیٰؑ! تو ہماری ایک تجلّی کو برداشت نہ کر سکا اور خود سے بیخود ہو گیا اور بیہوش ہو گیا۔ اور طاقت کو نہ لا سکا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ایسے ہوں گے کہ ہر روز، ہر گھڑی اور ہر لحظہ ان کے دلوں پر ستر ہزار مرتبہ نُور کی تجلّی ہو گی۔ اور ان کے دلوں پر نار الٰہی شعلہ زن ہو گی، جس کی آگ بجلی سے بھی زیادہ تیز ہو گی۔ اور دوزخ کی آگ سے بھی بڑھ کر گرم ہو گی۔ اور وہ یادِ الٰہی میں اس طرح مستغرق ہوں گے کہ تم سے ستر ہزار مرتبہ بڑھ کر ہوں گے۔ لیکن وہ اپنے احوال سے بیخود نہیں ہوں گے، بلکہ کہیں گے کہ اے پروردگار! ہماری تجلّی شوق کو اور زیادہ کر، کیونکہ ہم میں تیرے عشق کی کوئی مستی یا سوزش نہیں۔ ہم ہوش میں ہیں۔ اور عارف لوگ نُور الٰہی کی تجلّی میں ایسے جل جائیں گے کہ جس طرح سونا کٹھالی میں۔ دوزخ کی آگ عاشقوں کے

بود کہ زمستان اہل سردی، چراکہ در وجود ایشان آفتاب توحید تجلّیٔ عشق محبّت از نار دوزخ تیزتر۔

ابیات

باہوؒ آتش دوزخ از آہ من است — از عرش بالا جائگاہ من است
ہر دو جہان از چشم و نگاہ من است — ہر دو عالم را پناہ من است
کی موسیٰؑ وار گویم رَبِّ اَرِنِیْ[1] بار بار — نَحْنُ اَقْرَبُ[2] یافتم من رَبِّ اَرِنِیْ درکنار

حضرت شیخ بہاؤالدینؒ (زکریا ملتانی) میفرمایند:

قطعہ

ہر کس کہ ترا شناخت جان را چہ کند — فرزند و عیال خانمان را چہ کند
دیوانہ کنی و ہر دو جہان را بخشی — دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند

شاہ رکن عالمؒ فرمود:

قطعہ

ای دوست! در یاد تو مدہوشم — گر صد تیغ زنی سر نخروشم
آہی کہ بزنم بوقت سحر — کہ ہر دو جہان بدہی نفروشم

[1] سورہ الاعراف، ۷: ۱۴۳ [2] سورہ ق، ۵۰: ۱۶

حق میں ایسی سرد ہوگی، جیسے جاڑوں میں سردی کیونکہ اُن کے وجود میں آفتاب توحید کی تجلّی کی وجہ سے عشق و محبت کی آگ دوزخ کی آگ سے کہیں بڑھ کر تیز ہے۔

ابیات

اے باہوؒ! دوزخ کی آگ میری ایک آہ ہے۔ میرا مقام عرش سے بھی اونچا ہے۔ دونوں جہان میری نگاہ اور آنکھوں کے سامنے ہیں۔ دونوں جہان کو میری پناہ حاصل ہے۔

میں موسیٰ علیہ السلام کی طرح کب تک رَبِّ اَرِنِیْ (اے پروردگار! مجھے اپنا آپ دکھا) کہتا رہوں۔ میں نے نَحْنُ اَقْرَبُ (ہم تو اپنے بندہ کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں) پالیا۔ رَبِّ اَرِنِیْ (اے پروردگار! مجھے اپنا آپ دکھا) تو ہمارے پہلو میں ہے۔

حضرت شیخ بہاؤالدینؒ (زکریا ملتانی) فرماتے ہیں:

قطعہ

جس نے کہ تجھ کو پہچان لیا، وہ (پھر) جان کو کیا کرے؟ اہل و عیال اور خاندان کو کیا کرے؟ یعنی جب تو مل گیا، تو پھر اس کو نہ جان کی ضرورت ہے اور نہ ہی اپنے اہل و عیال اور خاندان کی پرواہ ہے۔

تو اسے دیوانہ کرتا ہے اور اُسے دونوں جہان بخش دیتا ہے۔ تیرا دیوانہ دونوں جہان کو کیا کرے؟ یعنی اُسے دونوں جہان کی ضرورت نہیں ہے۔

حضرت شاہ رکن عالمؒ (حضرت شیخ بہاؤالدینؒ زکریا ملتانی کے پوتے) نے فرمایا:

قطعہ

اے دوست! میں تیری یاد میں مدہوش ہوں۔ اگر تو سو تلواریں بھی مارے، تو سر نہ موڑوں گا۔

وہ آہ جو میں صبح کے وقت بھرتا ہوں۔ اس کے بدلے میں اگر تو دونوں جہان بھی دیدے، تو میں اُسے نہیں بیچوں گا۔

جواب باھوؒ غلام محی الدین (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) قدس اللہ سرہٗ العزیز:

قطعہ

بیاد تو صد گناہ مرا آہ چون کشم	ذکر و فکر ز دل حضور راز چون کشم
از وصلش گذشت باھوؒ فنا فی اللہ یافت	باقی نماند پردہ یکتا بحق شدم

درویشان ذاکر اہل دین اند۔ اما طالب دُنیا دون بی دین اند، نہ صاحب ذکر کہ بہر طالب و مرید، ار رجوعات خلق متفکر ناتمام۔ کسیکہ بفقر نرسیدہ باشد، اُورا رجوعات بیشود۔

حدیث

طَالِبُ الدُّنْيَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰى مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰى مُذَكَّرٌ ۔[1]

ای طالب المولیٰ! ہفتاد ہزار مقام کشف و کرامات پیش از مرتبہ غوث و قطب اند، چنانچہ غوث و قطب اصل کرامات است نہ اہل ذات۔ ایشان اہل نفس اند، نہ اہل انفاس و نفس کشتہ نشود، مگر بفنا فی اللہ۔

ای جان عزیز! نفس ہفتاد ہزار حجاب از کفر و شرک دارد۔ از شرک است چنانچہ قابیل ہابیل علیہ السلام را کشت و ہفتاد ہزار حجاب از حرص است، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام دانہ گندم از حرص خورد و از بہشت بیرون شد۔

قولہٗ تعالیٰ:-

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔[2]

[1] مقولہ منقول از امام اعظمؒ [2] سورہ الاعراف، ۷: ۲۳

اس کے جواب میں حضرت محی الدین (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) کا غلام فقیر باھوؒ کہتا ہے۔

قطعہ

تیری یاد میں آہیں بھرنا، سینکڑوں گناہوں کے برابر ہے۔ تیرے ذکر و فکر سے میں اپنے حضوری دل کو کیوں کھینچوں؟

اے باھوؒ میں اسکے وصل سے گزر گیا اور (اب مجھے) فنا فی اللہ کی منزل مل چکی۔ اب تو سارے پردے اُٹھ چکے، میں اب حق کے ساتھ یکتا ہو چکا ہوں۔

ذاکر درویش اہل دین ہیں۔ لیکن (اس) دُنیا کے طالب کم ہمت بے دین ہیں۔ وہ صاحب ذکر نہیں، جو ہر شخص کو اپنا مُرید اور طالب بنانا چاہتے ہیں۔ اور رجوعات خلق کی فکر میں رہتے ہیں، ایسے لوگ ناتمام اور خام رہتے ہیں۔

جو شخص کہ فقر تک نہ پہنچا ہو، اس کو رجوعات خلق ہو جاتی ہے۔ (وہ خود مخلوق کے جمع ہونے پر خوش ہوتا ہے)۔

حدیث

"دُنیا کا طالب ہیجڑا ہے۔ اور آخرت کا طالب مؤنث ہے، لیکن مولیٰ کا طالب مذکر ہے۔"

اے طالب مولیٰ! غوث و قطب کے مرتبہ سے پہلے ستر ہزار مقام کشف و کرامات کے ہیں۔ چنانچہ غوث و قطب، کرامات کی اصل ہیں نہ کہ اہل ذات۔ وہ اہل نفس ہیں نہ کہ اہل انفاس۔ فنا فی اللہ ہونے کے بغیر نفس نہیں مرتا۔

اے جان عزیز! نفس کُفر اور شرک کے ستر ہزار حجاب رکھتا ہے۔ شرک ہی کیوجہ سے قابیل نے ہابیل علیہ السلام کو مار ڈالا۔ ستر ہزار حجاب حرص کے ہیں، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے حرص کی وجہ سے گیہوں کا دانہ کھایا۔ اور بہشت سے نکلے۔

ارشاد خداوندی ہے:-

"ان دونوں نے کہا: اے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کھائے گا، تو ہم بالضرور نقصان اٹھائیں گے۔"

ونیز ہفتاد ہزار حجاب از کبر است، چنانچہ ابلیس گفت: اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡهُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ طِیۡنٍ ؕ[1]

ونیز در وجود آدمی ہفتاد ہزار حجاب غفلت است، چنانچہ خشم خوک است۔

بیت

در وجود آدمی صد خوک است   خوک باید کشت یا زنار بست

ونفس ہفتاد ہزار حجاب از ہوائی دارد و ہوای شہوت را گویند و شہوت کار شیطان است و خوی سگ۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ[2]

نفس ہرگز بجز سر است نیاید و بجز سر ربوبیت تجلّی ربانی ہرگز یار جانی نشود و این کار مرد اہل درویش است۔ مشعر برین معنی ہر کہ از دُنیا و آخرت برخاستہ قدم بتوحید ربانی فنا فی اللہ انداختہ۔ مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا ؕ[3]

بیت

باہُوؒ اہل مُوتُوا زندہ شُد با صد حیات   از صفاتش رفتہ غرقش عین ذات

اوّل کہ در دین معصیت پیدا شُد طمع بود و شیطان علی الصبح طبل زد ما سوی اللہ۔

و فقر بر سہ قسم است:۔

اہل حضور و اہل مرد مغفور و مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

---

[1] سورہ الاعراف ۷ : ۱۲ [2] سورہ الطلاق ۶۵ : ۱ [3] نقل از عین العلم و شرح برزخ۔

اور نیز ستر ہزار حجاب تکبّر کے ہیں، چنانچہ شیطان نے کہا: "مَیں اس سے اچھا ہوں، کیونکہ مجھے تُو نے آگ سے پیدا کیا اور اُسے مٹّی سے"۔

اور نیز انسان کے وجود میں ستّر ہزار حجاب غفلت کے ہیں، جیسا کہ سُوٗر کا غصّہ ہے۔

بیت

آدمی کے وجود میں سینکڑوں سُوٗر ہیں۔ سُوٗر کو قتل کرنا چاہیے یا زنّار کو باندھنا چاہیے۔

اور ستّر ہزار حجاب نفسانی خواہشات کے ہیں۔ اور نفسانی خواہشات شہوت کو کہتے ہیں۔ اور شہوت شیطانی کام اور کُتّے کی خصلت ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"پس اُس نے اپنے نفس پر ظُلم کیا"۔

نفس سِرّ کے بغیر قابو نہیں آتا۔ اور ربوبیّت کے سِرّ اور تجلّی ربّانی کے بغیر جانی یار ہرگز نہیں بنتا۔ اور یہ کام مرد اہل درویش کا ہے۔

اس پر شعر کے معنی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ جو شخص دُنیا اور آخرت سے قدم اٹھا کر توحید ربّانی میں داخل ہو کر فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اس کی حالت "مرنے سے پہلے مر جاؤ" کی ہو جاتی ہے۔

بیت

اے باہُوؒ! "موت سے پہلے مرنے والے" سینکڑوں زندگیوں کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں، اپنی صفات سے نکل کر عین ذات میں غرق ہو جاتے ہیں۔

پہلے پہل دین میں جس بات کی وجہ سے نافرمانی پیدا ہوئی، وُہ طمع تھا۔ اور شیطان نے علی الصبح ہی ماسوی اللہ کا نقّارہ بجایا۔

اور فقر کی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) اہل حضور (۲) اہل مرد مغفور (۳) اور حضرت محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مرتبے سے مسرور (ہوتا ہے)۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا [1]

پس مرشد آنست کہ بجز راہ اللہ دیگر نداند و طالب صادق است کہ بجز طلب اللہ دیگر نداند۔ برکت فقر در زمین دِہ و شہر ربع مسکون قائم مقام است۔ وقتی ایشان نباشند زمین را فرشتہ پس پُشت کنند و غرق خواہند کرد۔ چون قیامت قائم شود۔ حق تعالیٰ فرماید کہ ای فرشتگان خیمۂ فقراء بر پُلصراط بر سر دوزخ استادہ کنید و اہل فقراء را حکم شود کہ بروید و در خیمۂ خود در آیید۔ از تجلّی نورُ اللہ از دل ایشان شعلۂ آتش چنان برآید کہ آتش دوزخ سرد گردد و خاکستر شود۔ پس حکم شود ای فقیران و ای درویشان اختیار مختار شماست۔ آنچہ طالع مردم است، شُما دست گرفتہ از صراط بگذرانید۔ پس درویش بدرویش و اہل شریعت ظاہر بر درویشان حیران باشند۔ باقی اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

ابیات

جسم را با اسم حق کردم تمام تا گذشتم جاودان از خاص و عام
باہُوؒ اللہ آمدت گناہ نماند ذات آمدت جاہ نماند
از گناہ و جاہ دانا و آگاہ باش از ثواب و از خطا آگاہ باش

[1] سورہ الفتح، ۴۸ : ۱-۲

ارشادِ خداوندی ہے :-

" ہم نے تمہیں ظاہراً فتح عنایت کی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ اور تم پر اپنی نعمت ختم کرے اور سیدھی راہ دکھائے۔"

پس مرشد وُہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی راہ کے بغیر اور کچھ نہ جانے اور سچّا طالب وُہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طلب کے اور کچھ نہ جانے۔ فقر کی برکت سے زمین، شہر، گاؤں اور تمام دُنیا قائم ہے۔ جب یہ لوگ دُنیا سے کوچ کر جائیں گے، تو فرشتے دُنیا اُٹھا کر غرق کر دیں گے۔ جب قیامت قائم ہوگی، تو حق تعالیٰ فرمائے گا: کہ اے فرشتو! فقراء کا خیمہ پُلصراط پر دوزخ کے اُوپر کھڑا کر دو۔ پھر فقراء کو حکم ہوگا کہ اپنے خیمہ میں چلے جاؤ۔ نورِ الٰہی کی تجلّی کے باعث اُن کے دل سے ایسا شعلۂ آتش نکلے گا کہ دوزخ کی آگ سرد ہو جائے گی اور خاکستر بن جائیگی۔ پس حکم ہوگا: کہ اے فقیرو اور درویشو! تمہارا اختیار ہے، جو کچھ کہ لوگوں کی قسمت ہے، تُم لوگوں کے ہاتھ پکڑ کر پُلصراط سے گزار دو۔ پس درویشوں کو دیکھ کر ظاہری اہلِ شریعت حیران رہ جائیں گے۔ اللہ بس باقی ماسوی اللہ ہوس۔

ابیات

مَیں نے جسم کو اسمِ حق کے ساتھ مکمل کر دیا۔ یہاں تک کہ مَیں خاص و عام سے ہمیشہ کے لیے گزر گیا۔

اے باہُوؒ! جب اللہ تعالیٰ تمہارے پاس آگیا، تو کوئی گناہ نہ رہا۔ جب تیرے پاس اللہ تعالیٰ کی ذات آگئی، تو جاہ و مرتبہ (کا تصوّر) جاتا رہا۔

گناہ اور جاہ سے واقف اور آگاہ ہو جا۔ ثواب اور خطا سے (بھی) آگاہ ہو جا۔

باب پنجم

دربیان ذکر خواب تعبیر و دریافتن حقایق مراقبہ و منتہی مُرشد و طالب دوست دُنیا و فقر فنا فی اللہ و توکل علی اللہ، تلاوت قرآن و ذکر رحمان و حقیقت علم و علوم

بدانکہ کتاب ہدایت بچہ کار آید، ہدایت اللہ باید۔ این کتاب علم منطق و پارسی و عربی و صرف و نحو و اصول و معقول و منقول بجز وصال اللہ، معرفت فنا فی اللہ، باللہ، ثُمّ باللہ ہیچ است۔

بیت

ای تُرا از علم ہیچ آگاہ نیست — علم با تو ہم قبر ہمراہ نیست

علم با عمل است نہ بجمال اللہ۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

چون بینی کہ از ہیچ مُرشد راز نمیکشاید، برین کتاب عمل کُن کہ این کتاب ظاہر و باطن مُرشد ہدایت اللہ است۔

بدانکہ اگر طالب اللہ بوقت شب نزدیک قبر زندہ ضمیر برود و بر خاک اُو تیغ برہنہ کند و صاحب عظمت باشد کہ

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ[1] فوق نشیند۔

چنانچہ سوار بر اسپ و آنچہ داند از قرآن بخواند انشاء اللہ تعالیٰ مطلب ظاہری و باطنی برآید و اہل خوانندہ را بمجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برد و با توحید

[1] کتاب برزخ، عین العلم شرح زین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ، شرح الصدور از علامہ سیوطیؒ، کتاب الروح از ابن قیم۔

باب پنجم

خواب کی تعبیر، حقائق مراقبہ کے حصول، مُرشد کامل، طالب دوست دُنیا، فقیر فنا فی اللہ، توکّل علی اللہ، تلاوت قرآن مجید، رحمٰن اور حقیقت علم و علوم کے ذکر کے بیان میں

واضح رہے کہ کتاب ہدایت کس کام آتی ہے؟ ہدایت اللہ تعالیٰ کی چاہیے۔ یہ کتاب علم منطق، فارسی عربی، صرف و نحو، اصول، معقول اور منقول بغیر وصال الٰہی اور معرفت فنا فی اللہ باللہِ ثُمَّ باللہِ ہیچ ہے۔

بیت

(اے مخاطب!) تجھے علم کے متعلق کچھ آگاہی نہیں ہے۔ علم تیرے ساتھ قبر میں بھی ہمراہ نہیں ہوگا۔

علم با عمل ہے، نہ کہ بجمال اللہ۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

جب تو دیکھے کہ کسی مُرشد سے راز نہیں کھلتا، تو اس کتاب پر عمل کر، کیونکہ یہ کتاب ظاہر و باطن میں مُرشد اور ہدایت الٰہی ہے۔

واضح رہے کہ طالب اللہ رات کے وقت (کسی) زندہ دل کی قبر کے نزدیک جائے اور اس کی مٹی پر ننگی تلوار کرے۔ بشرطیکہ وُہ صاحب عظمت ہو۔

• واقعی اللہ تعالیٰ کے دوست مرتے نہیں، بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہو جاتے ہیں"۔

اس کی قبر پر بیٹھے، جیسا کہ سوار گھوڑے پر بیٹھتا ہے۔ اور قرآن میں سے جو کچھ یاد ہو، پڑھے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی مطلب پُورا ہوگا۔ اور اس کا پڑھنے والا مجلس محمدی

باری تعالیٰ اعرق کند یا آنکہ ذکر قلب او جاری گردد یا صاحب لفظ شود و یا از ہر دو گوش ذکر اللہ برآید۔ اگر از گوش راست برآید، بدانکہ آواز ازلی است و اگر از گوش چپ برآید، بدانکہ آواز ابدی است۔ از حکمت ہیچ خالی نیست۔

حدیث

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ[1]

حدیث

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ[2]

و اگر درین عمل فرصت شود و قرآن را بحر کند و خود را در بحر کشتی کند و در شب و روز تلاوت قرآن مشغول شود۔ در اندک روز کارہای کار بستہ او نیز برآید و مشکل بکشاید و مقصود بزودی برآید۔ اَللّٰهُ ثُمَّ اللّٰهُ۔ روز قیامت چنگ او در دامن فقیر باہوؒ باشد بالشرط آنکہ صاحب صدق و راسخ الاعتقاد، خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم را حاضر ناظر داند و کلام ربانی تشفیع آرد و در کلام و ذکر خیانت نکند۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ[3]

و مردم چہار قسم اند:۔

اوّل قسم فقرای نفس مطمئنہ باطن صفا بذکر اللہ ہم جلیس۔

دوّم قسم علماء وارث الانبیا اہل حدیث۔

سوم قسم اہل دنیا بی خبر از چون بیچگون اہل خبیث۔

چہارم قسم جہال، بدخصال، خودپرست اہل ابلیس۔

---

[1] شرح مسند امام اعظم از حضرت ملّا علی قاریؒ، لاہور، ص ۱۱۴ [2] امام بخاری [3] سورہ المؤمن، ۴۰ : ۱۹

صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ جائیگا۔ یا توحید باری تعالیٰ میں غرق ہو جائے گا۔ یا اس کا ذکر قلبی جاری ہو جائے گا یا وہ صاحب لفظ ہو جائے گا۔ اور یا اس کے دونوں کانوں سے ذکر الٰہی نکلے گا۔ اگر اس کے دائیں کان سے نکلے، تو جان لو کہ وہ ازلی آواز ہے۔ اور اگر بائیں کان سے نکلے، تو یہ ابدی آواز ہے۔ اور ان میں سے کوئی بھی حکمت سے خالی نہیں ہے۔

حدیث

"جب تم کسی معاملہ میں حیران رہ جاؤ۔ تو اہل قبور سے مدد مانگو۔"

حدیث

"اعمال نیتوں پر موقوف ہیں۔"

اور اگر اس عمل میں فرصت ہو، اور قرآن شریف کو سمندر بنائے اور اپنے آپ کو اس سمندر کی کشتی میں لے جائے اور دن رات قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول رہے تو تھوڑے ہی دنوں میں رکے ہوئے کام بھی بر آئیں۔ اور مشکل حل ہو جائے اور مقصود جلد برآئے۔ اَللّٰهُ ثُمَّ اللّٰهُ۔ قیامت کے روز اس کا پنجہ فقیر باہوؒ کے دامن میں ہوگا بشرطیکہ صاحب صدق اور پکے اعتقاد والا ہو اور خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جانتا ہو۔ اور کلام ربانی کو شفیع بنائے اور کلام اور ذکر میں خیانت نہ کرے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اللہ تعالیٰ آنکھوں کی خیانت اور دلی بھیدوں کو جانتا ہے۔"

اور لوگ چار قسم کے ہیں:۔

اوّل قسم، فقراء جن کا نفس مطمئنہ اور باطن صفا ہوتا ہے۔ ذکر خداوندی میں ہم جلیس ہوتے ہیں۔

دوسری قسم: علماء جو وارث انبیاء اور اہل حدیث ہیں۔

تیسری قسم: اہل دنیا جو چون و بیچگون سے بے خبر ہیں۔ ایسے لوگ اہل خبیث ہیں۔

چوتھی قسم: جاہل، بدخصال، خود پرست اہل ابلیس ہوتے ہیں۔

بشنوای مسلمانان! کہ اہل اسلام را خواب است بموافق تعبیر و اہل علماء را قال است بموافق حروف نامہ و اہل وظایف را استخارہ است بموافق دوگانہ نماز و اہل ذکر را مراقبہ است بموافق احوال۔ مراقبہ مثل مرات روشن رو دی نماید، چو آئینہ تماشای ہر دو جہان را بہ بیند، چنانچہ :

حدیث

اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ[1]

و اہل عرفان را الہام جواب صواب از اللہ آید و درویش، غوث و قطب را مطالعہ لوح محفوظ است و اہل مؤمن را توجہ است و اہل فقر فنا فی اللہ را تصرف است ہر دو جہان را۔ اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ[2]

باید دانست کہ مجتہد دو قسم اند: مجتہد ظاہر و مجتہد باطن. ظاہر اہل ولایت را جہاد بانفس است. صاحب معرفت معارف باللہ از برای ہدایت است و صاحب ہدایت خواب نیست و خواب نام غفلت است و ایشان را غفلت نیست. خوردن ایشان مجاہدہ و خواب ایشان مشاہدہ. اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ اَلْخُدَا وَخَتْمُ الْاَنْبِیَآءِ وَھِدَایَتُ الْفُقَرِ وَعَامِلُ الْعُلَمَآءِ وَذَاکِرُ الرَّحْمٰنِ وَیَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنِ وَالْکَعْبَۃُ حَرَمُ اللّٰہِ وَرَوْضَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ[3]

بدین صورت مذکور شیطان متمثل نمی شود و آنچہ از صورت ہذا میبرد۔ راہ راستی بہ مجلس حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم شیطان اصل ربانی نخواہد شد۔

قولہ تعالیٰ:۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ[4] واقعہ است۔

ازان باید فہمید و اگر کسی گوید کہ من بقوت ظاہر از علم شیطانی بر آمدہ ام یقین دانید

[1] جامع الصغیر از علامہ سیوطی، ج ۲، ص ۳۸۱، الشرف [2] عین العلم از حضرت ملا علی قاری [3] الحدیث [4] سورہ الحجر ۱۵: ۴۲

اے مسلمانو! سنو۔ اہل اسلام کو خواب موافق تعبیر اور اہل علم کو قال موافق حروف نامہ اور اہل وظائف کو استخارہ موافق دوگانہ نماز اور اہل ذکر کو مراقبہ موافق احوال ہوتا ہے۔ جس میں وہ احوال کو اس طرح دیکھ لیتے ہیں، جس طرح آئینے میں دو جہان کا تماشا دیکھتے ہیں، چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

حدیث

"مؤمن دوسرے مؤمن کیلئے آئینہ کی مانند ہے۔"

عارفوں کو الہام میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب باصواب آتا ہے اور درویش، غوث اور قطب کو لوح محفوظ کا مطالعہ حاصل ہوتا ہے۔ اور مؤمن کو توجہ میسر ہوتی ہے اور اہل فقر فنا فی اللہ کو دونوں جہان کا تصرف حاصل ہوتا ہے۔ فقیر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

واضح رہے کہ مجتہد دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری دوسرے باطنی۔ ظاہر اہل ولایت کو نفس سے جہاد ہوتا ہے۔ صاحب معرفت معارف باللہ ہدایت کیلئے ہے اور صاحب ہدایت کو نیند نہیں ہے۔ اور نیند غفلت کا نام ہے۔ (پس) انکو غفلت نہیں ہوتی۔ انکا کھانا مجاہدہ اور ان کا سونا مشاہدہ ہے۔ شیطان ختم الانبیاء، فقراء، عامل علماء رحمانی، رحمانی ذاکر، قرآن خوان، کعبہ حرم اللہ اور روضۂ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب اور چاند کی صورت نہیں بن سکتا۔ شیطان مذکورہ بالا صورتوں کو اختیار نہیں کر سکتا۔ یعنی خواب میں اگر شیطان چاہے کہ میں کسی کو مذکورہ بالا صورتوں میں نمودار ہو کر دکھلائی دوں، تو اس کے لیے ناممکن ہے۔

راہ راستی جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سے جاتا ہے شیطان (مذکورہ) اصل ربانی کی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے شیطان! یقیناً جو میرے بندے ہیں، اُن پر تو غالب نہیں آسکتا۔"

اس سے سمجھنا چاہیے کہ جو فی الواقع اللہ تعالیٰ کے بندے کہلانے کے مستحق ہیں۔ اُن کی صورت کبھی اختیار نہیں کر سکتا۔ اور اگر کوئی شخص کہے کہ میں قوت ظاہری کے ذریعے

کہ تمام در قید شیطان در آید بجز غرق توحید وصال اللہ از شیطان بر آمدن مشکل است۔

بدانکہ علم سہ قسم اند، علم بصری و علم دلیلی و علم عقلی۔ حجاب علم بصری از خود گم کردن عین ثواب است۔

حدیث شریف

اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰہِ الْاَکْبَرُ[1]

بیت

باھوؒ علم حجاب کرد ترا از وصال دوست — عمر تو شد تصرف با قیل و قال دوست

علم آنست کہ ظاہر وجود عالم را ظاہر مظاہر داند و الا نہ علم نتوان گفت۔

بیت

باھوؒ سر بسر علم دردی باشد — فارغ از علم گشتہ مردی باشد

حدیث

اَلْعِلْمُ نُکْتَۃٌ وَّکَثْرَتُھَا لِلْجُھَّالِ[2]

حدیث

اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ[3]

آن نکتہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی[4] و آن نکتہ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ[5]

---

۱ التشرف ۲ نقل از مرغوب تبریزیؒ ۳ امام بخاری ۴ سورہ الاعراف، ۷ : ۱۷۲

۵ سورہ البقرہ، ۲ : ۱۵۲

علم شیطانی سے نکل آیا ہوں، تو یقین جانو کہ وہ پورے طور پر شیطان کی قید میں ہے۔ توحید اور وصال الٰہی میں غرق ہوئے بغیر شیطانی جال سے نکلنا مشکل ہے۔

واضح رہے کہ علم تین قسم کا ہے۔ ۱۔ علم بصری ۲۔ علم دلیلی ۳۔ اور علم عقلی۔ علم بصری کے حجاب کو اپنے آپ سے دور کرنا عین ثواب ہے۔

حدیث شریف

"ظاہری علم جناب الٰہی میں سب سے بڑا حجاب ہے۔"

بیت

اے باھوؒ! تجھ کو علم نے وصال دوست سے حجاب میں کر دیا۔ تیری عمر دوست کے ساتھ قیل و قال میں خرچ ہو گئی۔

علم وہ ہے جس سے ظاہری وجود عالم کو ظاہر مظاہر جانے۔ ورنہ اُسے علم نہیں کہہ سکتے۔

بیت

اے باھوؒ علم (ظاہری) سر بسر دردی ہے۔ جب تو علم (ظاہری) سے فارغ ہو گیا، تو تو ایک مرد کہلائے گا۔

حدیث

"علم ایک نکتہ ہے اور اُس کی کثرت جاہلوں کیلئے ہے۔"

حدیث

"اعمال نیتوں پر موقوف ہیں۔"

وہ نکتہ: کیا میں تمہارا پروردگار ہوں؟ انہوں نے کہا، ہاں، ہے اور وہ نکتہ: تم مجھے یاد کرو، پس میں تمہیں یاد کروں گا۔

ونیز آن گفته اند، وَاذْکُرْ رَّبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ [1] و آن نکته تصدیق القلب است نہ زبان۔

قولہٗ تعالیٰ:

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ [2]

قلب سلیم آنرا گویند کہ از کُل مخلوقات روی بگرداند و بخالق آرد و طلب از مولیٰ بجز مولیٰ دیگر نکند۔

وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ [3]

و چون اسم مسمّٰی گردد، آنرا صاحب معنی گویند و معنی آنست کہ چنانچہ مخلوقات از عرش تا تحت الثریٰ ہمہ در طیِ قلب است و صاحب معنی را باید کہ بایک نظر معنی بکشاید۔

ابیات

ذکر و فکرش چیست ہمہ ہوس و ہوا — دمبدم معراج باشد مر ترا
گر ترا معراج باشد ہر دوام — این مراتب نزد فقرش گشت خام
در حکم تو آید اگر شش جہات — از خدائیت دور باشد جز بذات

باہُوؒ باعین، غیر آن کی تواند کرد وحدت حق بیان، علم ظاہر پردہ و از علم باطن پردہ داری، صاحب جہل جور کور تا بگور، بحرص ہوا دنیا سر شور۔

قولہٗ تعالیٰ:۔

وَمَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖٓ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی وَ

[1] سورہ الکہف، ۱۸: ۲۴
[2] سورہ الشعراء، ۲۶: ۸۸ — ۸۹
[3] سورہ التغابن، ۶۴: ۱۱

اور یہ بھی کہا گیا ہے: اپنے پروردگار کو اس وقت یاد کرو، جب ماسوی اللہ کو بھول جاؤ، ہے اور وُہ نکتہ تصدیق قلبی ہے نہ زبانی۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اس دن مال اور بیٹے کچھ فائدہ نہ دیں گے، ہاں وُہ فائدہ میں رہے گا، جو اللہ تعالیٰ کے پاس قلب سلیم لے کر آئیگا۔"

قلب سلیم اسے کہتے ہیں، جو کُل مخلوق سے مُنہ پھیرے اور خالق کا رُخ کرے اور مولیٰ سے سوائے مولیٰ کے اور کچھ طلب نہ کرے۔

"اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے، وُہ اس کے قلب کو ہدایت دیتا ہے۔"

اور جب اسم بامسمّٰی ہو جاتا ہے، تو اس کو صاحب معنی کہتے ہیں اور معنی وُہ ہے کہ عرش سے تحت الثریٰ تک کی تمام مخلوقات طے قلب میں ہے۔ صاحب معنی کو چاہیے کہ ایک ہی نگاہ سے معنی حل کر دے۔

ابیات

اس کا ذکر و فکر کیا ہے؟ سب ہوا و ہوس ہے، ہر گھڑی بالخصوص تمہیں معراج حاصل ہو گا۔

اگر تمہیں ہر لحظہ معراج ہو گا، تو یہ مراتب اس (خدا) کے فقیر کے نزدیک خام ہوں گے۔

تیرے حکم کے اندر اگر تمام دُنیا بھی آجائے، تو تُو اپنے خدا سے دُور ہو گا سوائے اس ذات خداوندی کے۔

اے باہُوؒ! عین کے پاس اسکا غیر کب وحدت حق کو بیان کر سکتا ہے۔ علم ظاہر بمنزلہ پردہ کے ہے اور علم باطنی سے پردہ داری ہے۔ ستم پرور جاہل قبر تک اندھا ہی اندھا اور دنیاوی حرص و ہوا میں مشغول ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"جو شخص اس دنیا میں اندھا ہے، وُہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا اور

اَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ [1]

ابیات

مرا علم است از وحدت توانا — در آن علم نگنجد ہیچ دانا!
عقل را رخصت بده تا یار یابی — عقل ار گم شود آن کاریابی
چہ حاجت نقش ہم صحبت نقاشم — بجز اللہ از دل میتراشم نقش
نقاشی نقش یک عین نقاشی — نقش نقاشی شد باقی تراشی

شکم دو قسم اند، اہل اللہ حضور را شکم پُر نور۔ و اہل نفس ہوا دور را شکم پُر نار۔ در میان اہل نور و اہل نار فرق است، چنانچہ طالب مولیٰ نور و طالب دُنیا نار۔ فقیر کامل آنرا گویند کہ اگر جانب صاحب علم نظر کند، زبان او سکوت شود۔ لب سر تا لب گور۔ از دل او علم ظاہری چنان برخیزد کہ د۔ ب یعنی الف و بی را ہم نشناسد۔ در وجود او قلقلہ وجد ذکر اللہ چنان خیزد کہ یکدم از مشغول خدا باز نماند۔ از علم بگذرد و بحلم رسد و حلیم نام اللہ است۔ پس اللہ بس و ماسوی اللہ ہوس۔

و فقیر کامل بجانب جاہل نظر کند علم لدنی او را چنان رو نماید کہ عالمیان تمام روی زمین بمقابلہ نیاید و تمام روی زمین بیک دو سہ گام نماید۔

بدانکہ بر آدمی فقیر عین فرض است نقر و فاقہ فنای نفس۔ و فنای نفس آنرا گویند کہ شناختن رب ودود و عبادت معبود کلید مقصود و ہر کہ ازین راہ آگاہ نیست، گمراہ می شود۔

[1] سورہ بنی اسرائیل، ۱۷ : ۷۲

بلحاظ راہ وُہ سخت گمراہ ہے۔"

ابیات

میرا علم وحدت سے طاقتور ہُوا ہے۔ اس علم میں کسی دانا کی گنجائش نہیں ہے۔
عقل کو چھوڑ دے تاکہ تُو اپنے دوست (اللہ تعالیٰ) کو پالے۔ عقل اگر گم ہو جائے تو یہ بڑی کامیابی ہے۔
مجھے نقش کی کیا ضرورت ہے؟ کیونکہ میں نقاش کا ہم صحبت ہوں، اللہ تعالیٰ کے سوا نقش کو دل سے تراشتا ہوں۔
میرا نقش فقط عین ہے، تو بھی ایک نقش بنا لے۔ نقاش کا ایک نقش تو بن گیا، باقی تو تراشے ہیں۔

شکم دو قسم کا ہوتا ہے۔ صاحب حضور اللہ والوں کا شکم نُور سے پُر ہوتا ہے۔ اور اہل حرص و ہوا کا آگ سے اور اہل نُور اور اہل نار کے درمیان فرق ہے۔ چنانچہ طالب مولیٰ نور ہے اور طالب دُنیا نار۔ فقیر کامل اس کو کہتے ہیں کہ اگر وُہ صاحب علم کی طرف دیکھے، تو اس کی زبان خاموش ہو جاتی ہے۔ اور اس کے لب قبر تک سرد ہی رہتے ہیں۔ اس کے دل سے ظاہری علم اس طرح اُٹھ جاتا ہے کہ الف۔ ب کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ (اور) اس کے وجود میں ذکر الٰہی کے وجد کی آواز ایسی اٹھتی ہے کہ ایک دم بھی یاد الٰہی سے غافل نہیں رہ سکتا۔ علم کو چھوڑ کر حلم (بردباری) اختیار کرتا ہے۔ اور حلیم نام اللہ کا ہے۔ پس اللہ بس باقی ہوس۔

اگر فقیر کامل جاہل کی طرف نگاہ کرے، تو اُسے علم لدنی اس قسم کا حاصل ہو جاتا ہے، کہ روئے زمین کے تمام عالم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور تمام روئے زمین ایک دو تین قدم دکھائی دیتی ہے۔

واضح رہے کہ فقیر آدمی کے لیے نقر فاقہ اور فنائے نفس عین فرض ہیں۔ اور فنائے نفس کا مطلب رب ودود کو پہچاننا ہے۔ معبود کی عبادت مقصود کی چابی ہے۔ اور جو شخص اس راہ سے واقف نہیں ہے، وُہ گمراہ ہو جاتا ہے۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ[1] اَیْ لِيَعْرِفُوْنَ ط

بدانکہ فقیر صاحب برزخ فنا فی اللہ را تا آنکہ چہار علم روشن نشود، بحق واصل نگردد۔ اوّل علم تصوّف سلک سلوک۔ دوّم علم تصرّف ظاہر و باطن۔ سوّم علم ذکر فکر منتہی۔ چہارم علم تصرّف مالک ملکی۔ چون چہار علم یکی گردد، اربع عناصر در حکم اوست و او پیوستہ بدوست، نہ در مرتبۂ محبّت و رضا و نہ مرتبۂ قدر و قضا و نہ در تقدیر و تدبیر، بلکہ مرتبہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[2] ط و ہژدہ ہزار عالم منتظر او و خود غرق بحق روبرو در مرتبہ -

قولہٗ تعالیٰ :-

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ[3] ط

قَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ :-

مَا نَظَرْتُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا رَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ عَیْنٌ ط

علم را مرتبۂ کلام اللہ و فقر را مرتبہ فنا فی اللہ الیٰ معروف۔

بدانکہ ریاضت بی ریا لوازمۂ راہ است و ریاضت باریا لوازمۂ گمراہ -

و ریاضت چند قسم است :۔ ریاضت توفیق اللہ۔ ریاضت از نفس و شیطان پناہ۔ ریاضت از ہر منزل و مقامات آگاہ۔ ریاضت رجوعات خلق و جاہ و ریاضت دم کشیدن و راہ ریاضت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ[4] ط

بیت

دیدہ ام در خود فقیر پیش را   این مراتب بس بود درویش را

[1] سورہ الذّٰریٰت، ۵۱ : ۵۶ [2] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۰ [3] ایضاً، ۲ : ۱۱۵ [4] سورہ الانعام، ۶ : ۱۰۳

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور نہیں ہم نے جن و انسان کو پیدا کیا، مگر اپنی معرفت کیلئے تاکہ وہ میری عبادت کریں" اور میری ذات کو پہچانیں"۔

واضح رہے کہ صاحب برزخ اور فنا فی اللہ فقیر پر جب تک حسب ذیل چار علم روشن نہیں ہوتے، وہ واصل حق نہیں ہوتا۔ اوّل علم تصوف سلک سلوک۔ دوسرے ظاہر و باطن کے تصرّف کا علم۔ تیسرے ذکر و فکر منتہی کا علم۔ چوتھے مالک ملکی تصرّف کا علم۔ جب چاروں علم ایک ہو جاتے ہیں، تو اربعہ عناصر اس کے حکم میں ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ دوست کے ساتھ رہتا ہے۔ نہ محبّت و رضا کے مرتبہ میں، نہ قدر و قضا کے مرتبہ میں اور نہ تقدیر اور تدبیر کے مرتبہ میں، بلکہ "اللہ تعالےٰ ہر چیز پر قادر ہے" کے مرتبہ میں۔ اور اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق اس کی منتظر رہتی ہے۔ اور وہ خود روبرو غرق حق کے مرتبہ میں رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"سو جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی اللہ ہے"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے :-

"میں نے کسی شے کو نہیں دیکھا، مگر یہ کہ خداوند تعالیٰ کا جلال اس میں دیکھا"۔

علم کا مرتبہ کلام اللہ اور فقر کا مرتبہ معروف کی طرف فنا فی اللہ ہے۔

واضح رہے کہ بے ریا ریاضت راہ کا لازمہ ہے۔ اور باریا ریاضت گمراہی کا لازمہ ہے -

اور ریاضت کی کئی قسمیں ہیں :- ایک ریاضت سے توفیق الٰہی۔ ایک ریاضت سے نفس و شیطان کی پناہ۔ اور ایک ریاضت سے ہر ایک منزل اور مقام سے آگاہ ہوتا ہے۔ اور ایک ریاضت سے رجوعات خلق اور مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور ایک اور ریاضت دم کش ہے۔ اور ریاضت کی راہ "اور اسکو آنکھیں نہیں پاسکتیں" ہے -

بیت

میں نے پہلے فقیر کو اپنے آپ میں دیکھا ہے۔ یہ مراتب درویش کیلئے کافی ہوتے ہیں۔

خود را در وجود دل من پنہان کردی پس مرا آشکارا بدنام کردی۔

فقیر دو قسم است :۔

یکی را راہ طبقات و مقامات کشف کرامات بر او بند کنند، دوّم راہ تجلیات باذات و صفات معزّہ بلند کنند۔

بیت

الٰہی تو نگنجی در سما و در زمین خویش را پنہان کردی در وجود آدمی

این مراتب نیز فقر است و عکس معکوس یکی گردد، حباب و آب یکی گردد، آتش و اخگر یکی گردد۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :۔

اَلْفَقْرُ خَیْرٌ مِّنَ النُّبُوَّۃِ[1]

حدیث

اَلْفَقْرُ تَاجُ الْاَنْبِیَآءِ[2]

دانی کہ خلق را پیشوای کعبہ است و کعبہ بجہت طواف پیشوای فقیر رابعہؒ نمود۔ المطلب مقصود۔

حدیث

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنَا مِسْکِیْنًا وَّ احْشُرْنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ[3]

و درمیان غوث و قطب و فقر چہ فرق است ؟

بدانکہ غوث در روضہ و خانقاہ و فقیر در طلب رضا اللہ و غوث و قطب در طلب مرید و جاہ، اگرچہ مرید اہل دنیا مثل ابوجہل و یزید و فقیر در طلب مولیٰ و اہل اللہ

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] نقل از جامع الصغیر علامہ سیوطیؒ۔

تُو نے خود میرے دل اور وجود میں پوشیدہ کیا۔ پھر مجھے سراسر رُسوا کر دیا۔

فقر دو قسم کا ہے :۔

ایک یہ کہ اس پر طبقات و مقامات اور کشف و کرامات کا راستہ بند کر دیا جاتا ہے اور دوسرا تجلیات باذات و صفات کا راستہ اس پر بلند اور ارفع کر دیا جاتا ہے۔

بیت

اے پروردگار! تُو آسمانوں اور زمین میں نہیں سماتا۔ لیکن تُو نے اپنے آپکو آدمی کے وجود میں پوشیدہ کر دیا۔

یہ مراتب بھی فقر کے ہیں۔ اور عکس معکوس ایک ہو جاتا ہے۔ بُلبُلہ اور پانی ایک ہو جاتے ہیں، آگ اور انگارہ ایک ہو جاتے ہیں۔

جناب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے :۔

"فقر نبوت سے افضل ہے۔"

حدیث

"فقر انبیاء کا تاج ہے۔"

تُو جانتا ہے کہ خلقت کا پیشوا کعبہ ہے۔ اور کعبہ طواف کی خاطر فقیر کا پیشوا مطلب و مقصود ہے، جیسا کہ رابعہ بصریؒ نے دیکھا۔

حدیث

"خدایا مجھے بحالت مسکینی زندہ رکھ اور بحالت مسکینی مار اور قیامت کے دن مسکینوں میں میرا حشر کرنا۔"

اور غوث و قطب اور فقیر کے درمیان کیا فرق ہے ؟

واضح رہے کہ غوث روضہ اور خانقاہ (کے چکر) میں ہوتا ہے۔ اور فقیر طلب رضائے الٰہی میں ہوتا ہے۔ اور غوث و قطب مُرید و مرتبہ کی طلب میں۔ اگرچہ مُرید اہلِ دُنیا ابوجہل اور یزید کی طرح ہو۔ فقیر طلب مولیٰ میں ہوتا ہے، اور اہل اللہ رابعہ بصریؒ

بمثل رابعہؒ و بایزیدؒ۔ فقیر فنا فی اللہ شکستہ۔ وَجَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الدِّيْنِ[1] قلم خود ساختہ و خود را بنور اللہ انداختہ۔

بیت

ذات باید ذات بیند ذات باخود ہمنشین   عین باخود عین گردد فقر فی اللہ این چنین

ہر کہ از وجدا است، دل مردہ و پُر ہوا است۔

حدیث

جُمُوْدُ الْعَيْنِ مِنْ قَسْوَةِ الْقُلُوْبِ وَقَسْوَةُ الْقُلُوْبِ مِنْ كَثْرَتِ الذُّنُوْبِ وَكَثْرَتُ الذُّنُوْبِ مِنْ أَكْلِ الْحَرَامِ وَأَكْلُ الْحَرَامِ مِنْ نِسْيَانِ الْمَوْتِ وَنِسْيَانُ الْمَوْتِ مِنْ حُبِّ الدُّنْيَا وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ[2]

بشنو حقیقت دنیا! بدانکہ چہار کس از اولیاء اللہ با یکدیگر سخن میگفتند۔ یکی گفت: اگر دنیا بدست آید، اختیار کنم از برای آنکہ درم و دینار با پیرزنان بدہم۔ گفتند بلی۔ این ہم نام و ناموس است۔ مطلب خویش نہ اینست مرتبۂ فقیر درویش بالاتر ازین است۔ دیگر گفت: اگر دنیا بدست من آید، یکجا جمع کنم، ہر کس کہ از بہر ملاقات من بیاید، آنرا گویم کہ بہ بین! خزانہ دنیا افتادہ است، چندانکہ خواہی بردار۔ موجب خلاصی از خلق باشد۔ سوم گفت: اگر بدست من آید، یک مرتبہ در راہ مولیٰ صرف کنم۔ چہارم گفت: اگر کسی مارا گوید کہ دنیا اختیار کن، وگرنہ ترا میکشم۔ کشتن اختیار کنم و دنیا نگیرم و فقیر باھوؒ میگوید، کہ دنیا ہر دو بد است۔ اگر از وجہ حلال

---

[1] مشکوٰۃ، مسند احمد، ج ۱، ص ۳۰۷، کنوز الحقائق، ص ۵۵ [2] عین العلم و ابن ماجہ۔

اور بایزید بسطامیؒ کی طرح ہوتے ہیں۔ فقیر فنا فی اللہ شکستہ نے "جو چیز قیامت تک ہونے والی ہے، اس کی پیدائش وغیرہ کا حال لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے" کو اپنا قلم بنایا ہے اور اپنے آپ کو نور الٰہی میں پھینک دیا ہے۔

بیت

ذات ہی چاہیے، ذات ہی دیکھے گا، ذات خود ہی ہم جلیس ہو جائے گی۔ عین کے ساتھ عین خود ہی ہو جائے گا۔ فقر میں فنا فی اللہ اسی کو کہتے ہیں۔

جو کوئی اس (اللہ تعالیٰ) سے جدا ہے، وہ مردہ دل اور نفسانی خواہشات سے بھرا ہوا ہے۔

حدیث

"آنکھ کا جمود دل کی سختی سے، دل کی سختی، گناہوں کی کثرت سے، گناہوں کی کثرت، حرام کھانے سے، حرام کھانا، موت کو فراموش کرنے سے اور موت کا فراموش کرنا دنیا کی محبت سے ہوتا ہے اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔"

دنیا کی حقیقت سنو! واضح ہو کہ چاروں ولی اللہ ایک دوسرے سے یوں باتیں کرنے لگے۔ ایک نے کہا کہ اگر دنیا میرے ہاتھ آئے، تو میں اختیار کر لوں، اس واسطے کہ درہم و دینار بڑھیا عورتوں کو دوں۔ باقیوں نے کہا: ہاں، مگر یہ بھی نام و ناموس ہے۔ اپنا مطلب یہ نہیں۔ فقیر درویش کا مطلب اس سے اعلیٰ ہے۔ دوسرے نے کہا: اگر دنیا میرے ہاتھ لگے، تو ساری ایک جگہ اکٹھی کر دوں۔ اور جو شخص میری ملاقات کو آئے، اسے کہوں کہ دیکھ دنیا کا خزانہ پڑا ہے۔ جس قدر چاہتے ہو، لے جاؤ۔ اس طرح کرنے سے میں مخلوق سے بچ جاؤں گا۔ تیسرے نے کہا: اگر میرے ہاتھ آئے، تو میں یکبارگی راہ مولیٰ میں صرف کر دوں۔ چوتھے نے کہا: کہ اگر کوئی مجھے کہے کہ دنیا اختیار کر، ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا، تو میں قتل کیا جانا پسند کروں گا اور دنیا قبول نہیں کروں گا۔ اور فقیر باھوؒ کہتا ہے: دنیا ہو یا نہ ہو، دونوں طرح سے بُری ہے۔ اگر

است، روزِ قیامت حساب باشد و اگر از وجہِ حرام است، عقاب باشد۔

و ہر کہ مال و زر ندارد و نہ شمارد۔ اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللّٰہِ[1] زیراکہ دُنیا مرتبۂ فرعون است و در طلب اُو محمود الصفات عارف باللہ، اہل اللہ اند کہ ہیچ بہتر ازین نباشد۔

بیت

نماند اسم رسم ہفت قاری ‌‌ ‌‌ شود نسیان بجز اللہ کہ داری

فقیریکہ صاحب مسمّٰی است، بمعرفت حق محو شود۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ ؕ گردد۔ و بہ ہیچ وجہ سلب نشود نہ بنفس و نہ بشیطان۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا[2]

و مقام حیرت چار قسم اند: از ذکر حیرت حضوری و از فکر حیرت مسروری و از شوق اشتیاق مشتاق حیرت مغفوری و از فکر دُنیا حیرت دُوری۔

بدانکہ فقیری بمیراث آبا و اجداد نیست۔ یکتا گشتن با خُدا است۔ فقیری بسیادت و قریشی عرف نیست۔ بعرفان است۔ خادم خانوادہ باید نہ حرام زادہ۔

حدیث

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ[3] ؕ

تحقیق باید کرد و جرعۂ جام فقر از فقیر باید نوشید و بجز مولیٰ دیگر نباید دید۔

۱؎ الحدیث ۲؎ نقل از عین العلم و شرح برزخ

۳؎ راحت القلوب از حضرت نظام الدین اولیاءؒ۔

حلال کی وجہ سے ہو، تو قیامت کے دن اس کا حساب دینا ہوگا۔ اور اگر حرام کی وجہ سے ہو، تو باعث عذاب ہوگا۔

اور جو کوئی مال و زر نہیں رکھتا، زکوٰۃ نہیں دیتا اور نہ اُسے گننا اور حساب کرنا پڑتا ہے۔ "مفلس اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے۔" اس واسطے کہ دُنیا فرعون کا مرتبہ ہے اسکی طلب میں فرعونی ہوتے ہیں، فقر مرتبۂ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس کی طلب میں نیک کردار و صفات عارف باللہ اور اہل اللہ ہوتے ہیں، کیونکہ اس سے بڑھ کر اور کوئی چیز بہتر نہیں۔

بیت

سات قرات والے کا نام و نشان، نہیں رہتا۔ سوائے اللہ جلّ شانہٗ کے سب کچھ بھول جاتا ہے۔

جو فقیر صاحب مسمّٰی ہے، وُہ معرفت حق میں محو ہوتا ہے، اس کی حالت "جب فقر انتہاء کو پہنچتا ہے، تو وُہی اللہ ہوتا ہے" کا مصداق ہوتی ہے۔ اور کسی وجہ سے وُہ سلب نہیں ہوسکتا۔ نہ نفس اُسے چھین سکتا ہے اور نہ شیطان۔ "مرنے سے پہلے مرجاؤ"۔

اور مقام حیرت کی چار قسمیں ہیں: (۱) ذکر سے حیرت حضوری۔ (۲) فکر سے حیرت مسروری۔ (۳) شوق و اشتیاق و مشتاق سے حیرت مغفوری۔ (۴) اور فکر دنیا سے حیرت دُوری لاحق ہوتی ہے۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ فقیری کوئی آبائی میراث نہیں، بلکہ حق تعالیٰ کے ساتھ یکتا ہونے کا نام ہے۔ فقیری سید یا قریشی ہونے پر (بھی) منحصر نہیں، بلکہ عرفان (خداشناسی) پر منحصر ہے۔ خادم خانوادہ ہونا چاہیے، نہ کہ حرام زادہ۔

حدیث

"قوم کا سردار فقراء کا خادم ہوتا ہے۔"

تحقیق کرنی چاہیے اور فقر کے پیالے کا گھونٹ فقیر سے پینا چاہیے اور مولیٰ کے

بیت

باہوؒ مطلق واحد و توحید ہر کہ اینجا ندید ہم آنجا ندید

قولہٗ تعالیٰ :-

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى [1]

چنانچہ عبداللہ بن عباسؓ حق تعالیٰ را سہ صد و ہفتاد بار در دُنیا دید کہ خدای تعالیٰ اجل شانہٗ را صورتی است ، نہ صُورت مخلوق ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ [2]

راہ ملاقات بذات دیگر است و راہ ملاقات بصفات دیگر ۔ اوّل ہر کس کہ در باطن با خُدا اجل شانہٗ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کُند ۔ بعدہٗ دل زندہ باحیات و باشوق نشان اوست و سیر او لامکان ، ثابت قدم با حق الیقین ، نہ خیال سیر آسمان دارد و نہ زمین ۔ اہل ذات گاہی ظاہر بوُد ، گاہی پنہان ، صغیرہ و کبیرہ این مقام خوف نیست و از یک درجہ بہ از درجہ بر آمدن ۔ این مقام نیاز است ، چنانچہ بند بند شُدن از جان این مقام بازیگری است ۔ چنانچہ بر لوح محفوظ مطالعہ نمودن و در یافتن ستارگان و آنچہ ہمہ بر لوح محفوظ نوشتہ بہ بیند مردم را بگوید ہمچنان باشد کہ بالا عرش اکبر نماز بخواند ۔ این مقام منجم است نہ صفا کیش اہل درویش ۔

بشنو ای جہال ! مقام فقر فنا ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پرواز ہر منزل

[1] سورہ بنی اسرائیل ، ۱۷ : ۷۲

[2] سورہ الشوریٰ ، ۴۲ : ۱۱

سوا کسی اور کو نہیں دیکھنا چاہیے ۔

بیت

اے باہوؒ ! تو مطلق واحد اور توحید کو یہاں دیکھ لے ۔ جس کسی نے یہاں نہیں دیکھا ، وُہ آخرت میں بھی نہیں دیکھ پائیگا ۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"اور جو شخص اس جہاں میں اندھا رہا ، پس وُہ قیامت کے روز بھی اندھا ہی رہے گا ۔"

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے حق تعالیٰ کو تین سو ستر بار دُنیا میں دیکھا ۔ ان کا قول ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کی صُورت تو ہے ، لیکن مخلوق کی صُورت میں نہیں ۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"کوئی چیز بھی اس کی مثل نہیں اور وُہ سب مخلوق کی سُنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے ۔"

ذات کی طرف ملاقات کا راستہ اور ہے ۔ اور صفات کی طرف اور ہے ۔ پہلے جو شخص باطن میں خدائے بزرگ و برتر اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتا ہے ۔ اس کے بعد زندگی کے ساتھ اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے ۔ اور شوق اس کی علامت ہے ۔ اس کی سیر لامکان میں ہوتی ہے ۔ وُہ ثابت قدم ہوتا ہے ۔ اُسے حق الیقین کا درجہ نصیب ہوتا ہے ۔ اُسے آسمان و زمین کی سیر کا خیال نہیں ہوتا ۔ اہل ذات کبھی ظاہر ہوتا ہے ، کبھی پوشیدہ ۔ اس مقام پر صغیرہ و کبیرہ کا خوف نہیں ہوتا ۔ اور ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں جاتا ہے ۔ یہ مقام نیاز ہے ۔ بدن کا بند بند جُدا کر دکھانا بازیگری ہے ۔ چنانچہ لوح محفوظ کا مطالعہ کرنا ، ستاروں کا دریافت کرنا ۔ اور جو کچھ سب لوح محفوظ پر لکھا ہوُا ہے ، ان باتوں کو دیکھ کر لوگوں کو بتانا اور عرش اکبر پر نماز ادا کرنا وغیرہ منجم کا کام ہے ، نہ کہ اہل صفا درویش کا ۔

اے جاہلو ! غور سے ، سُنو ! فقر کا مقام تو فنا ہے ۔ مقام لاہوت میں مُرشد متشرع بہ شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ، معراج پرواز ، ہر منزل و مقام سے باخبر ہوتا ہے ۔ دوسرے

مقامات باخبر۔ دیگر طالب ناسوت زیر زبر خوش بخدا۔

قولہٗ تعالیٰ :-

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى [1]

ہستی از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم عرش بالا شُد، نگاہ جان فدا بر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ولعنت بر مال وجاہ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ [2]

بشنو ای طالب! کہ روز ازل وعدہ با خُدا کردی۔

اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ [3]

آری شُدنی بود، حالا چہ خواہد شُد؟

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ [4] وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ [5] وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط
بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [6] وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى [7]

ابیات

گر تو خواہی تا روی راہ راز رو بر قدم پیر — سر بنہ در پای محمد بعد ہٗ، راہ بگیر
تا شوی در ہر ولایت ظاہر و باطن امیر — نظر تو اکسیر گردد ہم نفس باشد اسیر
قلب تو اکسیر گردد روشنائی از ضمیر — بعد ہٗ ظاہر مثل جہال و باطن اہل پیر
فقر تو فی اللہ فنا و غرق باشد باوصال — عین می بینی جمال و نیک میباشی خصال

۱ سورہ النجم، ۵۳: ۳ ۲ سورہ آل عمران، ۳: ۱۳۷ ۳ سورہ البقرہ، ۲: ۳۹ ۴ سورہ ابراہیم، ۱۴: ۲۷
۵ سورہ مائدہ، ۵: ۱ ۶ سورہ آل عمران، ۳: ۲۶ ۷ سورہ الانعام، ۶: ۱۶۵

ناسوت کا طالب زیر وزبر اور خُدا پر خوش ہوتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :-

"اور وہ اپنے نفس کی خواہش سے نہیں بولتا۔"

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اس کی ہستی عرش سے بھی اعلیٰ اور بالا ہو جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نگاہ و جان قربان ہو، اور مال وجاہ پر لعنت ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

"سو زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا۔"

اے طالب سُنو! تُو نے ازل کے دن خُدا سے وعدہ کیا تھا۔

"اور تم میرا اقرار پورا کرو، تو میں تمہارا اقرار پورا کروں۔"

واقعی وہ ہونے کے قابل تھا۔ اب کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے، کرتا ہے اور جو چاہتا ہے، حکم کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے، عزت دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے، ذلیل کرتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں نیکی ہے اور وہ بیشک تمام چیزوں پر قادر ہے۔ اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

ابیات

اگر تُو راہ راز پر چلنا چاہتا ہے، تو تُو پیر کے قدم پر چل۔ سر کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں رکھ دے، اس کے بعد راہ پر چل (یعنی سنّت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کر)۔

تاکہ تُو ظاہری اور باطنی طور پر ہر ولایت کا امیر بن جائے۔ تیری نظر اکسیر اور تیرا نفس بھی تیرا قیدی بن جائے۔

ضمیر کی روشنی سے تیرا قلب اکسیر بن جائیگا۔ اس کے بعد تیرا ظاہر جاہلوں کی طرح اور باطن پیر جیسا بن جائے گا۔

تیرا فقر فنا فی اللہ ہو جائیگا۔ تُو غرق اشتغال اللہ باوصال ہو جائے گا۔ تُو اس کے جمال کو عین بعین دیکھے گا اور تیری خصلت نیک ہو جائے گی۔

حدیث

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ[1]

بشنو ای صاحب لباس! کہ ذکر پاس انفاس دم و قلب مثل آتش ہیزم خشک۔ چون بادم ذکر آتش را فروزاند، ہم سوختہ گردد بجز آتش عشق دیگر نماند۔

حدیث

اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ الْقَلْبَ[2]

ابیات

باھُوؒ لب بہ بند و چشم بند و گوش راہم دست و پا ۔ بعد ازان شو غرق در وحدت خُدا

مُردہ دل را نفس اخبث با خبیث ۔ بی خبر از علم دین فقہ و حدیث

زندہ دل را نفس با حق ہم جلیس ۔ شُد بدایم با محمدؐ ہم جلیس

دلم زندہ نمی میرد ز ازلش ۔ دلی زندہ بدایم طلب فضلش

وفضل آنرا گویند کہ در وجود آدمی فیض الٰہی بی واسطہ پیدا شود۔

بیت

باھُوؒ علم و ایمان را چہ داند خود فروش ۔ علم و عمل نیک بد دل ذکر جوش

بدانکہ یک نظر مرشد کامل طالب را مطلب تمام است و سلک سلوک آنرا گویند

[1] مشکوٰۃ ، ص ۴۲۵ [2] الحدیث۔

حدیث

"لوگوں میں سے سب سے بہتر انسان وُہ ہے، جو عوام کو فائدہ پہنچائے"

اے صاحب لباس! (غور سے) سُن! ذکر پاس انفاس ذکر دم اور ذکر قلب خشک ایندھن کو آگ لگانے کے مترادف ہے۔ جب ذکر دم کی آگ جلائی جاتی ہے، تو عشق کی آگ کے سوا سب کچھ جل جاتا ہے۔

حدیث

"عشق آگ ہے، جو دل کو جلا دیتی ہے"

ابیات

اے باھُوؒ! ہونٹ، آنکھیں، کان، ہاتھ اور پاؤں بھی بند کر لے۔ اس کے بعد خدائی وحدت میں غرق ہو جا۔

مُردہ دل کا نفس ناپاک اور خبیث ہوتا ہے۔ وُہ علم دین، فقہ اور حدیث سے بیخبر ہوتا ہے۔

زندہ دل کا نفس حق تعالیٰ کے ساتھ ہم جلیس ہوتا ہے۔ اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ (بھی)، دائمی طور پر ہم جلیس ہوتا ہے۔

میرا دل ازل سے ہی زندہ ہے، وُہ کبھی مر نہیں سکتا۔ یہ وُہ دل ہے جو ہمیشہ اسکے فضل کی طلب میں رہتا ہے۔

اور فضل اس بات کا نام ہے کہ آدمی کے وجود میں فیض الٰہی بلا واسطہ پیدا ہو۔

بیت

اے باھُوؒ! خود فروش آدمی علم اور ایمان کو کیا جانے، علم و عمل اور نیکی اور بدی قلبی ذکر کے جوش کا نتیجہ ہیں۔

واضح رہے کہ مُرشد کامل کی ایک ہی نگاہ طالب کو مطلوب تک پہنچا دیتی ہے۔

یک گام ازل و یک گام عقبیٰ، نیم گام لقای خدا و از ہوای نفسانی و معصیت شیطانی باز آئی۔

بیت

باہوؒ شاہسوار می شدم نظرم نگاہ　　ابتدا و انتہا خوش یافت راہ

بدانکہ از ہر ریاضت یک حرف اجازت بس است۔ ریاضت ادب است و اجازت امر۔

حدیث

اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ [1]

منتہی را ہر چند سکر زیادہ شود، ہوشیاری زیادہ شود و محبت جان و گوشت نوشی است نہ زبان فروشی و خادم مخدوم عیب پوشی۔

قولہ تعالیٰ:۔

وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ [2]

اہل فقر اخلاص با خدا و اہل علم طالب دنیا پر ہوس و ہوا۔

حدیث

اَلدُّنْیَا زُوْرٌ لَا یُحَصِّلُھَا اِلَّا بِالزُّوْرِ [3]

اہل زور را با اہل حضور چہ تعلق کہ مگس با شہباز نہ پرد۔

---

[1] الحدیث [2] سورہ آل عمران ۳: ۵۴ [3] کتاب انیس الواعظین۔

اور سلک اور سلوک اس بات کا نام ہے کہ ایک قدم ازل میں اور (ایک قدم ابد میں) اور ایک قدم عقبیٰ اور آدھے قدم میں دیدار خداوندی حاصل ہو۔ اور نفسانی خواہشات اور شیطانی گناہوں سے باز آجائے۔

بیت

اے باہوؒ! میں شہسوار ہوگیا اور میری نظر و نگاہ نے راستے کی ابتدا و انتہا کو اچھی طرح پالیا۔

(اے طالب حقیقی!) جان لے کہ ہر قسم کی ریاضت سے اجازت کا ایک حرف کافی ہے۔ ریاضت ادب ہے اور اجازت امر۔

حدیث

"امر کا بجا لانا ادب سے بڑھ کر ہے"۔

فقر کی انتہا میں جس قدر سکر زیادہ ہوگا، اسی قدر ہوشیاری زیادہ ہوگی۔ جان و گوشت کو کھانا محبت ہے نہ کہ زبان فروشی۔ اور خادمی و مخدومی عیب پوشی کا نام ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اور انہوں نے چال چلی اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر کی، حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے"۔

اہل فقر اللہ تعالیٰ کے مخلص ہوتے ہیں، اور اہل علم دنیا کے طالب اور نفسانی خواہشات سے پر رہتے ہیں۔

حدیث

"دنیا محض مکر و فریب ہے۔ یہ مکر و فریب کے بغیر حاصل نہیں ہوتی"۔

اہل مکر و فریب کو اہل حضور سے کیا تعلق؟ کیونکہ مکھی شہباز کے ساتھ نہیں اڑ سکتی۔

بیت

باھُوگشت فی اللہ وحدتش آمیختن   عاشقاں را دمبدم خون ریختن

قولہٗ تعالیٰ :-

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ وَلَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ۝ۙ[1]

این آیت درباب مرشد گرفتن است :-

قولہٗ تعالیٰ :-

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝[2]

بشنوای شاہد کہ طالب زندہ دل را باید کہ تارک از دُنیا و فارغ از ہوای نفس باشد۔ چوُن ذکر قلب در تحرّک آید و اُو با اسم اللہ نعرہ بلند زند، آنچہ کدورت بر دل است۔ ہمہ برخیزد و چشم و دل روشن گردد و دل از خنّاس خرطوم و وسوسۂ شیطانی خلاصی یابد۔ اینجا مقام دل خاص شود چشم سر و چشم دل یکی گردد و دل بمثل لوح است و سراو پُر سطر و حروف اُو حیرت۔ مرشد کامل سبق دھد و طالب مکمّل بتفکّر تمام و اشتغال مدام غرق باشد و خبر ندارد از خود، صبح و شام متوکّل باشد۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝[3] مدخل ولایت دل شود۔

قولہٗ تعالیٰ :-

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۝[4]

بدانکہ بر قلب پنج قلعہ شیطان دارد، ہر کہ آنرا نشکند، فتح قلب نشود و صاحب ذکر

[1] سورہ البقرہ ۲: ۱۳۹ [2] ایضاً ۲: ۱۶ [3] سورہ النساء ۴: ۸۱ [4] سورہ البقرہ ۲: ۲۵۷

بیت

باھُو فنا فی اللہ ہو کر اس کی وحدت میں شیر و شکر ہو گیا ہے۔ عاشق تو ہر گھڑی خون کے آنسو بہاتے رہتے ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم!) کہہ دے کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو۔ وہ ہمارا اور تمہارا پروردگار ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے تمہارے لیے۔ ہم اس کے مخلص بندے ہیں۔"

یہ آیت مرشد اختیار کرنے کے بارے میں ہے :-

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :-

"یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے خریدا۔ پس اُن کی تجارت نے انہیں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ اور نہ ہی وہ ہدایت پانے والے ہیں۔"

اے گواہ سنو! زندہ دل طالب کو چاہیے کہ دُنیا کا تارک ہو اور نفسانی ہوا و حرص سے فارغ ہو۔ جب ذکر قلبی حرکت میں آتا ہے اور وہ اسم اللہ کا بلند آواز سے نعرہ لگاتا ہے، تو دل پر جو کدورت ہوتی ہے، سب دُور ہو جاتی ہے۔ اور آنکھیں اور دل روشن ہو جاتے ہیں۔ اور دل خنّاس خرطوم اور وسوسۂ شیطانی سے نجات پاتا ہے۔ اس مقام پر دل خاص ہو جاتا ہے۔ سر اور دل کی آنکھیں ایک ہو جاتی ہیں۔ اور دل بمنزلہ لوح کے ہے۔ اور اس کا سر پُر سطر اور اس کے حرف بمنزلہ حیرت کے ہیں جب مرشد کامل سبق دیتا ہے اور مکمل طالب فکر تمام سے ہمیشہ اشتغال الٰہی میں غرق رہتا ہے۔ تو اسے اپنے آپ کی خبر نہیں رہتی، صبح و شام متوکل رہتا ہے۔ "اور وہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتا ہے اور وہی اس کے لیے کفایت کنندہ دلیل ہے۔" اور وہ ولایت دل میں داخل ہوتا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا دوست ہے، جو ایمان لائے، انہیں تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔"

واضح رہے کہ دل پر پانچ شیطانی قلعے ہیں۔ جو کوئی انکو نہیں توڑتا، اس کا دل نہیں

قلب نگردد۔

اوّل قلعۂ طمع کہ برو مؤکّل شیطان خنّاس. تا آنکہ بی طمع طاعت نکند و متوکّل نشود، بمعرفت فنا فی اللہ محو نگردد و از دُود خنّاس خلاصی نیابد۔

دوّم قلعۂ حرص برو مؤکّل خرطوم بغیر کند یدن بیخ حرص فتح نگردد۔

سوّم قلعۂ حسد برو مؤکّل وسوسہ، تا آنکہ از دل بدر نکند، وسوسہ بدر نشود و بمرتبۂ احدیّت واصل نگردد۔

چہارم قلعۂ تکبّر برو مؤکّل خطرات، تا آنکہ کبر از دل بیرون نکند، از خطرات نرھد۔

پنجم قلعۂ نفاق برو مؤکّل انانیّت. چوُن نفاق از دل بیرون نکند، بمرتبۂ منفعت نرسد و شیطان دفع نگردد۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

یَابَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ [1]

و این قلعہ ہای بذکر فکر، زھد و تقویٰ و قیام الّیل و صیام الدّھر بہ ہیچ شکستہ نشود و فتح مدینۃ القلب نگردد، مگر بہ نظر مُرشد کامل برزخ فنا فی اللہ. چراکہ مُرشد کامل مکمّل کلید قلعہ ہای است و بجز کلید قفل نکشاید و مقصود بدست نیاید. تمامیت این راہ دل است و چوُن از ہفتاد ہزار راہ شیطانی خلاص شود، این را قلب خاص گویند و در قلب سِرّ است. اُو را مقام اختصاص گویند و در سِرّ ہفتاد ہزار خانہ است، وسیع از عرش و کرسی و در سِرّ مقام خفی است و در خفی مقام اخفیٰ است. ہر کہ در مقام اخفیٰ ابرسد وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا [2] خاتم الفقرا و الولایت ابتدا و انتہا یکی گردد۔

٭٭٭٭٭٭

[1] سورہ یٰسٓ، ۳۶ : ۶۰ [2] سورہ آل عمران، ۳ : ۹۷

کھُلتا اور ذکر قلبی کا صاحب نہیں ہوتا۔

اوّل قلعۂ طمع کہ جس پر شیطان خنّاس مؤکّل ہے. جب تک بلا طمع طاعت نہ کرے اور متوکّل نہ ہو، وُہ فنا فی اللہ کی معرفت میں محو نہیں ہوتا۔ اور خنّاس کے دھوئیں سے خلاصی نہیں پاتا۔

دوسرا قلعۂ حرص ہے، اس پر خرطوم مقرّر ہے. اس کی بیخ کنی بغیر حرص کے فتح نہیں ہوتا۔

تیسرا قلعۂ حسد، اس پر وسوسہ مقرّر ہے. جب تک اسکو دل سے دُور نہ کیا جائیگا، وسوسہ دُور نہیں ہوتا اور احدیّت کے مرتبہ تک واصل نہیں ہوتا۔

چوتھا قلعۂ تکبّر. اس پر خطرات مؤکّل ہیں. جب تک کبر کو دل سے دُور نہ کرو گے، خطرات سے رہائی نہ پاؤ گے۔

پانچواں قلعۂ نفاق. اس پر انانیّت مقرّر ہے. جب تک دل سے نفاق دُور نہ کریں، شیطان دفع نہیں ہوتا اور فائدہ بخش مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اے آدمؑ کی اولاد! شیطان کی پرستش نہ کرو. وُہ تمہارا کھُلا دُشمن ہے"۔

اور یہ مذکورہ بالا قلعے ذکر، فکر، زہد و تقویٰ، رات کو جاگنے، دن کو روزہ رکھنے (وغیرہ)، کسی چیز سے شکستہ نہیں ہوتے اور نہ ہی شہر دل فتح ہوتا ہے. ہاں کامل مکمّل مُرشد جو کہ فنا فی اللہ صاحب برزخ ہے، کی نگاہ سے فتح ہو سکتے ہیں. کیوں کہ کامل اور مکمّل مُرشد ان قلعوں کی چابی ہے. اور چابی کے بغیر تالا کھُل نہیں سکتا. اور جب تک تالا نہ کھُلے، مقصود ہاتھ نہیں آتا۔ اس راہ کی تمامیت (دار و مدار) دل پر ہے. اور جب ستّر ہزار شیطانی راہوں سے خلاصی پائیگا، تب اسکو قلب خاص کہیں گے. اور قلب میں سِرّ ہے جسکو مقام اختصاص کہتے ہیں. اور سِرّ میں ستّر ہزار خزانے ہیں، جو عرش و کرسی سے بھی زیادہ وسیع ہیں۔ اور سِرّ میں مقام خفی ہے اور خفی میں مقام اخفیٰ ہے. جو کوئی اس مقام اخفیٰ میں پہنچتا ہے، اس پر "جو اس میں داخل ہو، وُہ امن میں ہو گیا" صادق آتا ہے۔

صاحب ولایت فقرا کی ابتدا و انتہا ایک ہو جاتی ہے۔

باب ششم

دربیان تصور برزخ نفس اسم اللہ و تفکر و تصرف فنا فی اللہ و مرشد کامل و مکمل عارف معارف

صاحب برزخ تصور اِلاَّ اللّٰہُ کہ نقش دادہ آنست ۔ مصرع ؎

برزبان دیگر نیارند جز زبانِ معشوق نام

بیت

باھُوؒ از جامہ پوشد ہم بود تحتش قبا ‏ ‏ ‏ تحت اقدام محمدؐ ہر کہ نامش اولیاء

حدیث قدسی

اِنَّ اَوْلِيَآءِىْ تَحْتَ قَبَآءِىْ لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِىْ ط[1]

اَللّٰهُ وَمَا سِوَى اللّٰهِ هَوَسْ ط

مقام حقیقت دریافتن، بعدازین ذکر کہ رُوح وسر، دماغ بینندہ و دانندہ و شناسد وحق گوید وحق شنود۔ دریں مقام طالب عین الیقین و مُرشد راہبر دین، دائم مشغول باشتغال اللّٰہ لَيْسَ فِى الدَّارَيْنِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا حَقًّا باشد۔ دریں مقام طالب اللہ مطلب مطلوب، محبوب القلوب قادری، تقوی حیّ القیّوم

---

[1] کتاب معرفت بوستان جلد اوّل، شرح معرفت مثنوی مولانا روم ؒ۔

باب ششم

تصوّر برزخ نفس اسم اللہ و تفکر و تصرّف فنا فی اللہ و مُرشد کامل و مکمّل عارف معارف کے بیان میں

صاحب برزخ تصور اِلاَّ اللّٰہُ کی علامت یہ ہوتی ہے مصرعہ ؎
کہ اسکی زبان پر معشوق کے نام کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ محبوب کا نام ان کے دل پر نقش ہوتا ہے۔

بیت

باھُوؒ اگر لباس پہنتا ہے تو اس کے نیچے قبا بھی ہوتی ہے۔ (جیسے کہ) جس کسی کا نام اولیاءُ اللہ ہے، وُہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قدموں کے نیچے ہوتا ہے۔

حدیث قدسی

"بیشک میرے دوست میری قبا تلے ہیں، جنہیں میرے سوا اور کوئی نہیں پہچانتا۔"

اللہ بس باقی سب ہوس

مقام حقیقت کو پا جانے کے بعد اور ذکر کے بعد جب رُوح، سر اور دماغ دیکھنے، جاننے اور پہچاننے والے ہوجاتے ہیں، تو حق ہی کہتے ہیں اور حق ہی سُنتے ہیں۔ ایسے مقام پر طالب اللہ کو عین الیقین ہوتا ہے۔ اور دین کا رہبر مُرشد ہمیشہ شغل الٰہی میں رہتا ہے۔ دونوں جہان میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوا نہیں، اور یہ حق ہی حق بات ہے۔ اس مقام پر طالب اللہ مطلوب تک پہنچ جاتا ہے۔ اور محبوب القلوب قادری ہوجاتا ہے۔ اسے حیّ القیّوم پر تقوٰی ہوتا ہے۔ نفس

نفس معدوم، صاحب اشتغال اللہ معلوم را چنان باید کرد کہ بجز حق طلب دیگر در وجود او نماند و از غیرحق خود را بیفشاند و حق نفس بشناسد و بداند و محاسبۂ نفس حساب دسوختن بجان کباب کہ صاحب ارباب و خطاب او محقق الواصلین راسخ دین صادق الیقین گردد۔

بیت

بدل قبلہ بدل کعبہ بدل وصلت اگر خوانی ۔۔۔ بدل مشرق بدل مغرب بدل اسرار پنہانی

ترا خانہ دل خطرات کہ دل از دل رسد با عین آن ذات۔

بدانکہ طالب سہ قسم است۔ اوّل طالب طاعت، دوم طالب در طمع القاب۔ سوم طالب عشق و عتاب است، چراکہ دنیا یک ساعت است۔

حدیث

اَلدُّنْیَا کَظِلٍّ زَائِلٍ [1]

حدیث

اَلدُّنْیَا سَاعَةٌ فَاجْعَلْ فِیْهَا طَاعَةً [2]

ابیات

مرشد با مرد دین بخش او ۔۔۔ مرشد نامرد با سر گفتگو

[1] الحدیث ۔

[2] زین العلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

معدوم ہو جاتا ہے۔ شغلِ الٰہی کے شاغل معلوم کو ایسا کرنا چاہیے کہ اس کے وجود میں حق کے سوا اور کوئی مطلب باقی نہ رہے اور غیرحق کو اپنے آپ سے جدا کر دے اور نفس کا حق جانے اور پہچانے۔ نفس کا محاسبہ اور حساب گویا جان کو کباب کرتا ہے۔ نفس کا محاسبہ کرنے والا صاحب خطاب محقق الواصلین ہوتا ہے۔ دین میں پکّا اور یقین کا سچا ہو جاتا ہے۔

بیت

دل ہی میں قبلہ اور دل ہی میں کعبہ ہے۔ اگر تُو وصل کی حقیقت دل سے جان لے تو دل ہی میں مشرق اور دل ہی میں مغرب ہے اور دل ہی میں تمام راز پوشیدہ ہیں۔

تیرا دل خطرات کا گھر بنا ہُوا ہے، حالانکہ یہی دل ہے، جس کے ذریعے عین ذات حق تک پہنچ سکتے ہیں۔

اے طالب صادق! جان لے کہ طالب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اوّل طالب طاعت۔ دوم القاب کے طمع کا طالب۔ سوم طالب عشق و عتاب، کیونکہ دُنیا ایک ساعت ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔

حدیث

"دُنیا زائل ہونے والے سایہ کی طرح ہے۔" (لہٰذا یہ قابل اعتبار نہیں)

حدیث

"دُنیا ایک گھڑی ہے، تجھے اس میں عبادت ہی کرنی چاہیے۔"
(اور خواب غفلت سے بیدار ہونا چاہیے)

ابیات

مُرشد جو مرد دین ہوتا ہے، اُس کی حیثیت دین بخش کی سی ہوتی ہے۔ اور نامرد مُرشد صرف باتیں کرتا ہے۔

مُرشد آن باشد کہ باشد رہنما — رہ نماید پیشوا ہر دوسراء

آنچہ بودہ مُرشد مقصود من — روز و شب مجلس پیغمبر انجمن

با ہُوؒ بام بلند است کام دل

رُوسیاہ دل خود چہ داند آن خجل

مُرشد عارف معارف صاحب قوّت را باید کہ ہر شب و روز در باطن محبت ہمت بخشد، چنانچہ مشاہدۂ وصال حضور شود کہ طالب اللہ بی جمعیت و اہل خطرات نشود مُرشد کہ بی قوت و بی ہمت است، ہنوز نارسیدہ در ناسُوت است و مُرشد را چند راہ باید در رسانیدن باید کہ اوّل راہ نظر، طالب اُو بانظر منظور اُو جاودانی گردد باخبر دل باشد کہ دل اُو کشایندہ مُشکل شود و عین لایحتاج گردد و یا براہ دم۔ دوام بر قدم، جائیکہ مردان خُدا رسیدہ اند، طالب اللہ را برسانند و یا براہ لفظ صاحب لفظ شود و براہ توجہ صاحب توجہ متوجہ باطنی شود۔ طالب را ہر جا کہ خواہد، برساند و منصب اُو آنچہ نصیب اُو باشد از خُدا و رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم بدہاند و بعضی را حبس باشد کہ دران حبس خطرات عبث باشد و خاص حبس آنرا گویند کہ بیکدم ہفتہ و سال بگذرد۔ چُون ازان باز آید، خود را طرفہ زد داند کہ یعنی در حبس یک ساعت بگذشتہ و از راہ روحانی است، الہام ظاہر و باطن مقصود تمام۔ مُرشد کہ براین راہ آگاہ نیست۔

پس طالب الیقین طالب اللہ را باید یا آنکہ مطلب تمام از مُرشد مطلوب نرسد، خواہ یک شبانروز، خواہ سالہا از وجُدا شود۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

مُرشد وُہ ہے جو رہنمائی کرے۔ اور دونوں جہانوں کے پیشوا (والی) تک پہنچا دے۔

وُہی مُرشد میرا مقصود ہے، جو پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محفل میں شب و روز بسر کرائے۔

اے باہُوؒ! دل کی مُراد (ایک) بلند منزل ہے۔

سیاہ رُو اور سیاہ دل کو شرمندگی کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔

عارف معارف اور صاحب قوت مُرشد کو چاہیے کہ ہر شب و روز طالب کے باطن کو محبت اور ہمت بخشے، اس طرح کہ وصال حضور کا مشاہدہ ہو، تاکہ طالب اللہ بے جمعیت اور پُر از خطرات نہ ہو۔ جس مُرشد میں محبت اور ہمت نہیں، وُہ ابھی مرتبے کو نہیں پہنچا، وُہ ابھی خام اور ناسُوت میں ہے۔ مُرشد کو چاہیے کہ طالب کو کئی طریق سے خدا رسیدہ بنائے۔ اوّل نظر کی راہ۔ صرف ایک ہی نگاہ سے ہمیشہ کیلئے منظور نظر خدا بنا دے۔ اور اسکا دل باخبر ہو جائے، کیونکہ مُرشد کا دل مُشکلات کا حل کرنے والا ہوتا ہے۔ اور عین لایحتاج ہوتا ہے۔ اور یا دم کی راہ۔ ہمیشہ اس مقام پر قدم رکھے، جہاں مردان خدا پہنچتے ہیں۔ اور طالب اللہ کو وہاں پہنچاتے ہیں۔ اور یا لفظ کی راہ، جس سے طالب صاحب لفظ ہو جاتا ہے۔ اور توجہ کی راہ سے صاحب توجہ باطن کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور طالب کو جہاں چاہے، پہنچا دیتا ہے۔ اور اُسے اس کا مرتبہ جو کچھ اس کے نصیب میں ہوتا ہے، خُدا اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دلا دیتا ہے۔ اور بعض حبس دم کرتے ہیں۔ اس حبس دم میں بے فائدہ خطرات ہوتے ہیں۔ خاص حبس اسے کہتے ہیں کہ ایک دم میں ہفتہ اور سال گزر جائے اور جب اس حبس سے واپس آئے، تو اس سارے عرصہ کو ایک لحظہ سمجھے یعنی حبس دم میں ایک گھڑی گذری خیال کرے یا رُوحانی راہ سے یعنی بذریعہ الہام ظاہری و باطنی مقصود پورا کرے۔ جو مُرشد ان طریقوں سے واقف نہیں (وُہ ارشاد کے لائق نہیں)۔

پس طالب الیقین طالب اللہ کو چاہیے کہ اگر مُرشد سے ایک دن رات میں خواہ سالہا سال میں مقصد حل نہ ہو، تو اس سے جُدا ہو جائے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

وطلب معرفت کُفراست ، تا آنکہ معرفت حاصل نگردد و ہر دو جہان مکشوف نشود ۔ جامۂ لطیف کثیف وَاللّٰہُ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ط این مقام برا اُو مقرر گردد و مرتبہ بیان جہان نیست ، سوختن توحید جان است ۔ خانۂ مادر و خالہ نیست ، راہ عشق پُر درد کُشتالہ است ۔ اگر عاشق شوی ، بروی ۔ وگرنہ بہتر است کہ روی عاشقان منگری ۔

بدانکہ عارف بہ پنج چیز تعلق دارد ۔ اوّل صاحب ارشاد ، دوّم صاحب اعتقاد ، سوّم صاحب یقین بانفس جہاد ۔ چہارم از خلق آزاد ، پنجم از باطن آباد و مقام معرفت ذکر پُر آواز ۔ ہر دو گوش بذکر در خروش و اندرون جوش ۔ درین مقام غریبی پیش آید و غریب آنرا گویند کہ غرور در وجود اُو نماند و معرفت مقام حق الیقین است ، ہر کہ عارف تر است ، در این مقام طالب بذکر شود ، ہر کہ این نشان ندارد ، سرمایۂ فساد است و مرتبۂ عارف لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا ؁

بشنو ! کہ انتہای ذکر حبس است کہ دم راست در حبس آوردہ ، گوشت و پوست و رگ و جان و مغز ہمہ حبس ذکر اللہ شود ۔ و در وجود اُو غیبت و حرص نخواہد ماند ۔ چراکہ جای عبث است ، حبس نیست و جائیکہ نفس است حبس نیست و ہفتاد ہزار نظر باری تعالیٰ بر ہر دلیکہ می افتد ، بشنوی ۔ پس ازین معلوم باید کرد کہ بر ہر دلیکہ نظر اللہ تعالیٰ می افتد ، برو ہیچ گناہ نماند و نیز واقع صادر نخواہد شُد ۔ نظر منظور ، صاحب حضور ، دل عارف است وچون ہفتاد ہزار نظر رحمت نازل شود ، زان ہفتاد ہزار تجلّی مقامات عشق بی مثل حاصل شود و آنرا صاحب وصل گویند ۔

؁ سورہ المزّمّل ، ۷۳ : ۹

معرفت طلب کرنا کُفر ہے تاوقتیکہ خود معرفت حاصل نہ ہو ۔ اور دونوں جہانوں کا انکشاف نہ ہو ۔ جامہ لطیف ہو یا کثیف ۔ اللہ تعالیٰ باریک بین اور آگاہ ہے ۔ یہ مقام اس کے لیے مقرر ہو جاتا ہے ۔ جہان کا بیان کرنا کوئی مرتبہ نہیں ۔ جان جلانے سے توحید نصیب ہوتی ہے ۔ یہ کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ۔ عشق کی راہ پُر درد اور کٹھن ہے ۔ تُو اگر عاشق ہوتا ہے تو جا ورگرنہ بہتر ہے کہ عاشقوں کا مُنہ نہ دیکھو ۔

واضح رہے کہ عارف کو پانچ چیزوں سے تعلق ہوتا ہے ۔ وُہ یہ ہیں :۔

۱ ۔ صاحب ارشاد ہو ۔ ۲ ۔ صاحب اعتقاد ہو ۔ ۳ ۔ صاحب یقین ہو ، اور نفس سے جہاد کرنے والا ہو ۔ ۴ ۔ مخلوق سے آزاد ہو ۔ ۵ ۔ باطن میں آباد ہو اور مقام معرفت میں دونوں کانوں سے ذکر کی آواز سُنے ۔ باہر خروش ہو اور اندر جوش ۔ اس مقام پر مسافرت پیش آتی ہے اور مسافر اُسے کہتے ہیں ، جس کے وجود میں غرور نہ رہے ۔ اور معرفت حق الیقین کا مقام ہے ۔ جو جس قدر زیادہ عارف ہے ، اس کو اتنا ہی حق الیقین کا درجہ زیادہ حاصل ہے ۔ اس مقام میں طالب ذکر میں مشغول ہوتا ہے ۔ جس میں یہ علامت نہیں ، وُہ سرمایۂ فساد ہے ۔ عارف کا مرتبہ "اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ، اسکو وکیل پکڑو" ہے ۔

سُنو ! ذکر حبس کا انتہائی درجہ یہ ہے کہ دم بند کر کے گوشت ، پوست ، رگ و جان اور مغز سب سے ذکر الٰہی کیا جائے اور اس کے وجود میں غیبت اور حرص نہیں رہیگا ۔ اگر یہ رہے ، تو وُہ حبس نہیں عبث ہے ، کیونکہ جہاں نفس ہے ، وہاں حبس نہیں ہے ۔

(اے طالب حقیقی !) تو غور سے سُن لے کہ ہر دل پر ہر روز اللہ تعالیٰ ستر ہزار مرتبہ نگاہ کرتا ہے ۔ پس اس سے معلوم کرنا چاہیے کہ ہر اس دل پر جس پر اللہ تعالیٰ کی نظر (رحمت) پڑتی ہے ، اس پر گناہ کیونکر رہ سکتا ہے ، ایسے دل سے تو گناہ صادر ہی نہیں ہو سکتا ۔ اور ایسے دل والا منظورِ نظر ، صاحب حضور اور عارف ہوتا ہے ۔ اور جب ستر ہزار مرتبہ نظر رحمت پڑتی ہے ، تو اس سے عشق کی بے مثل مقامات کی ستر ہزار تجلیات حاصل ہوتی ہیں ۔ جس شخص پر ایسی تجلیات ہوں ، اس کو صاحب وصل کہتے ہیں ۔

قولہٗ تعالیٰ :-

فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ [1]

ابیات

دمبدم پیغام مارا با خدا — نیست آنجا نفس وشیطان وہوا

دائما چون مغز با من نیست پوست — وحی ہم نامحرم است در راہ دوست

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :-

لِيْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ [2]

معلوم باید کرد و صاحب نفس ہم سہ قسم اند :-

صاحب لفظ دُنیا چون فرعون در دریای نیل کہ خشک بود، آب روان ساخت کہ ابدالاباد روان است - این صاحب استدراج است -

دوم صاحب لفظ عقبیٰ، چنانچہ صاحب طاعت -

سوم صاحب لفظ طالب المولیٰ کہ بجز مولیٰ و بجز ذکر مولیٰ زبان نکشاید و بجز مولیٰ بر دل اُو نیاید و صاحب کمال آنست کہ ہر سہ یکی گردد و خلاف شریعت نور زد -

قولہٗ تعالیٰ :-

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ [3]

تو در جدائی و حق با تو در یکتائی بچشم حق بین رہنمائی و بندگی کُن، تا بیابی صفائی -

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۹۷ [2] بحر الاسرار، ص ۶۰ [3] سورہ المؤمن، ۴۰ : ۱۹

ارشاد خداوندی ہے :-

سو وُہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے (یہ کلام) تیرے دل پر اس واسطے نازل ہُوا کہ جو تیرے پاس ہے، اس کی تصدیق کرے اور یہ مومنوں کے لیے باعث ہدایت اور خوشخبری ہے۔

ابیات

ہر سانس میں ہمارا پیغام خُدا کا پیغام ہے۔ یہاں نفس و خواہش اور شیطان کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے -

میں نے ہمیشہ مغز کو اہمیت دی ہے، چھلکے کو نہیں۔ دوست کے راستے میں وحی (والہام) بھی نامحرم ہوتا ہے -

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے :-

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ میرا ایسا وقت بھی ہوتا ہے کہ اس میں نہ مقرب فرشتہ مجھے پہنچ سکتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل"۔

واضح رہے کہ صاحب لفظ بھی تین قسم کے ہوتے ہیں :-

اوّل صاحب لفظ دُنیا جیسے فرعون کہ اس نے دریائے نیل میں جو پہلے خشک تھا، پانی جاری کیا، جو ابدالآباد تک جاری رہے گا۔ ایسے لوگ صاحب استدراج ہوتے ہیں -

دوسرے صاحب لفظ عقبیٰ جیسے صاحب اطاعت -

تیسرے صاحب لفظ طالب مولیٰ جو مولیٰ اور اس کے ذکر کے بغیر زبان نہیں کھولتے - اور مولیٰ کے سوا ان کے دل میں کوئی خیال نہیں آتا اور صاحب کمال وہ شخص ہے، جس میں تینوں ایک ہو جائیں اور شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو -

ارشاد خداوندی ہے :-

"وُہ چوری کی نگاہ کو جانتا ہے اور جو کچھ سینوں میں چُھپا ہوا ہے"۔

تو جُدائی اختیار کرتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ تجھ سے ملنا چاہتا ہے حق بین آنکھ سے رہنمائی حاصل کر اور بندگی کر، تاکہ تجھے صفائی حاصل ہو -

حدیث

مَا صَدَّقْتُ اَفْضَلُ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی [۱]

حدیث

مَا اَرَیْنَا نَجَاۃً مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی [۲]

طریقت در قلب است۔ اگر مقام معرفت حاصل و آئینہ صفا روی نماید۔

اللہ بس و ماسوی اللہ ہوس

مقام طریقت و طریق راہ را گویند۔ درین راہ ہزاران ہزار گم گشتہ اند بجز مرشد کامل۔ ہمراہ ظاہر و باطن در نظر نگاہ، از ہر مقام و منزل آگاہ و صاحب طریقت آنست کہ ہفتاد ہزار مقام ہر روز نو بنو بگذر کند و ہر روز مقام نوعی بنوعی رخ نماید و بر مشاہدۂ ذات، تمام بذکر عشق مالا کلام بدحد و طاعت باطنی کہ طبقات عن طبق است، بدارد و باخلق تجرید و تفرید لازوال روی نماید و مقام توحید بجز احدیت غیر بسوزد۔

حدیث

اِنْ قُلْتَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ تَمُتْ نَفْسُکَ وَلِسَانُکَ حَیٌّ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی [۳]

حدیث

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَلَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ [۴]

---

۱ الحدیث ۲ ایضاً ۳ ایضاً ۴ ایضاً۔

حدیث

"اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر میں نے کوئی تصدیق نہیں کی۔"

حدیث

"عذاب الٰہی سے بچنے کا وسیلہ ذکر الٰہی ہے۔"

طریقت قلب میں ہے۔ اگر مقام معرفت حاصل ہو جائے اور آئینۂ دل میں صفائی آجائے، تو پھر اللہ بس باقی ہوس۔

مقام طریقت اور طریق راہ کو کہتے ہیں۔ اس راہ میں ہزارہا لوگ گم ہوئے ہیں۔ کامل مرشد کی مدد کے بغیر اس راہ سے سلامت نہیں نکل سکتے۔ جس میں یہ اوصاف ہوں، وہ ظاہر و باطن میں ہمراہ ہوتا ہے۔ ہر وقت طالب کو نگاہ میں رکھتا ہے اور اسے ہر مقام و منزل سے آگاہ رکھتا ہے۔ صاحب طریقت اُسے کہتے ہیں، جو ہر روز نئے نئے ستر ہزار مقام سے گزرے اور ہر روز قسم قسم کے مقام دیکھے مشاہدۂ ذات میں رہے۔ عشق بدرجۂ کمال حاصل ہو۔ اور طاعت باطنی تہ در تہ حاصل ہو۔ اور مخلوق سے تجرید و تفرید لازوال حاصل ہو، کیونکہ مقام توحید احدیت کے سوا سب کو جلا دیتا ہے۔

حدیث

"اگر تم یہ پوچھو کہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اپنے نفس اور زبان کو ذکر الٰہی سے زندہ رکھو۔"

حدیث

"جو شخص ذکر الٰہی کرتا ہے اور جو نہیں کرتا۔ ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔"

حدیث

اَنَاعِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ حِیْنَ یَذْکُرُنِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ ذَکَرْتُ فِیْ نَفْسِیْ وَاِذَا ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٌ مِّنْھُمْ وَمَنْ یَّقْرُبُ اِلَیَّ بَاعًا اَتَیْتُہٗ یَمْشِیْ وَمَنْ جَآءَ اِلَیَّ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً[1]

حدیث قدسی

اِذَا رَاَیْتُ عَبْدِیْ یَذْکُرُنِیْ فَاَنَا اُحِبُّہٗ عَنْ ذَالِکَ وَمَنْ لَّمْ یَذْکُرُنِیْ فَاَنَا اُبْغِضُہٗ عَنْ ذَالِکَ[2]

قولہ تعالیٰ :-

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ[3]

بدانکہ بعضی اصحابان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، چنانچہ اصحاب صفہ طعام نخوردند و مغز خرما آرد کردہ و بآب خلط نمودہ نوشیدند و از مستی پارچہ نمی پوشیدند و بذکر اللہ اشتغال اللہ دل خود را بحق چنان بودند کہ چشم زدن دیر نمیداشتند. حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم جبۂ خود بجہت ایشان لطف فرمودند۔

پس دانا و آگاہ باش کہ کشتن نفس درین است کہ ہیچ حال نفس تو خلاص نیابد مگر بذکر و فکر گاہ بصلوٰۃ و صوم و گاہ بمراتب ذات المطلوب کہ اورا از ذکر فارغ ندارد. عاشقان بر دل دیوانہ گشتہ اند۔

---

[1] حدیث قدسی [2] ایضاً [3] سورہ البقرہ، ۲ : ۲۷۳

حدیث قدسی

"میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں. جب وہ مجھے یاد کرتا ہے جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے، تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں. جب وہ مجھے برملا یاد کرتا ہے، تو میں بھی اسے بڑھ کر برملا یاد کرتا ہوں. جو میری طرف دو دو ہاتھ بڑھتا ہے، تو میں اسکی طرف چل کر سہج سہج آتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے، تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں"۔

حدیث قدسی

"جب میں دیکھتا ہوں کہ میرا بندہ مجھ کو یاد کر رہا ہے، تو میں اس سے محبت کرتا ہوں. اور جب دیکھتا ہوں کہ وہ مجھے یاد نہیں کرتا، تو میں اس پر خفا ہوتا ہوں"۔

ارشادِ خداوندی ہے :-

"ان فقراء کے لیے جو راہِ خدا میں روکے گئے"۔

واضح رہے کہ جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کرام مثلاً اصحاب صفہ کھانا نہیں کھاتے تھے اور کھجور کی گٹھلیاں پیس کر پانی میں ملا کر پیتے تھے اور مستی کی وجہ سے لباس نہیں پہنتے تھے. اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اپنے دل کو یادِ الٰہی میں اس طرح مستغرق رکھتے تھے کہ ایک لحظہ بھی دیر نہیں کرتے تھے. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جبہ مبارک انہیں عنایت کیا۔

پس تو دانا اور آگاہ ہو جا کہ نفس مارنا اس بات کا نام ہے کہ تیرا نفس کسی حال میں بھی خالی نہ رہے. کبھی ذکر فکر، کبھی صوم و صلوٰۃ میں اور کبھی مراتب ذات میں مشغول رہے. غرضیکہ اس کو ذکر سے فارغ نہ رکھے. عاشق لوگ دل پر دیوانہ ہو جاتے ہیں۔

بیت

جنازہ کشان ما رقص خواہد بود   کہ مردمان بروی کعبش خواہد بود

ف

بدانکہ مردمان و درویشان حیات و حیات ایشان نجات۔

بیت

پوست گفتم دوست در دل احتیاج ذکر نیست   در قبر از منکر نکیرش ہیچ از ان ما را فکر نیست

ف

اگر از ما پرسند من ربک۔ گویم با ما ہمنشین۔ ہر کہ آنرا دور داند لعنت برآن لعین۔

بیت

با حیاتی و مماتی عاشقان رسم تمام   این چنین ہر کہ بداند آنچہ باشد خاص و عام

بدانکہ مقام عاشقان عشق است و عشق آنست کہ آنجا نہ جسم و جان است، نہ آنجا ذکر رحمٰن است۔ بیرون از دو جہان عاشق است۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا [1] ط عاشق کہ از ناسُوت ممات بر آمد و ملکوت حیات ابدی یافت۔ نہ ابد را داند و نہ ازل را شناسد و نہ از برای دُنیا تفرقات کہ بوحدت غرق گردد، حباب و آب یکی گشت۔

اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ ط

و مرد آنرا گویند، چنانچہ عاشق و عاشق نام مقام عشق است۔ اَلْعِشْقُ مَشْیٌ عَنِ الرَّاسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ و مقام عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ ہفتاد

[1] عین العلم شرح برزخ

بیت

جنازہ اُٹھتے ہوئے ہمارا (قلب و روح کا) رقص ہوگا۔ کیونکہ چہرے کی پلکیں اس کے کعبہ کو ہو جائیں گی۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور درویش لوگ زندہ ہیں اور انکی زندگی نجات ہے۔

بیت

بدن نے مجھے کہا کہ اے دوست! دل میں ذکر کی ضرورت نہیں ہے۔ اور قبر میں اس کے متعلق منکر نکیر ہم سے سوال نہیں کریں گے، ہم کو اس کی کوئی فکر نہیں ہے۔

اگر ہم سے منکر نکیر پوچھیں گے کہ تمہارا پروردگار کون ہے؟ تو ہم کہیں گے۔ وہ ہمارا ہمنشیں ہے۔ جو شخص اسے دور جانتا ہے۔ اس پر لعنت ہے۔

بیت

عاشقوں کی زندگی اور موت کامل رسم ہوتی ہے (یعنی عاشقوں کی زندگی اور موت دونوں باکمال ہیں)، اس بات کو ہر خاص و عام جانتا ہے۔

واضح رہے کہ عاشقوں کا مقام عشق ہے اور عشق وہ ہے کہ وہاں نہ جسم ہے اور نہ جان، نہ وہاں ذکر رحمٰن ہے۔ بلکہ عاشق دونوں جہان سے گزرا ہے۔ انکی حالت "مرنے سے پہلے مر جاؤ" کا مصداق ہوتی ہے۔ جو عاشق ناسوت ممات سے نکل کر ملکوت میں حیات ابدی حاصل کر چکا ہے، وہ نہ ابد کو جانتا ہے اور نہ ازل کو پہچانتا ہے۔ اور نہ اس میں دُنیاوی تفرقات ہوتے ہیں۔ وہ تو دریائے وحدت میں غرق ہوتا ہے۔ بلبلہ اور پانی ایک ہو جاتے ہیں۔

"عشق ایک آگ ہے، جو محبوب کے سوا سب کو جلا دیتی ہے"۔

مرد اُسے کہتے ہیں، جو عاشق ہو۔ اور عاشق وہ ہے، جو راہ عشق میں قدموں کے بغیر سر کے بل چلے۔ اور عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی یہ کیفیت ہے کہ آنحضرت

ہزار مقام عشق ہر روز پی در پی بر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزول نمایدو از سوختن عشق از دُنیا دل سرد داشتند وفرمودند کہ :-

اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّاَنَا صَوْمٌ[1] و باز فرمودند یَالَیْتَ رَبِّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا[2] کاش کہ ربّ محمدؐ نہ آفریدہ بودی محمدؐ را کہ از عشق سوختن بہ و بہای عشق عاشقان دانند، چنانچہ عاشق عین است تا آنکہ عین نشود، بعنایت اللہ نرسد۔

بدانکہ اہل بدعت است و اہل بدعت آنرا گویند کہ بہ ہدایت اللہ نرسد و بجز اُو مطلب دیگر بطلبد۔ المطلب آنکہ مقصود غرق شُدن بدریای وحدت معبود فی اللہ است۔ و مقصود درین مقام فردانیت است۔

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا ؕ

ابیات

بدل نور پُر نار از عشق نُور	بسر تا قدم سوختم چون تنور
کہ دوزخ شُدہ سرد از آہ من	گریزان شُد از نالہ و آہ من
شُدہ پیشوای محمّد کریم	چہ خوش یافتم رہبر مستقیم
بہا ہوی ہا گوی از جاودان	کہ عاشق نزد راہ این رہزنان

❁

حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ :-
اَلْقُلُوْبُ مَعَ الْقُلُوْبِ[3] و نیز اَلْقَلْبُ مُشَاهِدَةُ الْقَلْبِ[4]

[1] الحدیث [2] ایضاً [3] ایضاً [4] ایضاً ۔

صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر روز پے در پے ستر ہزار مقام عشق کے نازل ہوتے اور عشق کی سوختگی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک دُنیا کی طرف سے سرد ہو گیا تھا۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے :-

"دنیا ایک دن ہے اور مَیں اس میں روزے سے ہوں۔ اور پھر فرماتے : "کاش محمدؐ کا پروردگار محمدؐ کو پیدا ہی نہ کرتا" کیونکہ عشق کے سبب جلنا بہتر ہے۔ اور عشق کی قدر و قیمت عاشق ہی جانتے ہیں، چنانچہ عاشق عین ہے۔ جب تک وُہ عین نہیں ہوتا عنایت الٰہی حاصل نہیں کر سکتا۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ وُہ اہل بدعت ہے۔ اور اہل بدعت اس کو کہتے ہیں، جسے ہدایت الٰہی حاصل نہیں، اور جس کا مقصد و مقصود اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ اور ہے۔ اصلی مقصود تو دریائے وحدت میں غرق ہونا اور فنا فی اللہ ہونا ہے۔ اس مقام میں (اصل) مطلب فردانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ اچھا نگہبان ہے۔

ابیات

نورِ عشق سے میرے دل میں نُور پُر نار ہو گیا ہے۔ (اور) مَیں نے اپنے آپ کو سر سے قدم تک تنور کی طرح جلا لیا ہے۔

میری آہ سے دوزخ کی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ جو میری آہ اور نالہ و فریاد سے دُور بھاگ گئی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پیشوا ہو گئے۔ مَیں نے راہ مستقیم کے کیسے اچھے رہبر پائے ہیں۔

یہ آہ پکار کی آواز جو تُو ہمیشہ سے نکالتا رہا ہے، عاشقوں کے نزدیک یہ طریق راہزنوں کا ہے۔

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

"دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ اور نیز دل دل کا مشاہدہ کرتا ہے"۔

ابیات

دل رابدل رہی است درین گنبد سپہر   ازکینہ کینہ خیزد واز مہر خیزد مہر

جواب باہوؒ

دل رابدل رہی است کہ دم ازدم پیغام دوست   دل پردہ است جانان ہم دل درون اوست
باہوؒ دایم وصال ور دل مائیم جای دوست   ذکرش درون نگنجد فکرش کجا پاوست
دل رابدل رہی است غلط گفتہ چرا   دل خبر اونداردو دل شد کباب ما

جواب باہوؒ

دل رابدلش راہ بود سالہا بسال   در طرفہ ای رساند دل میکشد وصال

*

ودل نیز سہ قسم است :-

اوّل دل نصاریٰ ویہود ۔ دوّم دل مؤمن برعنایت معلوم و بر مقصود ، سوم دل منافق مردود۔
چنانچہ شمس تبریزؒ فرمودہ است :-

بیت

دو دل رانیست راہ اینجا یکی شو   دوئی بگذار از خود وانگہی رو

ابیات

اس آسمان کے گنبد کے نیچے (یعنی دُنیا میں)، دل کو دل سے راہ ہوتی ہے کینہ سے کینہ پیدا ہوتا ہے اور محبت سے محبت پیدا ہوتی ہے۔

جواب باہوؒ

دل کو دل سے راہ ہوتی ہے، کیونکہ ہر لحظہ دوست کا پیغام ملتا ہے۔ دل محبوب کا پردہ ہے۔ دل بھی اسکے اندر ہے۔
اے باہوؒ! ہمارے دل میں دوست کی جگہ ہے اور ہم ہمیشہ وصال میں رہتے ہیں۔ اسکا ذکر دل کے اندر تو سماتا نہیں، بھلا اسکی فکر کہاں سمائیگی۔
دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ (یہ کسی نے) غلط کہا ہے۔ کیوں؟ دل اس کی خبر نہیں رکھتا اور ہمارا دل (اس کی یاد میں) کباب ہوگیا ہے۔

جواب باہوؒ

سالہا سال کے بعد دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ۔ مگر ہمارا دل ایک لحظہ میں ہمیں وصال کی طرف لے جاتا ہے۔
اور دل کی بھی تین قسمیں ہیں :-
اوّل یہود و نصاریٰ کا دل۔ دوسرا مؤمن کا دل جو عنایت معلوم اور مقصود پر لگا ہوا ہوتا ہے۔ تیسرا منافق کا دل، جو مردود ہوتا ہے، جس کے بارے میں شیخ شمس تبریزؒ (مولانا جلال الدین رومیؒ، جنہوں نے اپنا دیوان اپنے مُرشد شمس تبریزؒ کے نام معنون کیا ہے) فرماتے ہیں :-

بیت

یہاں دو دلوں کا طریق نہیں ہے (یعنی دل دو نہیں۔ ایک ہی ہوتا ہے)، ایک ہوجا۔ اپنے سے دوئی کو ختم کردو اور (اسکے بعد آگے) چلو۔

دل اہل خلیل بمحبت جلیل ودل مُردہ اہل بخیل بطلب دُنیا ذلیل

ودم نیز چہار قسم است :-

اوّل : دم کفار طلب دُنیا بیقرار۔

دوّم : دم منافق طلب عداوت وگرم بازار۔

سوّم : دم مؤمن، طلب موت از نفس وخلق فرار۔

چہارم : دم علم طلب مسافت عقبیٰ وعیوب شناختن نفس خود، رجوعات خلق گران بار ودم بخیل باد است ودر باد آخر ہیچ شاد نباشد۔

بیت

نفسی اگر ز باد نشنوم بوئیت زمان زمان بکنم مثل گُل گریبان چاک

قِصَّةُ الشَّوْقُ لَا انْفِصَامَ لَهَا۔ این مقام اہل محبت است واہل محبت اہل محرم را گویند ومجرم نگنجد ومحرم یک نکتہ است۔ چنانچہ حرف ع وغ، وغ از غم است وعم را نکتہ است۔

عین شو تا عین بینی وعین شنوی وعین گوئی وعین رُوی۔

بدانکہ این مقام محبت فنا فی المحبت است ومقام محبت آنرا گویند کہ :-

كَحُبِّ اللّٰهِ ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ [1] ۔ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ [2]

ومحبت آنرا گویند کہ چیزی بجز پیروی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر نجویند وبشوق اِلَّا اللّٰہُ در رقص ونزدیک مردم برعکس وغضب خود بر نفس کہ حال پریشان در دیدن خلق ودر مرتبہ عشق زہر در عشق، چنانچہ :-

---

[1] سورہ البقرہ، ۲ : ۱۶۵ [2] سورہ مائدہ، ۵ : ۵۴ -

اہل خلیلؑ کا دل جلیل (اللہ تعالیٰ) کو پسند ہے۔ اور بخیل کا مُردہ دل دُنیا کی طلب میں ذلیل ہوتا ہے۔

اور دم بھی چار قسم کا ہوتا ہے :-

اوّل : دم کفار جو طلب دُنیا میں بیقرار ہوتا ہے۔

دوّم : منافق کا دم جو عداوت کی طلب میں سرگرم ہوتا ہے۔

سوّم : مؤمن کا دم، جو طلب موت میں ہوتا ہے اور نفس وخلق سے فرار اختیار کرتا ہے۔

چہارم : طالب العلم کا دم، جو عقبیٰ کو طے کرنے اور اپنے نفس کے عیوب کی شناخت میں مشغول ہوتا ہے۔ خلق کی رجوعات، جو محض گرانباری ہے اور بخیل کا دم بمنزلہ ہوا ہے۔ اور ہوا میں آخر کوئی خوشی نہیں ہوتی۔

بیت

میں اگر تیری خوشبو کو ایک لمحہ کے لیے بھی ہوا سے نہ پاؤں تو ہر لحظہ میں پھول کی طرح گریبان چاک کروں۔

عشق کا قصہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ یہ مقام اہل محبت کا ہے اور اہل محبت اہل محرم کو کہتے ہیں۔ یہاں مُجرم کی گنجائش نہیں۔ محرم اور مُجرم میں ایک نقطہ کا فرق ہے، جیسا کہ ع اور غ میں ایک نقطے کا فرق ہے۔ یا جیسے عم اور غم میں ایک نقطے کا فرق ہے۔

(پس) عین ہوتا کہ تو عین دیکھے اور عین سُنے اور عین ہی کہے اور عین چلے۔

واضح رہے کہ یہ مقام محبت فنا فی المحبت کا ہے اور مقام محبت کی یہ تعریف ہے :-

اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرح ایمان والے اللہ تعالیٰ کے اعلیٰ درجہ کے محب ہوتے ہیں۔ وُہ ان سے محبت کرتا ہے اور وُہ اس سے محبت کرتے ہیں۔

اور محبت اس بات کا نام ہے کہ جناب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے سوا اور کسی چیز کو نہ ڈھونڈیں اور اِلَّا اللہ (اللہ تعالیٰ) کے شوق میں رقص کریں۔ اور اصلی حالت کو لوگوں پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ اپنے نفس پر غضب کریں۔ لوگوں کو اپنا حال پریشان دکھائیں، مرتبہ عشق بمنزلہ زہر کے ہے۔

ابیات

بلبل نیم کہ نعرہ زنم درد سر کنم — پروانہ وار سوختم و دم بر نیاورم
پروانہ نیم کہ بیک شعلہ جان دہم — مرغ سمندرم کہ بآتش نشستہ ام

*

محبت خدا تسبیح است۔ از نسخۂ دل صحیح است و محبت توکل را گویند و توکل نیز سہ قسم است:۔

توکّل صَادِرَۃٌ و توکّل قَادِرَۃٌ و توکّل تَصْدِیْقُ الْقَلْبِ۔

توکّل صَادِرَۃٌ آنست کہ آنچہ برایشان صادر شود، خوش باشند و صاحب شکر بر نعمت و رزق قانع و شاکر بودند۔

و توکّل قَادِرَۃٌ آنست کہ آنچہ جَفَّ الْقَلَمُ نوشتہ۔ آن مردم نادانستہ میگویند کہ آنچہ در دھان آید، بگویند و آنچہ پیش آید، بخورند و از طرف خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ نکنند۔ این مذہب جبریہ جہود نا مقصود و۔

توکّل تَصْدِیْقُ الْقَلْبِ آنست کہ آنچہ بر ایشان خدای تعالیٰ بدھد، براہ خدای تعالیٰ بدھند، بیواسطہ برسد و برساند۔ خدا دانستہ شود کہ خدا میدھد۔



ابیات

میں بلبل نہیں ہوں کہ نعرے مار مار کر سر میں درد کر لوں۔ میں پروانہ کی طرح جلتا ہوں اور سانس تک نہیں لیتا ہوں۔

میں پروانہ نہیں ہوں کہ ایک شعلہ پر جان دے دوں۔ میں آگ کے سمندر کا پرندہ ہوں اور آتش (عشق) میں بیٹھا ہوں۔

محبت خدا تسبیح ہے۔ نسخۂ دل سے صحیح ہے۔ اور محبت توکل کو کہتے ہیں اور توکل کی بھی تین قسمیں ہیں:۔

(۱) توکل صادرہ۔ (۲) توکل قادرہ اور (۳) توکل تصدیق القلب۔

توکل صادرہ یہ ہے کہ جو کچھ اُن پر صادر ہو، اس پر خوش رہیں۔ اور نعمت کے ملنے پر شکر کریں۔ رزق پر قانع اور شاکر رہیں۔

اور توکل قادرہ یہ ہے کہ جو کچھ قلم قدرت نے لکھ دیا ہے[۱]۔ اس پر شاکر رہیں اور وہ جو لوگ نادانستہ کہتے ہیں، کہ جو کچھ منہ میں آئے، کہہ دیں اور جو کچھ سامنے آئے، کھالیں اور خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ نہ کریں۔ یہ جہود نامقصود کا مذہب جبریہ ہے۔

اور توکل تصدیق القلب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ انہیں دے، وہ اس کی راہ میں صرف کریں۔ بیواسطہ پہنچے اور وہ پہنچائیں۔ وہ بھی سمجھیں کہ (یہ) اللہ تعالیٰ (ہی) دیتا ہے۔



[۱] اشارہ: جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ (مسند احمد، ج ۱، ص ۳۰۷، کنوز الحقائق، ص ۵۵)
جو کچھ ہونیوالا ہے، اس کے متعلق قلم قدرت نے لکھا دیا ہے اور خشک بھی ہو چکا ہے۔

باب ہفتم

دربیان اسم اعظم وذکر مقامات وذکر مرشد کامل واحوالات باطن

بدانکہ اسم اعظم وجود آدمی رامعظم بہ تعظیم گرداند۔ ہیچ درمیان ہر دو جہان حجاب وپردہ نماند۔

بدانکہ بخواند اسم اعظم ،شش نشان پیدا شود۔

اوّل دل سلیم۔

دوّم دل بحق تسلیم۔

سوّم دل بر او کشاید راہ مستقیم۔

چہارم صفت کریم وبر اُو قادر نشود شیطان رجیم۔

پنجم : درچشم خلق عزیز صاحب تعظیم۔

ششم : دل منعم نعیم۔

بدانکہ خوانندۂ اسم اعظم باسکر مستی دوام چنانچہ خمار کیف وزبان اُو ہمچون سیف واز اسم اعظم چندان عظمت پیدا شود کہ اوّل بر اہل نفس وصاحب انفاس غالب۔ دوّم صحبت بارواح وبجمیع مطالب تمام طالب وہر وقت خواہد کہ از و دریابد۔ سوّم از مولیٰ تعالیٰ الہام آید کہ اینست مطالب تمام طالب۔ چہارم : دل اُو پُر نور غرق بوحدت حضور۔ پنجم : دل اُو غنی۔ ششم : برمتابعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومراتب اسم اعظم وَاللّٰہُ لَطِیفٌ خَبِیرٌ ؕ غالب برہمہ خانوادہ وپیر۔ ہرکرا اسم

باب ہفتم

اسم اعظم وذکر مقامات وذکر مُرشد کامل اور احوالات باطن کے بیان میں

واضح رہے کہ اسم اعظم آدمی کے وجود کو معظم اور صاحب تعظیم بنا دیتا ہے۔ دونوں جہان میں کوئی حجاب وپردہ نہیں رہتا۔

(اے طالب صادق!) (اچھی طرح) جان لے کہ اسم اعظم کے پڑھنے سے چھ علامات ظاہر ہوتی ہیں:-

اوّل : دل سلیم ہو جاتا ہے۔

دوّم : دل بحق تسلیم ہوتا ہے۔

سوّم : اس کے دل پر سیدھی راہ کشادہ ہو جاتی ہے۔

چہارم : اس میں کریمی صفت آجاتی ہے۔ اور اس پر شیطان لعین قادر نہیں ہو سکتا۔

پنجم : مخلوق کی نگاہ میں عزیز اور صاحب تعظیم ہو جاتا ہے۔

ششم : دل منعم نعیم ہو جاتا ہے۔

واضح رہے کہ اسم اعظم کا پڑھنے والا ہمیشہ سُکر ومستی میں رہتا ہے۔ جیسے خمار کی کیفیت رہتی ہے۔ اور اس کی زبان تلوار کی طرح ہوتی ہے۔ اور اسم اعظم سے ایسی عظمت پیدا ہوتی ہے کہ پہلے اہل نفس اور صاحب انفاس پر غالب آتا ہے۔ دوسرے ارواح کی ملاقات ہوتی ہے۔ تمام مطالب جس وقت چاہے طالب کو مل سکتے ہیں۔ تیسرے اللہ تعالیٰ سے الہام ہوتا ہے۔ کہ یہی طالب کے پُورے مطالب ہیں۔ چوتھے اس کا دل نُور سے پُر اور وحدت حضور میں غرق ہو جاتا ہے۔ پانچویں اس کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ چھٹے متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر قائم ہو جاتا ہے۔ نیز وَاللّٰہُ لَطِیفٌ خَبِیرٌ اسم اعظم کے پڑھنے سے تمام خاندانوں پر غالب آجاتا ہے اور اُن کا راہنما بن جاتا

اعظم جاری شود، صاحب مراتبہ و فقیر شود و خوانندۂ اسم اعظم شیر شود ۔ خود را جان سپار یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ ط

یقین دانید ای عزیز! کہ اسم اعظم قرار نگیرد بجز فقیر درویش و ہر اسم اعظم خوانندہ را کہ این نشانی نیست، از اسم محروم و پریشان است کہ اسم اعظم ہیچ نقطہ ندارد و در کلمۂ طیّب ہم نیست ۔ ہر کرا نصیب و ارادت است، از قرآن نود و نہ نام یابد۔ اسم اعظم باری تعالیٰ متّصل بذات قدیم است لازوال۔ و اسم اعظم ندانند و نشناسد و نیابد، مگر صاحب حضور کامل مکمّل اہل قرب وصال و خاصیّت اُو نمیدانند مردم جہال بجز ہمنشین اہل قبور خدمت اسم اعظم ظہور نشود و بخواندن ہمنشین با اہل قبر مرد قوت یابد۔

حدیث

مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا ط[1]

این کار خواندن اسم اعظم بہ ہوا و ہوس نیست، صاحب باطن و رضا است بحرمت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث شریف

مَنۡ حَرَّقَ سَبۡعِیۡنَ مُصۡحَفًا وَّمَنۡ قَتَلَ سَبۡعِیۡنَ نَبِیًّا وَّمَنۡ زَنَا مَعَ الۡاُمِّ
فِی الۡکَعۡبَۃِ وَھُوَ اَقۡرَبُ اِلَی اللّٰہِ اِلَّا تَارِکُ الصَّلٰوۃِ ط[2]

بدانکہ اسم اعظم از تارک الصلوٰۃ نشود۔ ہر کہ اسم اعظم بخواند، بیشک صاحب لفظ اجابت الدعوات گردد۔ خوانندۂ اسم اعظم سہ قسم سبیل یابد کہ مجذوب شود یا محبوب شود یا صاحب ارشاد یا محبوب شود۔ ہر آنچہ خواہد دین یا دنیا زود بدست آید

[1] عین العلم شرح برزخ [2] الحدیث۔

ہے۔ جس کسی کو اسم اعظم جاری ہو جاتا ہے، وہ صاحب مرتبہ اور فقیر ہو جاتا ہے۔ اسکے پڑھنے والا جان پر کھیل جانے والا شیر ہو جاتا ہے۔ "وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے" اس پر صادق آتا ہے

اے عزیز! یقین جانو! اسم اعظم فقیر درویش کے سوا اور کہیں قرار نہیں پکڑتا۔ ہر اسم اعظم کے پڑھنے والے جس میں مذکورہ بالا علامات نہیں، وہ اسم اعظم سے محروم اور پریشان ہے کیونکہ اسم اعظم میں کوئی نقطہ نہیں اور کلمہ طیبہ میں بھی کوئی نقطہ نہیں ہے۔ جس کے نصیب اور ارادت اچھی ہے، تو وہ قرآن شریف سے ننانوے نام میں سے اسم اعظم حاصل کر سکتا ہے۔ باری تعالیٰ کا اسم اعظم ذات قدیم کے متصل ہے۔ اور لازوال ہے۔ صاحب حضور کامل مکمل اور اہل قرب و وصال کے بغیر کوئی شخص اسم اعظم کو نہیں جانتا، نہیں پہچانتا، اور نہیں پاتا۔ اس کی خاصیت سے جاہل لوگ ناواقف ہیں، صرف اہل قبور کے ہمنشین آگاہ ہیں۔ اہل قبور کی خدمت بغیر اسم اعظم ظاہر نہیں ہوتی۔ اہل قبر کی ہمنشینی میں اسم اعظم پڑھنے سے صاحب قوت ہو جاتا ہے۔

حدیث

"مرنے سے پہلے مر جاؤ"

یہ بات اسم اعظم کے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے، ہوا و ہوس سے حاصل نہیں ہوتی۔ بحرمت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب باطن و رضا ہو جاتا ہے۔

حدیث شریف

"جس نے ستّر قرآن شریف جلائے ہوں، جس نے ستّر نبیوں کو قتل کیا ہو۔
جس نے ماں کے ساتھ کعبہ شریف میں زنا کیا ہو، وہ تارک الصلوٰۃ کی نسبت
اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ قرب رکھتا ہے۔"

واضح رہے کہ تارک نماز سے اسم اعظم نہیں پڑھا جاتا، جو شخص اسم اعظم پڑھتا ہے، وہ بے شک صاحب لفظ اور مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ اسم اعظم کا پڑھنے والا تین قسم کا راستہ پاتا ہے۔ یا تو مجذوب ہو جاتا ہے یا محبوب یا صاحب ارشاد یا محبوب ہو جاتا ہے۔ دین یا دنیا میں سے جو چاہیں، اسم اعظم سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور

وبمقام رضا یابد۔

یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ[1]

صاحب رضا آنست کہ آسمان بمثل آسیا سنگ بر سر او افتد، صاحب رضا ہرگز از و سر نہ بپیچد، بلکہ بر سر خویش بردارد و بالکلیہ از و ضرر نرسد و در مقام ہوتیت در آتش ناسوت نسوزد، ہرگز بمقام ملکوت نرسد واز ناسوت لایحتاج نگردد، بمقام ملکوت نرسد تا آنکہ بمقام ملکوت بہر کدام ملائک آشنا نشود و ایشان لایحتاج نگردد، ہرگز بمقام جبروت نرسد۔ تا آنکہ از مقام جبروت الہام بمثل جبرائیل اللہ نشود و تحقیق نکند و تا آنکہ از ایشان لایحتاج نگردد، ہرگز بمقام لاہوت نرسد و لاہوت راچہ نشان است کہ آنجا نہ حیرت، نہ پریشانی است و لاہوت بدین معنی است چنانچہ حوت فی الماء ہمچنان آدمی غرق باسماء اللہ گردد۔ و تا آنکہ از لاہوت لایحتاج نگردد، ہرگز بمقام فقر فنا فی اللہ نرسد۔ تا آنکہ از فقر فنا فی اللہ لایحتاج نگردد، ہرگز بمقام بقا باللہ، مقام حیّ قیوم نرسد۔

و مرشد کامل آنست کہ بی محنت و ریاضت اوّل روز سبق اسم اعظم دہد و بر دل او منقش کند و آنچہ مطلب طالب باشد ہم از آئینہ اسم اعظم بنماید و منزل مقام او بکشاید۔

بدان ای طالب! کہ علماء اہل شریعت اند و فقرا اہل شوق۔ علماء ہمیشہ در سیر حرف، سطر، ورق است و فقیر را ہمیشہ سیر معرفت، شوق سرّ اللہ غرق است و درمیان صاحب سرّ و صاحب سطر فرق است۔ حقیقت صاحب سرّ چہ داند فقیر بچہ

[1] سورہ الفجر ۸۹: ۲۷ - ۳۰

مقام رضا نصیب ہو جاتا ہے۔

(جب نیک بندے کی روح پرواز کرتی ہے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے خطاب ہوتا ہے)۔

"اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف واپس ہو جا۔ کہ تو اُس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی۔ پس میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور خوش خوش، میری جنت میں داخل ہو جا۔"

صاحب رضا وہ ہے کہ اگر آسمان چکی کی طرح اس کے سر پر پھرے، تو بھی اس سے سر نہ پھیرے، بلکہ اپنے سر کو اوپر اٹھائے۔ اُسے اس سے ہرگز نقصان یا تکلیف نہ پہنچے۔ جب تک مقام ہوتیت میں ناسوت کی آگ سے نہیں جلتا، مقام ملکوت تک ہرگز نہیں پہنچتا۔ اور ناسوت سے لایحتاج نہیں ہوتا۔ اور مقام ملکوت میں نہیں پہنچتا، تا وقتیکہ مقام ملکوت میں ہر فرشتے سے آشنا نہ ہولے۔ جب تک ان سے لایحتاج نہ ہو جائے، ہرگز مقام جبروت میں نہیں پہنچتا۔ جب تک مقام جبروت سے جبرائیلؑ کی طرح اُسے الہام نہ ہو اور تحقیق نہ کرے۔ اور جب تک ان سے لایحتاج نہ ہو جائے، مقام لاہوت میں ہرگز نہیں پہنچتا۔ مقام لاہوت کی یہ نشانی ہے کہ وہاں نہ حیرت ہے، نہ پریشانی۔ جس طرح مچھلی پانی میں ہوتی ہے، اسی طرح آدمی اسماء اللہ میں غرق ہوتا ہے۔ اور جب تک لاہوت سے لایحتاج نہیں ہو جاتا، فقر فنا فی اللہ کے مقام کو ہرگز نہیں پہنچتا اور جب تک فقر فنا فی اللہ سے لایحتاج نہیں ہوتا، مقام بقا باللہ تک ہرگز نہیں پہنچتا اور مقام حیّ و قیوم میں داخل نہیں ہوتا۔

اور مرشد کامل وہ ہے، جو بغیر محنت و ریاضت پہلے ہی دن اسم اعظم کا سبق دے کر طالب کے دل پر نقش کر دے۔ اور طالب کے اصلی مطلب کو اسم اعظم کے آئینے میں بھی دکھلا دے۔ اور اسکے مقام اور منزل کو کھول دے۔

اے طالب! جان لے کہ علماء اہل شریعت ہیں اور فقراء اہل شوق۔ علماء ہمیشہ صرف حرف، سطر اور ورق کی سیر کرتے ہیں۔ اور فقیر ہمیشہ معرفت اور شوق سرّ الٰہی کی سیر کرتا اور اس میں غرق رہتا ہے۔ اور صاحب سرّ اور صاحب سطر کے درمیان فرق ہے۔ صاحب سرّ کی حقیقت کو کوئی کیا جانے؟ جو فقیر صاحب سرّ ہے، وہ

صاحب سرّ است۔ او صاحب سطر نیست۔ فقیر یکہ صاحب سرّ است، خوشبو بامُشک
و معطر است و سلک سلوک و سرّ اسرار مرشد با وہمراہ و رفیق باشد۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بدانکہ شریعت متصل باطریقت است و طریقت متصل باحقیقت است و
حقیقت متصل بامعرفت است۔ واز شریعت حرف ش گرفتند شوق واز طریقت
حرف ط گرفتند طاعت باطنی، ذکر اللہ واز حقیقت حرف ح گرفتند حرص را بدرکن و
ازمعرفت حرف م گرفتند محرم اسرار بود۔ باہر کسیکہ این چہار حرف است، آنرا اہل
حرف مجموعہ فقر، اہل اللہ گویند۔

اَلْعَاقِلُ یَکْفِیْہِ الْاِشَارَۃُ۔ اگر چشم داری، عین است، وگرنہ غم عین است،
غضب خدا۔ اگر بیائی در باز، اگر نیائی، حق بی نیاز است۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

بیت

باہوؒ علم باید علم باید عمل باید ہم رفیق — بی علم کی فقر رہبر شود این راہ باریک

ش

بدانکہ دائرۂ ازل و ابد و متوسط بہ بین، اگر نہ بینی باشی بیدین۔

بیت

کور چشم کی بہ بیند آفتاب — کور را از آفتاب صد حجاب

کوریکہ مادرزاد است، نہ از تاریکی آزاد است۔ علم بمثل سیاہی است وفقر بمثل
اوراق سفید سرّ الہی۔ آن را ورق و حروف و سطر یکی راگیرد یکی را اندیکی را نشاسد

سطر نہیں ہے۔ جو فقیر صاحب سِر ہے، وہ کستوری اور عطر کی خوشبو کی طرح ہر دلعزیز
ہے۔ اور سلک سلوک اور سرّ اسرار مرشد اس کے ہمراہ اور اسکا رفیق ہوتا ہے۔

اللہ بس باقی ہوس

واضح رہے کہ شریعت طریقت کے متصل ہے۔ اور طریقت حقیقت کے
متصل ہے۔ اور حقیقت معرفت کے متصل ہے۔ شریعت کے حرف ش سے مراد
شوق ہے۔ اور طریقت کے حرف ط سے طاعت باطنی اور ذکر الٰہی مراد ہے۔ حقیقت
کے حرف ح سے حرص کو دور کرنا اور معرفت کے حرف میم سے محرم اسرار ہونا
مراد ہے۔ جس شخص کو یہ چار حرف حاصل ہیں، اسے اہل حرف مجموعۂ فقر اور اہل اللہ
کہتے ہیں۔

"عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے"۔ اگر تو آنکھیں رکھتا ہے، تو عین ہے، ورنہ غم
عین ہے اور غضب خدا ہے۔ اگر تم آؤ گے، تو دروازہ کھلا ہے۔ اگر نہ آؤ گے،
تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔

اللہ بس باقی ہوس

بیت

اے باہوؒ! علم، بُردباری، عمل اور ساتھی بھی چاہیے۔ بے علم شخص فقر کے اس باریک
راہ کا کیسے رہبر ہو سکتا ہے؟

اے طالب صادق! جان لے۔ ازل، ابد اور متوسط کا دائرہ دیکھ۔ اور اگر نہ
دیکھو گے، تو بیدین ہو گے۔

بیت

مادر زاد اندھا آفتاب کو کیسے دیکھ سکتا ہے؟ اندھے کو تو آفتاب سے سینکڑوں
حجاب ہیں۔

جو مادر زاد اندھا ہے، وہ تاریکی سے آزاد ہے۔ علم بمنزلہ سیاہی ہے اور فقر
سرّ الٰہی کے سفید اوراق کی طرح ہے۔ وہ ورق، حرف اور سطر کو ایک ہی کر کے دیکھتا

وبہ بیند۔ باز بخدای یکی گردد واز خوبی برآمد باخدای یکتای گردد، بندہ گردد۔

بدانکہ عشق دو قسم است، یکی مجازی کہ براوُ خدا ناراضی، خدوخال نگریستن کہ خیال فسق فجور واز خُدا دوُر است۔ سرہوا بدنُما۔ دوم عشق حقیقی درو حاصل کردن معرفت وسِر تحقیقی درآنچہ وحدت خُدا است، سوداسویدا بکشاید وبعد ازان قدم راستی برمتابعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیراستی۔ بعد ازان مقام میدان اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَہِدْنَا[1]

حدیث

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ[2]

بدانکہ فقیر صاحب ازل است کہ خود را ازان حقیقت بشناسد ومسلمان حقیقی گردد۔ غوث قطبی شُدی، لیکن نشُدی۔

اللہ بس وماسوی اللہ ہوس

بعد ازان مقام مرگ خوف، حیرت پیش آید۔ درین مقام سلامتی ایمان رُخ نماید۔ بعد ازان مقام ابد کہ تماشای مُنکر نکیر بیند۔ باجواب وسوال باصواب دُرست آید۔ بعد ازان مقام حشر خزیدن پیش آید کہ تماشای ہریک نَفْسِی نَفْسِی رامعائینہ نماید۔ بعد ازان اعمالنامہ وزن کردن بیند برترازو۔ بعد ازان مقام گذر پلصراط کردن بیند۔ بعد ازان مقام مدخل جنت شُدن بہ بیند۔ بعد ازان مقام دیدار بیند ودیدن دیدار حق است۔ چون ازین برآید وازمراقبہ بیدار شود خلاص از کونین شود۔ مُرشدیکہ طالب اللہ را این منزل نمودار نکند وتماشای خوف ورجا ننماید، لائق مرشدی نباشد۔

[1] سورہ الاعراف، ۷ : ۱۷۲، [2] خطبات احمد جان۔

ہے۔ اور ایک ہی کو جانتا اور پہچانتا ہے۔ جب یہ ساری باتیں ہو چکتی ہیں، تو پھر خُدا سے ایک ہو جاتا ہے۔ خوبی سے نکل کر خُدا سے یکتا ہو کر بندہ بنتا ہے۔

واضح رہے کہ عشق کی دو قسمیں ہیں:۔ ایک مجازی عشق اور دوسرا حقیقی عشق۔ مجازی عشق پر خُدا ناراض ہوتا ہے، کیونکہ اس میں خدوخال پر نگاہ رہتی ہے اور فسق وفجور کا خیال رہتا ہے۔ ایسا عاشق خُدا سے دُور رہتا ہے۔ بدنُما ہوتا ہے۔ اور نفسانی خواہشات کا حامل ہوتا ہے۔ عشق حقیقی میں معرفت اور سِر حاصل کرتے ہیں، جس میں وحدت خُدا ہے، سوداسویدا کھل جاتا ہے۔ اس کے بعد راستی کا کام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر آراستہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد کیا میں تمہارا پروردگار ہوں؟ انہوں نے کہا، ہاں ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں، مقام میدان پیش آتا ہے۔

حدیث

"اللہ تعالیٰ اپنی شان میں ویسا ہی ہے، جیسے پہلے تھا۔"

واضح رہے کہ فقیر صاحب ازل ہے، کیونکہ وہ اپنی حقیقت معلوم کر کے حقیقی مسلمان بن جاتا ہے۔ غوث وقطب ہوئے مگر کچھ نہ ہوئے۔

اللہ بس باقی ہوس

اس کے بعد مقام مرگ وخوف اور حیرت پیش آتا ہے۔ اس مقام میں ایمان کی سلامتی اپنا رُخ دکھاتی ہے۔ اس کے بعد مقام ابد اور مُنکر نکیر کا تماشا اور ان سے باصواب سوال وجواب کا نظارہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد مقام حشر اور لوگوں کا اُٹھنا پیش آتا ہے، جس میں ہر ایک کا نفسی نفسی پکارنا سنائی دیتا ہے۔ اس کے بعد اعمالنامہ کا ترازو پر وزن کرنا دیکھنا، پھر پلصراط سے گزرنا۔ بعد ازاں جنت میں داخل ہونے کا مقام دیکھنا۔ پھر مقام دیدار پر دیدار حق دیکھنا ہوتا ہے۔ جب وہ یہ سب کچھ دیکھ چکتا ہے۔ اور مراقبہ سے بیدار ہوتا ہے، تو دونوں جہان سے اس کی رہائی ہوتی ہے۔ جو مُرشد طالب اللہ کو یہ منازل نہیں دکھا سکتا۔ اور خوف ورجا کا تماشا نہیں دکھلاتا، وہ مُرشد ہونے کے لائق نہیں۔

بیت

باہُوؔ بہ ہُو ہر دم بمولیٰ شد وصالش — کہ دُنیا اہل دُنیا شُد زوالش

معرفت بعین دیدن را گویند۔ ہر کہ دید باز خود را نہ دید۔ کسیکہ خواہد کہ بتوحید باری تعالیٰ غرق شود، پیوستہ بہ مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم حضوری باشد، این عطا تعلق بورد وظایف ندارد و نہ نفل نماز و روزہ و نہ بہ تحصیل فقہ مسائل و حدیث و نہ بحفظ تلاوت قرآن و نہ بذکر و فکر کہ شغل برآید از جان و نہ بزہد و تقویٰ و نہ بعزلت خلوت بجز پیر کامل۔ ہر کہ پیر ندارد، پیروی ندارد، از پرتو طاعت محروم است۔

بدانکہ ہر کرا علم بسیار است، حرص بسیار است و این را و آنرا ہیچ حاصل نی۔

بدانکہ پیر آنرا گویند کہ مُرید را از ہر دو جہان بگذراند و مُرید ہیچ میل ندارد بجز مولیٰ۔

اَلْمُرِیْدُ لَا یُرِیْدُ اِلَّا اللّٰہُ ط[1]

و محبت دُنیا در دل ندارد۔

و محبت را چہار حروف است :۔

از حرف مٓ محو شُد باسم مسمّٰی فنا فی اللہ و از حرف حٓ حرص رابکشد از وجود خود و از حرف بٓ بُخل ندارد و از حرف تٓ تمامیت فقر و ہر کرا این چہار نشان نیست، پریشان است۔

ابیات

باہُوؔ سوختۂ عشق را نار چہ کُند — کافرِ عشق را زنار چہ کُند

[1] الحدیث۔

بیت

باہُوؔ ہر دم ہُو کے ساتھ رہتا ہے اور اس کا وصال مولیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ دُنیا اور اہلِ دُنیا کو زوال ہے۔

عین بعین دیکھنے کو معرفت کہتے ہیں۔ جس نے دیکھا، پھر اُس نے اپنے آپ کو نہ دیکھا۔ جو شخص توحید الٰہی میں غرق ہونا چاہتا ہے اور ہمیشہ مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں حاضر رہنا چاہتا ہے، تو اُسے واضح ہو کہ یہ عطائے الٰہی نہ تو ورد وظائف سے تعلق رکھتی ہے، نہ نفل نماز اور روزہ سے، نہ فقہ کے مسائل اور حدیث حاصل کرنے سے، نہ قرآن شریف کی تلاوت اور حفظ کرنے سے، نہ انتہائی ذکر و فکر سے، نہ زہد و تقویٰ سے، نہ تنہائی و خلوت سے۔ یہ بات پیر کامل کے بغیر ہاتھ نہیں آتی۔ جو کوئی پیر نہیں رکھتا، وُہ طاعت کے پرتو سے محروم ہے۔

واضح رہے کہ جس میں علم زیادہ ہے، اس میں حرص بھی زیادہ ہے۔ اس سے اور اُس سے کچھ حاصل نہیں۔ واضح ہو کہ پیر اس کو کہتے ہیں، جو مُرید کو دونوں جہان سے پار گذار دے اور مُرید مولیٰ کے سوا کسی اور سے محبت کا دم نہ بھرے۔

"مُرید وُہ ہے، جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو۔ اور وُہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہ چاہے۔"

اور اُس کے دل میں محبت دُنیا نہ ہو۔

اور محبت کے چار حروف ہیں :۔

حرف مٓ سے اسم مسمّٰی میں محو و فنا فی اللہ ہونا ۔ اور حرف حٓ سے اپنے وجود سے حرص کو نکال باہر کرنا۔ حرف بٓ سے بخل نہ رکھنا۔ اور حرف تٓ سے فقر کو تمام کرنا مُراد ہے۔ اور جس کسی میں یہ چاروں علامات نہیں ہوتیں، وُہ پریشان ہے۔

ابیات

اے باہُوؔ! عشق کے جلے ہوئے کو آگ کیا کرے؟ عشق کے (جلے ہوئے) کافر کو زنار کیا کرے؟

مسلمانیم از الست و بلیٰ　　　جنّت بہار بی یار چہ کُند

مقام ابد حقّا و بہ عزت اللہ، اگرچہ ہفت دوزخ از آتش پُر کنند، آتش محبت ازان تیز تر است پس آنکہ آتش محبت اللہ تعالیٰ بہ بیند۔

بیت

باہُوؒ مردمان یک روز سوزند در مقام آتشی　　　دمبدم ما سوختیم زندہ کُنی بازم کُشی

سبحان اللہ ہر دمی کہ غوطہ خوریم و بدل مقام توحید بیابیم، چنانچہ فتح اقلیم دل خوش شود بادشاہی را کہ مُردہ دل افسردہ دم باشد، حیوان ناطق کہ حقیقت انسان را نمیداند و بر خداوند خود استغنا ء می بازند و آنہا کہ شہباز لامکانی اند، طوطی خوش الحان اند و از نادانگی خود در قفس دُنیا قید اند و آنچہ بر عارف میگذرد، خدای تعالیٰ میداند۔

اِنَّہٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا[1] مقام ابد يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ[2] است۔

و نیز فرمودہ کہ:-

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ[3]

پس صادق آنست کہ فکر روز و شب دارد نیکی و بدی، خُدا را بشناسد کہ در آن روز در ہژدہ ہزار عالم شرمندہ نشود و بعمل صالح بکوشد، تا در درگاہ الٰہی قبول شود۔

بدانکہ چنانچہ جاہل را بہ مجلس عالم نشستن مُشکل است، ہمچنان عالم را معرفت اللہ و صحبت پیر کامل مُشکل است و مُشکل ایشان ہرگز حل نشود تا آنکہ کسی نفس ایشان را ہلاک نکند و از علم بیرون نکشد و مربّی بدست نیاید۔

---

[1] سورہ سبا، ۳۴: ۷۲ [2] سورہ عبس، ۸۰: ۳۴-۳۷ [3] سورہ البقرہ، ۲: ۲۵۵

ہم تو روزِ ازل سے مسلمان ہیں اور کہتے ہیں کہ ہاں تو ہمارا پروردگار ہے۔ پھر یار کے بغیر ہم بہار جنّت کو کیا کریں؟

مقام ابد حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! اگر ساتوں دوزخ آگ سے بھر دیے جائیں، تو بھی محبت کی آگ اُن سے زیادہ تیز ہے۔ پس جو کوئی محبت الٰہی کی آگ دیکھ لے، تو پھر دوزخ کی آگ کی کچھ حقیقت نہیں رہتی۔

بیت

اے باہُوؒ لوگ مقام آتش میں ایک روز جلتے ہیں، مگر ہماری یہ کیفیت ہے کہ ہم ہر گھڑی جلتے ہیں، تو مجھے پھر زندہ کرے اور پھر قتل کرے۔

سُبحان اللہ! ہم ہر دم غوطہ لگاتے ہیں اور دل میں مقام توحید پاتے ہیں جس طرح بادشاہ کا دل ولایت فتح کر کے خوش ہوتا ہے (اسی طرح ہمارا ہوتا ہے) مُردہ دل اور افسردہ دم حیوان ناطق ہے، جو انسان کی حقیقت کو نہیں جانتا اور اپنے مالک حقیقی سے بے پروائی کرتا ہے۔ اور وُہ لوگ جو شہباز لامکانی ہیں، وُہ طوطی کی طرح خوش الحان ہیں۔ اور اپنی نادانی سے دُنیا کے پنجرے میں قید ہیں۔ اور جو کچھ عارف پر گزرتا ہے، خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے: "واقعی انسان ظالم اور جاہل تھا۔ مقام ابد کی یہ کیفیت ہے: قیامت کے دن انسان اپنے بھائی، ماں باپ، ہمنشین اور بیٹوں سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے آج کے دن ایک خاص شان ہے، جو اُسے بے پرواہ کرتی ہے۔"

اور نیز فرمایا ہے:-

"اس کے پاس اسکی اجازت کے بغیر کون سفارش کر سکتا ہے؟"

پس صادق وُہ ہے، جو شب و روز فکر میں رہے۔ نیکی و بدی اور خُدا کو پہچانے، تاکہ اس روز اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق میں شرمندہ نہ ہو۔ نیک عمل کی کوشش کرے، تاکہ بارگاہ الٰہی میں قبول ہو۔

واضح رہے کہ جس طرح جاہل کو عالم کی مجلس میں بیٹھنا مُشکل ہے، اسی طرح عالم کے لیے معرفت الٰہی اور پیر کامل کی صحبت مُشکل ہے۔ اور ان کی مُشکل ہرگز حل نہیں ہوتی، جب تک اُن کے نفس کو کوئی ہلاک نہ کرے اور علم سے باہر نہ نکالے اور مربّی ہاتھ نہ آئے۔

بیت

باہُوؒ کاشکی نبودی عشق سوزش ہم نبود   ہر کرا سوزش نباشد سنگدل کافر بود

بدانکہ در راہ فقر ہزاران ہزار راہزن است و ہزاران ہزار کسی در ذکر و فکر و حضور قُرب وصال و در مستی حال رجعت خوردہ ناقص ماندہ اند و ہزاران ہزار در ورد و وظائف اسماء رجعت خوردہ ناقص ماندہ اند۔ عاقبت راہ بسلامت نبردہ اند و ہزاران ہزار علایق دُنیا و عقبیٰ راہ سلب کردہ اند و ہزاران ہزار در تحصیل علم ماندہ اند۔ راہزنان راہ طریقت اند و ہزاران ہزار در کشف کرامات مستغنی شدہ بحق نرسیدہ اند۔ دیدہ بیار ای اہل دیدار! کہ این راہ رفتن نیست۔ فقر مشکل است۔ ہرگز مشکل نکشاید، تا آنکہ کسی را بعین ذات ہدایت نہ نماید۔ و این ہمہ بلا ہا و آفات گوناگون بمثل پُلصراط است۔ آنچہ دران مسطور است، از موئی باریک تر است۔ و رفتن بدین طریق آن کس را آسان شود کہ صاحب توحید و توکّل باشد و نود ہزار سال راہ درین ساعت برود۔

ای درویش! جز رشتہ محبّت ذاتی کی تواند کہ ازین بلا ہا بگذرد و طالب پی طلب مولیٰ درین راہ غرق شود و رفتن نتواند کہ درین راہ ہزاران ہزار دشمن است۔ طالبیکہ مطلوب ندارد، از ہزار دشمن طالب سخت تر است و راہ فقر در تحریر مکتوب نیست، در محبت محبوب است۔

قولہٗ تعالیٰ :۔

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط [1]

ہر کرا توکّل نیست، او را ہیچ نیست۔ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِي الدَّارَيْنِ ط [2]

---

[1] سورہ الطلاق، ۶۵ : ۳   [2] الحدیث

بیت

اے باہُوؒ! کاش کہ عشق نہ ہوتا، اور پھر اس کا درد بھی نہ ہوتا۔ جس کسی کو اس کے عشق کا درد نہ ہو، تو وہ سنگدل کافر ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ فقر کی راہ میں ہزاروں ہزار راہزن ہیں۔ اور ہزاروں ہزار آدمی ذکر و فکر، حضور قرب وصال اور مستی حال میں رجعت کھا کر ناقص رہے ہیں، اور ہزاروں ہزار اسماء کے ورد و وظائف میں رجعت کھا کر ناقص رہ گئے ہیں، آخر انہوں نے اس راہ کو سلامتی سے طے نہیں کیا۔ ہزاروں نے دُنیا دی اور آخرت کے تعلقات میں پھنس کر راہ کو کھو دیا ہے۔ اور ہزاروں ہزار تحصیل علم میں رہے ہیں۔ راہ طریقت کے راہزن بھی ہزارہا ہیں۔ ہزاروں لوگ کشف و کرامات میں مستغنی ہو کر حق رسیدہ نہیں ہوئے۔ اے اہل دیدار! آنکھیں لا، کیونکہ یہ راہ چلنے سے طے نہیں ہوتی۔ فقر مشکل ہے اور یہ مشکل ہرگز حل نہیں ہوتی، تا وقتیکہ عین ذات ہدایت نہ کرے۔ اور یہ تمام گوناگوں آفات اور بلائیں پلصراط کی طرح ہیں، جو کچھ لکھا ہوا ملتا ہے، کہ وہ بال سے بھی زیادہ باریک ہے۔ اس پر چلنا اس شخص کے لیے آسان ہے، جو صاحب توحید و توکل ہو۔ نوّے ہزار سال کی راہ ایک ساعت میں طے کرنا پڑتی ہے۔

اے درویش! سوائے ذاتی محبت کے رشتہ کے ان بلّیات سے کیونکر انسان گزر سکتا ہے۔ طالب اس راہ میں طلب مولیٰ کے پیچھے غرق ہوتا ہے۔ اس راہ پر چلنا ازبس مشکل ہے، کیونکہ اس میں ہزارہا دشمن اور راہزن ہیں۔ وہ طالب جو مطلوب نہیں رکھتا، وہ طالب خود ہزاروں دشمنوں سے سخت تر ہے۔ فقر کی راہ تحریر و مکتوب میں نہیں، بلکہ محبت محبوب میں ہے۔

ارشاد خداوندی ہے :۔

"اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو پھر وہ اسکے لیے کافی ہے۔"

جس میں توکل نہیں، اسکا کچھ بھی نہیں۔ (ایسا) فقر دونوں جہان میں رُوسیاہی (کا باعث) ہے۔

پس اللہ بس باقی ہوس۔

فقیر آنست کہ درلامکان است کہ آن گرداندۂ قلوب است، بہر طرفیکہ خواہد۔ وراہ فقر در سطر نیست، بحیرت است۔ دراہ فقر درخواندن نیست، خواندۂ خُدا است۔ وراہ فقر درکتاب نیست، محاسبہ بحساب است۔ المطلب آنکہ از فقر ہر حرف از حقانی سرِّ نہانی تحقیق کردہ ام بحکم خُدا و رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

ابیات

پیشوای دوست طالب دردمند — کی تواند کرد نفسی را بہ بند
نفس مُرشد پیر باشد رہنما — نفس شیطان است فرعون خدا
گر کنم ہم شرح نفسی را تمام — کی تواند یافت مردم خاص و عام
باہُوؒ گر ترا شُد نفس با ہم یارِ غار — ہم نباید کرد بر نفس اعتبار

بدانکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ خود وعدہ فرمودہ است کہ اہل ذات را در اہل صفات ساکن نکنم کہ دنیا و عقبیٰ صفات است و جنّت و جہنّم و از عرش تا تحت الثریٰ ہمہ صفات است و فقر فنا فی اللہ بمثل غوّاص است، بہر دریای کہ غوطہ خورد، ہرگز غرق نشود۔ بساحل نجات برسد بہ برکت ذات، چنانچہ این فقیر دائم بوحدت غرق شود و پیوستہ در مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم حضور طرفۃ العین جُدا نبود و نزدیک مردم ناپسند دیدہ صُورت بیکار مینماید۔ ہر کرا ظاہر و باطن او تحقیق، فقیر حقیقی است۔ آنچہ من کردہ ام نمای ہر یکی گواہ و رہنمائی و جائیکہ کرم و فضل خُدا آگاہ است، چہ احتیاج معصیت گناہ است کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ[1] فقیر را صبر نیست۔ از ان سگ بہتر است و صبر کار صدّیقان است و صدق کار نیکان

[1] سورہ البقرہ ۲: ۱۵۳

فقیر وُہ ہے جو لامکان میں ہو اور دلوں کو پھیر دینے والا ہو، جس طرف چاہے۔ اور فقر کی راہ سطر میں نہیں، حیرت میں ہے۔ فقر کی راہ پڑھنے میں نہیں، بلکہ خُدا کے بلانے میں ہے۔ فقر کی راہ کتاب میں نہیں، محاسبہ بحساب ہے۔ مطلب یہ کہ مَیں نے بحکم خُدا اور رسول خُدا صلّی اللہ علیہ وسلّم فقر کے ہر حرف سے حقّانی پوشیدہ راز معلوم کیے ہیں۔

ابیات

دوست کا پیشوا دردمند طالب ہوتا ہے۔ وُہ نفس کو کب مقید کرسکتا ہے؟
نفس تو مُرشد بھی ہے پیر بھی ہے اور راہنما بھی ہے۔ نفس شیطان ہے اور اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔
اگر مَیں نفس کی پُوری طرح تفصیل بیان کردوں تو خاص و عام لوگ اس کو کیسے پاسکتے ہیں؟
اے باہُوؒ! اگر نفس تیرا گہرا دوست بھی ہو، تو پھر بھی نفس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔

واضح رہے کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے کہ مَیں اہل ذات کو اہل صفات میں نہیں رہنے دوں گا، کیونکہ دُنیا اور آخرت صفات ہیں۔ اور بہشت اور دوزخ اور عرش و کُرسی سے لے کر تحت الثریٰ تک سب صفات ہیں۔ اور فقیر فنا فی اللہ غوطہ خور کی طرح ہے، جس دریا میں چاہتا ہے، غوطہ لگاتا ہے، لیکن ہرگز غرق نہیں ہوتا، بلکہ ذات خداوندی کی برکت سے ساحل نجات پر پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ یہ فقیر ہمیشہ وحدت حق میں غرق ہوجاتا ہے اور دائمی طور پر مجلس محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں حضوری رکھتا ہے اور ایک لحظہ کے لیے بھی جُدا نہیں ہوتا ہے۔ لوگوں کو ناپسند اور بیکار صُورت نظر آتا ہے۔ جس شخص کا ظاہر و باطن تحقیق ہو، وُہی حقیقی فقیر ہے۔ جو کچھ مَیں نے کیا ہے، اگر تجھ میں بھی ہو، تو واقعی تجھے (اس سچائی کی) گواہی اور راہنمائی حاصل ہو۔ اور جہاں پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہو، تو وہاں گناہ اور نافرمانبرداری کی کیا احتیاج ہے؟ "بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" جس فقیر میں صبر نہیں، اس فقیر سے کُتّا اچھا ہے۔ اور صبر صدّیقوں کا کام ہے۔ اور صدق نیک لوگوں کا۔ اور

است۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ[1]

حدیث

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ وَّیُحِبُّ الْجَمَالَ[2]

وجمیل بمعنی سخی است۔ اللّٰہ بس وماسوی اللّٰہ ہوس۔

بدانکہ چون روز حشر نامۂ اعمال بدست ہمہ کس بدھند، کردۂ خویش پیش آید و فقیران کہ اعمالنامہ بدست گیرند، از جذبۂ گرمی محبت عشق ذکر اللّٰہ از زبان ایشان زبانہ زند، آتش محبت برآید، جز اسم اللّٰہ دیگر بر زبان نیارند۔ پس از آتش ذکر اللّٰہ وجذبۂ فنا فی اللّٰہ اعمالنامہ سوختہ گردد و ملائکان حیران شوند و اعمال نیکی وبدی بر وزن ترازو نیارند، بلکہ از نظر ایشان بسوزند۔ و مرتبۂ فقیر و قدر فقیر روز قیامت خواہند دانست و روز جزا فقیران گویند کہ گناہ بر خدا است۔ اگرچہ غرق گناہ بودیم، جز طلب اللّٰہ دیگر راہ نبودیم و گناہ اہل دنیا بر نفس ہوای است و اہل دنیا دعوی کنند کہ خداوندا! در راہ تو دنیا خرچ کردہ بودیم، از برای آنکہ از عذاب دوزخ خلاص شویم۔ حکم شود کہ شما آنچہ درہم و دینار خرچ کردہ بودید، از برای ترقی دنیا و درہم ونتیجۂ او شما را بدنیا دادہ بودیم۔ شما امید دنیا داشتہ بودید کہ دنیا خلاص خواہد کرد و فقرا امید من۔ پس من امید فقیر را برآوردیم و مقصود فقرار باختیار فقرار دادہ ایم۔

وفقیر سہ قسم اند:۔

یکی صاحب آیات کہ عالم عامل اند واین نیز در سلک فقیری کامل اند۔

دوم قسم فقیر صاحب نفی اثبات، چنانچہ ذکر فکر فرحت۔

سوم قسم فقیر فنا فی اللّٰہ ذات است واو ذات را مراتب لازوال است کہ از

[1] سورۂ آل عمران، ۳: ۱۳۴ [2] صحیح مسلم ج ۱، ص ۶۵۔ جامع الصغیر، ج ۱ ص ۶۸، احیاء العلوم، ج ۴، ص ۲۱۲۔

اللّٰہ تعالیٰ احسان اور نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حدیث

" اللّٰہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے "

یہاں جمیل بمعنی سخی ہے۔

اللّٰہ بس باقی ہوس۔

واضح رہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کے ہاتھ اعمالنامہ دیا جائیگا اور اسکا اپنا کیا ہوا سامنے آئے گا، تو جب فقرار اعمالنامے اپنے ہاتھ میں لیں گے، تو محبت وعشق اور ذکر الٰہی کی گرمی کے جذبہ سے ان کی زبان سے محبت کی آگ کا شعلہ نکلے گا۔ اسم اللّٰہ کے سوا کچھ اور زبان پر نہ لائیں گے۔ پس ذکر الٰہی اور جذبۂ فنا فی اللّٰہ کی آگ سے اعمالنامے جل جائیں گے۔ یہ دیکھ کر فرشتے حیران رہ جائیں گے نیکی اور بدی کے اعمال ترازو پر وزن نہ کرسکیں گے۔ بلکہ اُنکی نگاہ سے جل جائیں گے۔ فقیر کی قدر اور اسکا مرتبہ قیامت کے دن معلوم ہوگا۔ اور روز جزا کو فقیر لوگ کہیں گے کہ گو ہم گناہ میں غرق تھے۔ ہمارا گناہ خدا کا ہے۔ ہم طلب الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے تھے۔ اہل دُنیا گناہگار ہیں، جو نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں۔ اور اہل دُنیا اس وقت دعوی کریں گے کہ خداوندا! ہم نے تیری راہ میں دُنیا خرچ کی تھی۔ اس واسطے کہ ہم عذاب دوزخ سے نجات پائیں۔ اس وقت حکم ہوگا۔ تم نے دُنیا میں جو درہم و دینار خرچ کیے، وہ دنیاوی ترقی کے لیے کئے۔ پس اُن کا ثمرہ تمہیں دُنیا میں دے دیا گیا۔ تمہاری دُنیاوی توقعات وامیدیں تھیں، سو ہم نے پُوری کردیں۔ فقرار کو میری امید تھی۔ آج ہم فقرار کی اُمید پُوری کرتے ہیں اور فقرار کا مقصود اُنکے اختیار میں دیں گے۔

اور فقیر تین قسم کے ہوتے ہیں:۔

ایک وُہ جو صاحب آیات ہیں، جو عالم بھی ہیں اور عامل بھی۔ یہ بھی فقیری کی لڑی میں کامل ہیں۔

دوسرے فقیر صاحب نفی اثبات، چنانچہ انہیں ذکر وفکر سے راحت حاصل ہوتی ہے۔

تیسرے فقیر فنا فی اللّٰہ ذات ہے۔ جنہیں لازوال مراتب حاصل ہیں۔ نیز فتمندی کی

تیغ ناصر بزبر نرسد و مراتب فقرا و اصحابان دیگر اگر یجا جمع کنند، بمراتب فقرا نرسد و مراتب فقرا دعا است لازوال کہ اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ[1] است حضرت مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم جویدز مسکینان دعا۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

بیت

ذاکرم مذکورم صابر واصلم وحدت خدا　　عاشقم معشوق اللہ ہر مقامی رہنما

بشنو ای طالب!

بیت

ہر کہ او واقف شود از راہ من　　سوختہ گردد ہمہ در راہ من

این فقرا جان من بیجان است، نہ شکم پرور نانی و نہ لاف زن زبانی، صابر آنست کہ در مقام تمام است و شاکر آنست کہ بی غم از دنیا است و نخواہد دنیا را۔ اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللہِ[1] امن و امان است و فقیر قائم، بجز قصد صدق دل قیام ندارد کہ ہر زمان ہجر دیگر و حال دیگر و احوال دیگر و ہر زمان حیات دیگر و ممات دیگر، ہر زمان قرب دیگر و حضور دیگر و جدائی دیگر و فرق دیگر، ہر چیزی را دائم طمع دارد کہ این طریق غیر حق کلیہ تفریق است۔

قولہ تعالیٰ:۔

اِعْمَلُوْآ اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَّقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ[2]

بدانکہ ہمتی کہ خدای تعالیٰ ترا دادہ است، ہم ازان باشی و نعمت او را سرمایۂ تہمت نسازی، شکر آنست کہ باشوق او مشغول باشد و بجز شغل اللہ دیگر کار نکند۔

اللہ بس و ماسوی اللہ ہوس

---

1 الحدیث　2 سورہ السبا، ۳۴ : ۱۳

تلوار سے بھی ان کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اگر تمام دوسرے لوگوں کے مراتب جمع کیے جائیں، تو بھی فقرا کے مراتب کے برابر نہیں ہوتے۔ فقرا کا مرتبہ دعا ہے، جو لازوال ہے۔ دعا عبادت کا مغز اور خلاصہ ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مسکینوں سے دعا منگوایا کرتے تھے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

بیت

میں ذاکر، مذکور اور صابر ہوں اور خدا کی وحدت کے ساتھ واصل ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوں، اللہ تعالیٰ میرا محبوب ہے اور ہر مقام پر میری راہنمائی کرتا ہے۔

اے طالب (صادق)! (غور سے) سن!

بیت

جو کوئی میرے طریق سے واقف ہو جاتا ہے، وہ میرے راستے میں سب جل جاتا ہے۔

میری جان! یہ فقرا بے جان ہیں، نہ کہ روٹیوں سے پیٹ بھرنا اور نہ زبانی لاف زنی کرنا۔ صابر وہ شخص ہے، جو پورے پورے مقام میں ہے اور شاکر وہ ہے، جو دنیا سے بے غم ہے۔ اور دنیا نہیں چاہتا۔ "مفلس اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتا ہے"۔ فقیر قائم کا دل سوائے صدق کے کسی پر نہیں جمتا، کیونکہ ہر گھڑی اسے اور ہی قسم کا ہجر حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کی حالت اور ہوتی ہے، اور ہر گھڑی اسے اور ہی زندگی اور ہی موت نصیب ہوتی ہے۔ اور ہی قرب اور حضوری اور ہی جدائی اور فرق حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ ہر چیز کی ہمیشہ طمع کرنا کلی طور پر غیر حق اور تفریق کا طریقہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"اے آل داؤد! شکر کرو۔ میرے بندوں میں سے تھوڑے شکر گزار ہیں"۔

(اے طالب صادق!) جان لے کہ جو ہمت اللہ تعالیٰ نے تجھے دی ہے، اسے صرف کرو۔ اور اسکی دی ہوئی نعمت کو تہمت کا سرمایہ نہ بناؤ۔ شکر اس بات کا نام ہے کہ تو اسکے شوق میں مشغول ہو اور یاد الٰہی کے سوا اور کوئی کام نہ کرے۔ اللہ بس اور باقی ہوس۔

فقیر ہمچون باشد کہ چنانچہ آفتاب برآید۔ ہر قدری کہ بماند عاقبت روشنائی و تجلّی وی کوری ظلمت را پارہ پارہ کند۔ از تابش و گرمی ہر بلای آفتی بہ بندد کہ بر فقیران نازل شود۔ فقیران را باید کہ ہیچ بادی ساکن نماند، چنانچہ لغزیدن پای و غافل بی خبر استادن۔ چون آفتاب غالب است بر ہر بلای و آفتی۔ مرشد مثل آفتاب است و طالب پیش آفتاب بمثل ذرہ کہ ذرہ ہرگز از آفتاب ہیچ حال جدائی شود۔ فقیر ہر چند راہ ذرہ بیرون ازین نیست کہ خویشتن را ذرہ وار نہد پیش آفتاب۔

بشنو ای صاحب ضمیر! فقیر بمثل درخت است کہ دو حال دارد۔ وقت زمستان خزان وقت تابستان بہار۔ چونکہ فقیر از گرمی ذکر اللہ چنان بسوزد کہ در وجود او ہیچ گناہ نماند، چراکہ اہل ذکر را نگاہ و نظر سرّ بارب است و فقیر وقت بہار پُر امید وار۔

بیت

ہر کرا شعلۂ آتش عشق برزند سراسر قدم در ملامت و رسوائی زند

✽

تا آنکہ خوار نشوی، از خار امینی نیابی۔ راہ فقر نیک کردار است و دل زندہ بذکر پروردگار و دل بیدار۔

بشنو ای یار!

بیت

باہُوؒ ہر دو جہان دست افشانی بہ ز زندگانی ہر دو جہان یار جانی بہ

✽

فقر فنا فی اللہ وصال لازوال دو قسم اند۔ یکی طالب اللہ کہ تلمیذ الرحمٰن راشان

فقیر ایسا ہوتا ہے، جیسے سُورج نکلتا ہے۔ جس قدر زیادہ نکلتا ہے، اسی قدر آخر اس کی روشنی اور تجلّی تاریکی اور اندھیرے کو ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہے۔ اس حرارت اور گرمی سے ہر ایک مصیبت اور بلا جو بند ہوتی ہے، فقیروں پر نازل ہوتی ہے۔ فقیروں کو چاہیے کہ کسی ہوا سے ساکن نہ ہوں۔ اگر غافل کھڑے ہوں گے، تو ہوا کے چلنے سے اُنکا قدم لڑکھڑا جائے گا، چونکہ آفتاب ہر ایک آفت و بلا پر غالب ہے۔ (پس) مُرشد آفتاب کی طرح ہوتا ہے۔ اور طالب اس کے سامنے ذرّہ کی طرح۔ جس طرح ذرّہ کسی صورت میں بھی آفتاب سے جُدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح مُرید کو بھی مُرشد کے سامنے رہنا چاہیے۔ فقیر کے لیے اس سے اچھا کوئی طریقہ نہیں کہ اپنے آپ کو ذرّہ کی طرح آفتاب (مُرشد) کے سامنے رکھے۔

اے صاحب ضمیر سُن! فقیر درخت کی طرح ہوتا ہے، جو دو حالتیں رکھتا ہے سردیوں کے وقت اس پر خزاں آتی ہے اور گرمیوں کے موسم میں بہار۔ فقیر ذکر الٰہی کی گرمی سے اس طرح جلتا ہے کہ اس کے وجود میں کوئی گناہ نہیں رہتا، کیونکہ اہل ذکر کی نگاہ اور نظر ہمیشہ سرّ ربوبیت پر ہوتی ہے اور فقیر بہار کے وقت امید سے پُر ہوتا ہے۔

بیت

جس کسی کو آتش عشق کا شُعلہ اوپر اُٹھاتا ہے۔ وُہ سراسر قدم ملامت و رسوائی میں رکھتا ہے۔

جب تک ذلیل و خوار نہیں ہو گے، کانٹے سے بے کھٹکے نہیں ہو گے۔ فقر کی راہ نیک کرداری ہے۔ اس سے دل زندہ اور ذکر الٰہی میں مشغول اور بیدار رہتا ہے۔

اے دوست! (غور سے) سُن!

بیت

اے باہُوؒ! دونوں جہان سے ہاتھ جھاڑ لینا بہتر ہے۔ دونوں جہان کی زندگی سے جانی دوست بہتر ہے۔

فقیر فنا فی اللہ وصال لازوال دو طرح کے ہوتے ہیں:- ایک طالب اللہ جو اللہ

دہد و اُو آنست کہ نشان بہر ہر کس طالب دھد، خواہ کسی راطلب کند، خواہ سلب کُند، خواہ کسی راقلب کند۔ این بعینہٖ ذات فنا فی اللہ است۔ دوّم قسم فقیر ذات است کہ بیعت تلقین در باطن کردہ بحضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طالب نبوی را وصال دھد۔ فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم شان اوست۔ اگر تمام ولی آنچہ بروی زمین است، یکجا جمع شوند، آنرا چہ ہیچ کس نتواند کہ راہ اُو سلب کند و با بلا گرفتار نشود۔ اللہ بس وماسویٰ اللہ ہوس۔

مقام شوق آنست کہ از شرک و کفر بر آید و با شوق الی اللہ و اشتغال اللہ بوعدۂ الست ربانی چنان غرق شود دیگر اورا یاد نماند و بگرش نستاند و علم آنست کہ اُو خاصۂ خدای راست معلوم و خاصگان خدا را نیز معلوم است، چنانچہ پیغمبر صالح علیہ السلام را حقیقت از ازل تا ابد و سوای آن ہمہ معلوم بود ولیکن حکم چنان شُد کہ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سی ہزار سر با خلق بگو و سی ہزار پنہان دار و آنچہ صاحب سرِ چشم عیان بیند، عیب نیست و عیب بعیب خوانان بگو، چنانچہ اہل روایت را خبر از روایت است۔ ہمچنان اہل ہدایت را خبر از ہدایت است۔ فقیری را کہ خانۂ فقیر است جمعیت و قرار دارد در احد الاحد آنرا چہ اندیشہ از نیک و بد۔

قولہ تعالیٰ:۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ [1]

حدیث

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ [2] یک خوف و دوم رجا۔

اہل فقر نہ خوف تعلق دارد و نہ رجا و غرق بوحدانیت خدا بود۔ اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ *

[1] سورہ یونس ۱۰: ۶۲ [2] مشکوٰۃ باب الایمان

تعالیٰ کے شاگرد ہونے کی نشان دہی کرتا ہے۔ اور وہ طالب کو ہر شخص کا نشان دیتا ہے۔ خواہ کسی کو طلب کرے، خواہ سلب، خواہ کسی کو آلٹ دے۔ یہ بعینہٖ ذات حق میں فنا ہوتا ہے۔ دوسرا فقیر ذات ہے، جس نے باطن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تلقین و بیعت حاصل کی۔ ایسا شخص طالب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال دیتا ہے۔ اسکی شان فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر روئے زمین کے تمام اولیاء کرام ایک جگہ اکٹھے ہو کر اس کی راہ کو سلب کرنا چاہیں، تو نہیں کر سکتے۔ اور نہ وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔

اللہ بس باقی ہوس

مقام شوق یہ ہے کہ شرک و کفر سے نکلے اور شوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ اور اسکی یاد میں وعدۂ الست کے مطابق ایسا مستغرق ہو کہ اس کے سوا اور کوئی اسے یاد ہی نہ رہے اور نہ کوئی اور اُسے لے سکے۔ علم خاصۂ خدا ہے۔ پس خاصان خدا ہی اس سے واقف ہیں۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام کو ازل سے ابد اور اس کے علاوہ تک کی حقیقت سب معلوم تھی۔ لیکن حکم یوں ہوا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تیس ہزار بھید خلقت کو بتانا اور تیس ہزار پوشیدہ رکھنا۔ اگر صاحب سرِ چشم عیاں سے دیکھے، تو کوئی عیب نہیں ہے۔ لیکن غیب عیب والوں سے ہی کہنا چاہیے۔ جس طرح اہل روایت کو روایت کی اور اہل ہدایت کو ہدایت کی خبر ہوتی ہے۔ اسی طرح فقیر کو جو کہ فقیر کا گھر ہے جمعیت اور قرار کی خبر ہوتی ہے۔ اور یہ دونوں باتیں اُسے حاصل ہوتی ہیں۔ جسے یہ حاصل ہیں اور جو احد الاحد میں ہے، اُسے نیک و بد کا کیا اندیشہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:۔

"خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کچھ رنج و خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے۔"

حدیث شریف

"ایمان خوف و امید کے درمیان ہے۔" ایک خوف اور دوسری اُمید۔

اہل فقر کو نہ خوف سے تعلق ہوتا ہے اور نہ امید سے۔ وہ واحدانیت خدا میں غرق ہوتے ہیں۔ ایمان خوف و رجا کی مابینی حالت کا نام ہے۔

چه دانی کسیکه اُمید از خدای تعالیٰ دارد و بر دیگر ندارد و کسیکه از خدای تعالیٰ بترسد، از دیگر نترسد۔ خوف یک طرف و رجا یک طرف۔

حدیث

مَنْ لَهُ الْمَوْلیٰ فَلَهُ الْکُلُّ[1]

اعتقاد و محبت خُدا کُل و ایمان جُزو در کُل است۔ و کُل کلید ایمان است و مقام ایمان کُجا است؟ بدل و زبان بفرمانداری اوست۔ اہل ایمان را صدق ایمان و پوست است، سلک سلوک است و فقر را علم باطن و علم غیب است و تا آنکه علم باطن با علم ظاہر متعلق نشود، آن باطل است۔

قَالَ جُنَیْدِ بَغْدَادِیؒ :۔

کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفُ الظَّاهِرِ فَهُوَ بَاطِلٌ[2]

بیت

باہُوؒ باطن بطال باشد غیر ظاہر شرع شوق ۔۔۔ عارفان را راہ اینست ہر دم با شرع ذوق

و بر اہل اللہ گمان بد مبر کہ ظَنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا[3] و گلہ فقیر مکن کہ اَلْغِیْبَتُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا[4] اللہ بس و ماسوی اللہ ہوس۔

فقیر صاحب تصرف آنست کہ تصور بکمال دارد، تصور چیست؟ و بکمال تصور چیست؟

بدانکہ کمال تصور و کمال تصرف مقام حَیٌّ قَیُّوْمٌ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ است۔ این مقام نیز نزدیک فقر خام است۔ نہ فقر فنا فی اللہ تمام و بجز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نہ کسی ابتدای فقر دیدہ و نہ کسی با نتہای فقر رسیدہ۔ کسی بصورت فقر رسید و در

---

[1] الحدیث [2] مقولہ جنید بغدادیؒ [3] مشکوٰۃ [4] الحدیث۔

تُو کیا جانتا ہے اس شخص کے متعلق جو اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتا ہے اور کسی سے نہیں رکھتا اور اِس شخص کے متعلق جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور کسی سے نہیں ڈرتا۔ خوف ایک طرف ہے اور اُمید ایک طرف۔

حدیث شریف

"جس کا خُدا اسکا سب کوئی"۔

خُدا پر اعتقاد کرنا اور اُس سے محبت کرنا کُل ہے۔ اور ایمان اس کُل کا جزو ہے۔ اور کُل ایمان کی چابی ہے۔ ایمان کا مقام کہاں ہے؟ دل اور زبان دونوں اس کی فرمانبرداری میں ہیں۔ اہل ایمان کو ایمان کی صداقت اور سلک سلوک ہے لیکن فقیر کو علم باطن اور علم غیب ہے۔ اور جب تک ظاہری اور باطنی علم باہم متفق نہ ہو جائیں، باطل ہے۔

حضرت جُنید بغدادیؒ فرماتے ہیں :۔

"جو باطن ظاہر کے خلاف ہو، وُہ باطل ہے"۔

بیت

اے باہُوؒ! باطن باطل ہو جاتا ہے، جو ظاہری شریعت شوق کے خلاف ہو۔ عارفوں کا تو یہی طریق رہا ہے کہ وُہ ہر دم شریعت ذوق کے ساتھ ہوتے ہیں۔

اور اللہ والوں پر بدگمانی نہ کر، مؤمن کے حق میں نیک گمان ہونا چاہیے۔ اور فقیر کا گلہ نہ کر، کیونکہ غیبت گناہ سے بھی زیادہ شدید (بُری) ہوتی ہے۔

اللہ بس باقی ہوس

صاحب تصرف فقیر وُہ ہے جسے تصور بدرجہ کمال حاصل ہو۔ تصور کیا ہے؟ اور تصور کا کمال کیا ہے؟

واضح رہے کہ تصور اور تصرف کا کمال مقام حیّ و قیّوم اور یحیٖ و یمیت ہے۔ یہ مقام بھی فقیر کے نزدیک خام ہے، نہ کہ فقر فنا فی اللہ تمام۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی شخص نے فقر کی ابتدا دیکھی ہے اور نہ کوئی فقر کی انتہا تک پہنچا

وغائب شُد وکسی از فقر بُوی شمید وکسی از فقر لذّت چشیدہ است کسی سوای حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ تمامی فقر بجان خود پنہان نمودہ است، زیراکہ عطای فقر بدست اوست وبرہرکسیکہ عطا کُند یک جرعۂ فیض بخشد تا بالفقر برسد۔

بیت

باہُو ہرکہ دعویٰ کُند بفقر تمام ◆ جُز محمّد بفقر نیست مدام

مقام فقر و ذکر خفیہ جہر و جہر و خفیہ و خلوت خفی، دین، مجلس با خُدا و دُور از نفس و ہوا صاحب باطن را صفای۔ مردم خاص و عام را رہنمائی و ہمدم و ہم صحبت حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اصفیا است و مقام اشتیاق آنرا گویند کہ محبت تعطش پیدا آید و آن نار اللہ است کہ بجز حق نہ خواب و نہ آرام و نہ قرار و نہ جمعیت۔ شب و روز ظاہر باطن سیر سفر باشد، چنانچہ آب دریا روز و شب سرگردان سیر باشد، چون طالب اینجا رسد، صُورت دیگر و سیرت دیگر پیدا شود و راہ غیر را صُورت نہ بندد و از وی بیرون برآید و از آتش فقر و ہدایت میسوزد، چنانچہ دانۂ اسپند و فقیر آنست کہ فارغ از موصل و واصل باشد۔

ابیات

باہُو بگذر ز وصلت تا رسی باخاص نُور ◆ این ہمہ شرک است کُفر و ہرچہ باشد حق ظہور

ہے۔ کوئی فقر کی صُورت تک پہنچا ہے اور اسی میں غائب ہوگیا۔ کوئی فقر کی بُو سُونگھ کر مست ہوگیا ہے۔ اور کسی نے محض فقر کی لذّت چکھی ہے۔ سوائے حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کسی شخص نے فقر انتہائی درجہ تک حاصل نہیں کیا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکمّل فقر اپنے وجود میں پوشیدہ کر رکھا تھا، کیونکہ فقر کا عطا کرنا آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ جس کسی کو آپ عطا فرماتے ہیں، اُسے فیض کا ایک گھونٹ بخش دیتے ہیں، وہ اتنے ہی میں فقر کو پہنچ جاتا ہے۔

بیت

اے باہُوؒ! جو کوئی کامل فقر کا دعویٰ کرتا ہے۔ (وہ غلط کہتا ہے) ماسوائے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کسی کے فقر میں ہمیشگی نہیں ہے۔

مقام فقر، ذکر خفیہ و جہر اور جہر و خفیہ، خلوت خفی، دین، مجلس با خُدا اور دُور از نفس و ہوا کے مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ صاحب باطن کو صفائی حاصل ہوتی ہے۔ خاص و عام آدمیوں کی رہنمائی کرتا ہے، حضرت محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اصفیا کا ہمدم اور ہم صحبت ہوتا ہے۔ اور مقام اشتیاق اُسے کہتے ہیں کہ محبّت کی تشنگی پیدا ہو۔ اور وہ (ایسی) الٰہی آگ ہے کہ جس کے ہوتے سوائے حق کے نہ نیند، نہ آرام، نہ قرار اور نہ جمعیت ہوتی ہے۔ دن رات ظاہر و باطن میں سیر و سفر کرتا ہے، جیسے دریا کا پانی دن رات سرگرداں سیر رہتا ہے۔ جب طالب اس مقام پر پہنچتا ہے، تو اُس کی صُورت اور سیرت اور ہو جاتی ہے۔ غیر کی راہ کی صُورت نہیں بندھتی۔ اور وہ اس سے باہر نکلتا ہے۔ فقر و ہدایت کی آگ سے ہرمل کے دانے کی طرح جلتا ہے۔ فقیر وہ ہے جو موصل اور واصل سے فارغ ہو۔

ابیات

اے باہُوؒ! اسکے وصل کا خیال چھوڑ دے تاکہ تُو خاص نُور کو پہنچے۔ یہ سب کفر و شرک ہے اور جو کچھ ہوگا، وہ حق ظہور ہوگا۔

واصل و موصل نگنجد جای جبریلش کجا — این چنین من غرق گشتم یافتم فی اللہ فنا

بدانکه مرشد صاحب موصل و واصل بسیار و مرشد به مجلس اولیا اللہ بسیار و مرشد ذکر و فکر و زہد و تقوی و ریاضت، راہ صفا، تماشا فلک نما بسیار و مرشد زندہ دل رجوعات کردہ خلق روی خجل بسیار و مرشد طیر و سیر طی مقامات و صاحب آیات بسیار اما مرشد صاحب ملاقات، فنا فی اللہ ذات و بقا حیات جاودانی و صاحب برکات، عارف معارف، کامل و مکمل کلیات از جاودانی بی غم غرق بتوحید و بر متابعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم و مجاہدہ و ریاضت و خوردن و خواب و بیداری او بفنا فی اللہ بردن این چنین مرشد کم اند۔

ابیات

یاہوؒ عالمانرا نیست خبرش زاہدان آگاہ نیست — از خدای دور ماندند ہر کرا این راہ نیست
مرشدی آن باشد می برد فی اللہ فنا — ہر کرا مرشد نباشد پیشوا شیطان ورا[1]

ش

دفقیر آنست که دم و جان غرق بفنا فی اللہ و ملاقات جسد و جسم بر دم مقامات مرشد مفتاح ابواب وجود دل است که از ہیچ کلفت قفل نماند و مشکل بیک بار حل کند و صاحب راز مرشد آنست که سلک سلوک را ابتدا و انتہا، تمام داند و طالب را در مقام منتہی فنا فی اللہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ[2] در ساند۔

و مرشد اول طالب را در خواب یا در مراقبہ در سکر و مستی و گرمی ذکر کہ طالب

[1] قال النبی ﷺ مَنْ لَمْ یَکُنْ لَهُ شَیْخٌ فَشَیْخُهُ الشَّیْطَانُ (لطائف معنوی تالیف عبداللطیف، طبع ہند، ص ۶۰)

[2] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نقل از انوار غوثیہ۔

یہاں واصل اور موصل نہیں سماتے، بھلا جبرائیلؑ کی جگہ کہاں ہو سکتی ہے، میں اس طرح غرق ذات ہو گیا ہوں کہ میں نے فنا فی اللہ مقام کو پا لیا ہے۔

واضح رہے کہ صاحب موصل و واصل مرشد بہت ہیں، مجلس اولیاء اللہ کے مرشد بہت ہیں۔ ذکر و فکر، زہد و تقویٰ، ریاضت، راہ صفا، آسمان کا تماشا دکھانے والے مرشد بہت ہیں۔ زندہ دل، مخلوق کی طرف رجوع کرنے والے شرمندہ چہرہ رکھنے والے مرشد بہت ہیں۔ طیر و سیر اور طے مقامات اور صاحب آیات مرشد بہت ہیں۔ لیکن ایسے مرشد جو صاحب ملاقات فنا فی اللہ ذات و بقا ہوں۔ باحیات جاودانی رکھتے ہوں، یا صاحب برکات، عارف معارف، کامل و مکمل ہوں۔ کلیات جاودانی سے بے غم اور توحید میں غرق ہوں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر ثابت قدم ہوں، مجاہدہ اور ریاضت میں کامل، کھانے پینے، سونے اور جاگنے کو فنا فی اللہ میں لے جائیں ایسے مرشد کم ہیں۔

ابیات

اے باہوؒ! عالموں کو اس کی خبر نہیں ہے اور زاہد لوگ اس سے آگاہ نہیں ہیں، یہ لوگ، خدا سے دور رہ گئے ہیں۔ ہر کسی کو یہ راہ نہیں ملتی۔

مرشد وہ ہوتا ہے، جو (مقام) فنا فی اللہ میں لے جاتا ہے۔ جس کسی کا مرشد نہ ہو، اسکا پیشوا شیطان لعین ہوتا ہے[1]

اور فقیر وہ ہے، جس کی جان و دم غرق فنا فی اللہ ہو اور بظاہر جسم و بدن کے ساتھ اہل مقامات سے ملاقی ہو۔ کامل مرشد وجود دل کے دروازوں کی کنجی ہے۔ اسکے ہوتے ہوئے کسی تالے کی کوئی تکلیف نہیں رہتی۔ وہ تمام مشکلات یکبارگی حل کر دیتا ہے۔ اور صاحب راز مرشد وہ ہے، جو سلک سلوک کی ابتدا و انتہا سے پوری طرح واقف ہے۔ اور طالب کو فنا فی اللہ کے انتہائی مقام میں پہنچا دیتا ہے: "جب فقر انتہا کو پہنچتا ہے، تو وہی اللہ ہوتا ہے"۔

مرشد پہلے طالب کو خواب یا مراقبہ میں یا سکر و مستی اور گرمیٔ ذکر میں بیخود کر کے اللہ

[1] رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کا کوئی مرشد نہ ہو، اس کا مرشد شیطان ہوتا ہے۔

اللہ از خود بیخود شود و باللہ ملاقات کند کہ مثل او صورت بستہ نشود و آنچہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ با او بگوید، او را یاد ماند چنانچہ موافق نص و حدیث کہ در و دخل نباشد ابلیس لعین را۔ بعد ازان طالب اللہ را با ہر اصحاب و انبیاء و اصفیاء و اولیاء و ابدال و اوتاد و اخیار و نقبا و رقبا و نجبا و غوث و قطب و والی ولایت و ہادی ہدایت، قطب وحدت و صاحب مفرد و ہار و احہا آنچہ از ازل تا ابد بمثل آدم، مؤمن و مسلم، اہل اسلام است، مصافحہ کناند۔ بعد ازان تماشای ہژدہ ہزار عالم آنچہ مخلوقات است، ہمہ او را بنماید و یا طالب را معاینہ کناند کہ طالب اللہ را ہیچ باقی افسوس نماند و دل او غنی گردد و لایحتاج گردد کہ این راہ طرفۃ العین کہ طالب صاحب بعینہٖ عین حرف صدق و تصدیق باعتماد است۔ درین راہ ہیچ ریاضت و زہد و تقویٰ و محاسبہ بانفس جہاد نیست۔ این راہ بعطاء اللہ و کرم نبی اللہ۔ و این دائرۂ فنا فی اللہ و بمدد مرشد عارف باللہ است و دائرۂ فنا فی اللہ آنست کہ ابتداء و انتہاء فقر کلید درین دائرہ۔ مرشد صاحب برزخ تصور باید کہ این مقام پیشتر از ذکر فکر لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ[1] کہ فرمودۂ خدا نگاہ دارد اللہ تعالیٰ مرا و جمیع مسلمانان را نگاہ دارد۔

وَالْعَاقِبَۃُ بِالْخَیْرِ وَبِہٖ نَسْتَعِیْنُ ط

بیت

باہوؒ گفتار سدرہ صد راہ جو ہر سخن با حق تعالیٰ گفتگو

ہر کہ مقام سدرۃ المنتہیٰ خواہد، تصور درین دائرۂ برزخ کند۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعینہٖ بیند، این است:-

[1] سوم کلمہ تمجید۔

تعالیٰ سے ملاقات کراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صورت کوئی اختیار نہیں کر سکتا۔ اسوقت جو کچھ اللہ تعالیٰ اُسے کہتا ہے، اس کو یاد رہتا ہے۔ چنانچہ یہ بات نص و حدیث کے مطابق ہے، کہ اس میں شیطان لعین کو دخل نہیں۔ (کیونکہ وُہ اللہ تعالیٰ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا) بعد ازاں طالب اللہ کو ہر نبی، ہر صحابہ، صفی، ولی، ابدال، اوتاد، اخیار، نقیب، رقیب، نجیب، غوث، قطب، والی ولایت، ہادی ہدایت، قطب وحدت اور صاحب مفرد اور وُہ ارواح جو ازل سے ابد تک ہوئی ہیں، مثلاً آدم، مؤمن، مسلم، اہل اسلام سب سے مصافحہ کراتا ہے۔ بعد ازاں اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق سب کا تماشا دکھاتا ہے۔ اور یا طالب کو معائنہ کراتا ہے تاکہ طالب اللہ کے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ اور اس کا دل غنی ہو جائے۔ اور وُہ لایحتاج ہو جائے۔ کیونکہ یہ راہ ایک لحظہ میں طے ہوتی ہے طالب عین بعین دیکھتا ہے۔ اور صدق و تصدیق کرتا ہے اور اُسے اعتماد ہو جاتا ہے۔ اس راہ میں کسی قسم کی ریاضت، زہد و تقوی، محاسبۂ نفس اور جہاد درکار نہیں۔ یہ راہ عطائے الٰہی اور کرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہاتھ آتی ہے۔ اور یہ دائرہ فنا فی اللہ اور مرشد عارف باللہ کی مدد سے طے ہوتا ہے۔ اور دائرہ فنا فی اللہ یہ ہے کہ اس میں فقر کی ابتداء اور انتہاء مندرج ہے۔ اس دائرے میں ایسی چابی ہے، جس سے تمام مشکلات حل ہوتی ہیں۔ کوئی کوئی صاحب برزخ تصور مرشد ہونا چاہیے، جو اس مقام کو ذکر و فکر سے پہلے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط جو کہ فرمودۂ خدا ہے، کو نگاہ میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ میری اور تمام مؤمنوں کی حفاظت فرمائے۔ اور ان کا انجام بخیر کرے اور ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں۔

بیت

باہوؒ نے کہا: راہ تو مل جاتی ہے، مگر تو سینکڑوں راہ تلاش کر۔ ہماری تو ہر بات حق تعالیٰ کے ساتھ گفتگو کے ذریعے ہوتی ہے۔

جو کوئی سدرۃ المنتہیٰ کا مقام دیکھنا چاہتا ہے، اس کو دائرۂ برزخ کا تصور کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعینہٖ دیکھے گا۔

دائرہ یہ ہے:-

سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی

بدانکہ در شبِ معراج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را نود ہزار مسئلہ از حق تعالیٰ آموختند۔ حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرمود:-

کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم سی ہزار بامت خود بیان کن و سی ہزار در اختیار اُو گذاشت و سی ہزار ہرگز مگو۔ داما اگر کسی از اہل اللہ فقیر فنا فی اللہ ازان مسائل گوید۔ کسی را بر گفتہٗ اُو یقین نخواہد شد۔ چون باز آمدند، دیدند کہ درویشان ہمچنان میگویند کہ رب العزت فرمودہ است۔

ابیات

باہُو علم خاصِ غیب داند خاصگان — ہر یکی علمی بداند غیب دان
رُو سخن نیست بشنو ای فقیر — ابتداء و انتہاء آن را خبیر

ہر کہ مقام عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ را اولا تصور درین دائرہ برزخ بگیرد۔ انشاء اللہ تعالیٰ بعینہٖ بیند۔

عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ

سِدْرَۃُ الْمُنْتَھٰی

واضح رہے کہ معراج کی رات حق تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نوّے ہزار مسائل بتائے اور ساتھ ہی فرمایا:-

کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تیس ہزار اپنی امت کو بتانا۔ اور تیس ہزار تمہارے اختیار اور تمہاری مرضی پر ہے (بتانا یا نہ بتانا) اور تیس ہزار ہرگز نہ بتانا۔ لیکن ان میں سے اگر کوئی اہل اللہ فقیر فنا فی اللہ کوئی مسئلہ بیان کرے، تو کسی کو اس کے کہنے پر یقین نہیں ہوگا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف فرما ہوئے، تو دیکھا کہ درویش (واقعی) اسی طرح کہتے ہیں، جس طرح رب العزّت جلّ شانہٗ نے فرمایا تھا۔

ابیات

اے باہُوؒ! غیب کا خاص علم تو خاص لوگ ہی جانتے ہیں۔ ہر ایک علم سے غیب دان ہی واقف ہیں۔

اے فقیر! سُن! کوئی رُوئے سخن ایسا نہیں ہے، جس کی ابتداء و انتہاء سے اللہ تعالیٰ آگاہ نہیں ہے۔

جو شخص عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ کے مقام کو دیکھنا چاہتا ہے، اُسے چاہیے کہ وہ اس دائرہ برزخ کا تصور کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عین بعین دیکھے گا۔

عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ

ابیات

در تجلّی سوختن آرام نیست　　روشنی انوار صبح و شام نیست
در تجلّی جلوہ دار عین ذات　　از تجلّی زود باید شُد نجات
ہر کرا شُد دائمی انوار نُور　　شُد چراغ از دل ببین اُو را ظہور
دُنیا مقام ہیچ نیست بگذار این مقام را　　روز و شب اظہار خاص و عام را

حقاً حقاً تجلّی خاص است۔ اگر کسی را تجلّی شُد، آنرا ہمہ علم مکشوف گردد کہ بانظر جبل ہا دگا دگا سازد و از سنگ سرمہ ساختن آسان است و از سنگ سخت تر انسان است، چراکہ سنگدل دیو دل دیو شیطان است و رحم کنندہ رحم است ۔

ہر کہ مقام اسم اللہ را خواہد، تصور برزخ درین دائرہ کُند۔ انشاء اللہ بہ بیند۔ اینست :۔

اِسمِ اللهُ جَلَّشَانُهٗ

بیت

ہر کہ فانی گشت در نفس وجود　　نفس را در غرق وحدت می نمود

بدانکہ نفس را سہ حرف است۔ نَ، فَ، سَ۔ از حرف نَ نیت نیک بدارد

ابیات

تجلّی میں جل کر آرام نہیں ہے پھر صبح و شام کی روشنی کہاں ؟
تجلّی میں عین ذات جلوہ رکھتی ہے۔ تجلّی ہر شے سے جلد نجات دے دیتی ہے۔
جو دائمی طور پر نُور علیٰ نُور ہوگیا۔ اس کا دل روشن ہوگیا، اس کو تو ظاہرا طور پر دیکھ۔
دُنیا کوئی مقام نہیں رکھتی، اس مقام کو چھوڑ دے۔ دن رات خاص و عام کو اس کا اظہار کر دے۔

تجلّی خاص برحق ہے۔ اگر کسی کو یہ تجلّی ہوتی ہے، تو اس پر سارے علوم منکشف ہوجاتے ہیں۔ اور ایک ہی نگاہ سے پہاڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ اور پتھر سے سُرمہ بنالینا آسان ہے۔ اور پتھر سے بڑھ کر سخت انسان ہے۔ کیونکہ شیطان سنگدل ہے۔ اور شیطان کا دل بھی شیطان ہے۔ اور رحیم رحم کرنے والا ہے۔

جو شخص اسم اللہ کے مقام کو دیکھنا چاہتا ہے، تو وُہ اس دائرہ برزخ کا تصور کرے۔ انشاء اللہ عین بعین دیکھے گا دائرہ یہ ہے :۔

اِسمِ اللهُ جَلَّشَانُهٗ

بیت

جو کوئی نفس کے وجود میں فانی ہوگیا۔ اس نے نفس کو وحدت حق میں غرق دکھلا دیا۔

واضح رہے کہ نفس کے تین حرف ہیں۔ نَ۔ فَ۔ سَ۔ حرف نَ سے مُراد یہ ہے

واز حرف فؔ فتنہ بگذارد واز حرف سؔ سخت نفس ؛ چونکہ تابع شود و نیز از حرف نؔ نیت خاص واز حرف فؔ فنا باروح بقا، واز حرف سؔ سرتاج الاولیاء سر الاسرار باخدا ۔

ابیات

باہُوؒ ہر چار نفس بدخو چار چیز	ہر کہ دشمن نفس با حق شد عزیز
باہُوؒ ہر یکی راکردہ ای تحقیق زو	ہر متابعت تابع الرفیق شو
بہتر آنست بانفس بازماند از گفتگو	دفتر پریشانی از دل بشو
نفس آن بہتر کہ باحق یار غار	فقر آن بہتر کہ نفس او سوار
ہر کہ فانی گشت صورت شیخ او	شیخ ہمچون آب طالب آبجو
ہر یکی را کردہ ای تحقیق او	ہر کہ تابع میشود رفیق او

باہُوؒ بی پیر بودن کار شیطانی بود
ہر کرا پیری نباشد پیر او شیطان بود

✣

بدانکہ نفس راست بچیزی نگردد جز اسم اللہ ذات ۔ غلطان و غرق نشود و بیشتر اہل قبور روح اللہ با ذکر قاتل الکفار ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

ہر کہ فنا نفس را خواہد ، دریں دائرہ برزخ تصور کند ، بعینہ بیند :۔

کہ نیت نیک رکھتا ہو ۔ اور حرف فؔ سے مراد یہ ہے کہ فتنہ چھوڑ دیا جائے ۔ اور حرف سؔ سے مراد یہ ہے کہ سخت نفس کو تابع کرنا چاہیے ۔ اور نیز حرف نؔ سے نیت خاص اور حرف فؔ سے فنا با روح بقا اور حرف سؔ سے سرتاج الاولیاء سر الاسرار باخدا ۔

ابیات

اے باہُوؒ ! چاروں بدخو نفسوں کیلئے چار چیزیں ہوتی ہیں ۔ جو کوئی نفس کا دشمن ہوا ، وہ حق تعالیٰ کے ہاں عزیز ہوگیا ۔

اے باہُوؒ ! ان میں سے میں نے ہر ایک کی تحقیق کی ہے ۔ ان کی ہر پیروی سے تو رفیق کا تابع ہو جا ۔

بہتر تو یہی ہے کہ تو نفس کے ساتھ گفتگو کرنے سے باز رہے اور پریشانی کے دفتر کو دل سے دھو ڈال ۔

نفس وہ بہتر ہے جو حق تعالیٰ کا یار غار بن جائے ۔ اور فقر وہ بہتر ہے ، جو نفس پر سوار ہو جائے ۔

جو کوئی فانی ہوگیا ، تو وہ اس کے شیخ کی صورت تھی ۔ شیخ دریا کی مانند اور طالب ندی ہوتا ہے ۔

میں نے ہر ایک (نفس) کی تحقیق کی ہے ۔ جو کوئی اس کا تابع ہو جاتا ہے ، وہ اسکا ساتھی بن جاتا ہے ۔

اے باہُوؒ ! بے پیر ہونا شیطانی کام ہوتا ہے ۔ جس کا کوئی پیر نہ ہو ، اس کا پیر شیطان ہوتا ہے ۔

واضح رہے کہ نفس سوائے اسم اللہ ذات کے درست اور ٹھیک نہیں ہوتا ۔ نہ لڑھکتا اور نہ ہی غرق ہوتا ہے ۔ بہت سے اہل قبور روح اللہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے قاتل کفار ہیں ۔

جو شخص فنائے نفس چاہتا ہے ، وہ اس دائرہ برزخ کا تصور کرے ، وہ عین بعین دیکھ سکے گا ۔ دائرہ یہ ہے :۔

فَنَا فِی نَفْس

بدانکہ نفس چہار خُو دارد۔ نفس امّارہ کہ در دل انَا است و نفس ملہمہ کہ راہزن است و نفس لوّامہ نیک و نفس مطمئنہ کہ بہ متابعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باشد باصدق و صدق الحق و صادق است۔

ہرکہ مقام مجلس اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را خواہد، تصور درین دائرہ برزخ کُند، انشاء اللہ تعالیٰ بعینہٖ بیند۔ (دائرہ) اینست:۔

مقام مجلس اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بیت

دل نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ　　ہرکہ دل را میشناسد میرسد باعین ذات

سوز و دل و جان و فہم عقل ہفت اندام ہا و دیگر اطاعت است۔

بیت

باہُو در مقام خفیٰ دار السلام　　ہر مقامی در خفیٰ باشد تمام

ہرکہ مقام خفیٰ را خواہد، تصور برزخ درین دائرہ کُند، بعینہٖ بیند:۔

فَنَا فِی نَفْس

واضح رہے کہ نفس میں چار خصلتیں ہوتی ہیں۔ نفس امارہ جس کے دل میں انانیت ہے۔ دوسرے نفس مُلہمہ جو راہزن ہے۔ تیسرے نفس لوامہ جو نیک ہے۔ چوتھی مطمئنہ جو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے۔ اور جو باصدق و صدق الحق اور صادق ہوتا ہے۔

جو شخص اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے مقام کو دیکھنا چاہتا ہے، اُسے اس دائرۂ برزخ کا تصور کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عین بعین دیکھ سکے گا۔ دائرہ یہ ہے:۔

مقام مجلس اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بیت

دل ہی تو نماز و روزہ و حج اور زکوٰۃ ہے۔ جو کوئی دل کو پہچان لیتا ہے، وُہ عین ذات تک پہنچ جاتا ہے۔

سوز اور دل و جان اور فہم و عقل بمنزلہ سات جسم کے ہیں اور باقی لمحات کی مانند ہے۔

بیت

اے باہُوؒ! مقام خفیٰ میں دار السلام ہے۔ ہر ایک مقام خفیٰ میں مکمل ہوتا ہے۔

جو شخص مقام خفیٰ دیکھنا چاہتا ہے، اُسے اس دائرۂ برزخ کا تصور کرنا چاہیے انشاء اللہ

مقام خفیٰ

بیت

لانہایت این مقام لامکان   ہر کہ اینجا میرسد امن الامان

ہر کہ مقام عشق لانہایت لامکان دریای ژرف کہ بپوستہ منظور نظر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہد تصور برزخ اسم وحدت کند انشاء اللہ تعالیٰ بعینہٖ بیند۔ اینست:۔

مقامِ عشق لانہایت لامکان

بدانکہ درین دریا غوطہ خوردن، تارک از دنیا و فارغ از عقبیٰ و مستغنی از خلق و خارج از راہ شیطانی و ہوای نفسانی میشود۔

☆

عین بعین دیکھ سکے گا۔ دائرہ یہ ہے۔

مقام خفیٰ

بیت

اس مقام لامکان کی کوئی حد نہیں۔ جو کوئی اس جگہ پہنچ جاتا ہے، وہ امن و امان میں آجاتا ہے۔

جو شخص لانہایت عشق کے لامکان میں جو کہ ایک گہرا دریا ہے پہنچتا ہے، وہ ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منظور نظر رہتا ہے۔ جو شخص لانہایت مکان کا مقام دیکھنا چاہئے اسے چاہیے کہ وہ حسب ذیل اسم وحدت کے برزخ کا تصور کیا کرے۔ انشاء اللہ عین بعین دیکھ لے گا۔ دائرہ یہ ہے:۔

مقامِ عشق لانہایت لامکان

واضح رہے کہ جو شخص اس دریا میں غوطہ لگاتا ہے، وہ دنیا کا تارک، عقبیٰ سے فارغ، خلقت سے بے پرواہ اور راہ شیطانی اور نفسانی خواہشات سے خارج ہوجاتا ہے۔

☆

ابیات

هر کرا از الف الفت شُد تمام — در مقامش الف بیند هر مقام
باھُوؒ الف یک حرف است بر دل نقش دار — تا شوی با حق تعالیٰ یارِ غار
هر که محرم الف محرم سرِّ راز — هر مقام منزلش اُو گشته باز
الف همچون سرو اسرار استاده — سر بپاؤ الف بین آزاده
الف اللہ بس ترا با عین بین — هر که بیند عین آن اهل الیقین

حدیث

تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیَاتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ[1] ط

هر که مقام اُلُوهیت خواهد، تصور درین دائرہ کند، بعینہٖ بیند :-

مقام اُلُوهِیَّت

بیت

باھُوؒ هر کرا باشد ھُوِیَّتْ در وجود — هر طرف کردہ تفکر ھُوْ نمود

[1] نقل از عین العلم شرح زین الحلم از حضرت ملا علی قاریؒ۔

ابیات

جس کسی کو حرف اَ سے پوُری محبت ہوگئی۔ وُہ اپنے مقام میں ہر مقام پر الف دیکھتا ہے۔

اے باھُوؒ اَ ایک حرف ہے، دل پر اس کو نقش کرلے، تاکہ تُو حق تعالیٰ کا یارِ غار بن جائے۔

جو کوئی حرف اَ سے محرم ہوگیا، وُہ سرِّ اسرارِ الٰہی سے واقف ہوگیا۔ وُہ ہر مقام اور منزل سے بامُراد واپس لوٹ آیا۔

الف سروِ اسرار کی طرح کھڑا ہے۔ سرِ الف کے پاؤں پر درمیان میں آزاد ہے۔

تیرے لیے اللہ کا الف عین سے دیکھ، جو کوئی عین دیکھتا ہے، وُہ اہلِ یقین ہوجاتا ہے۔

حدیث

"اس کی نشانیوں کی بابت سوچو۔ اسکی ذات کے بارے میں کچھ نہ سوچو۔"

جو شخص مقام الوہیت دیکھنا چاہتا ہے، وُہ (حسبِ ذیل) دائرۂ برزخ کا تصوّر کرے۔ انشاءاللہ تعالیٰ عین بعین دیکھ لے گا۔ دائرہ یہ ہے :-

مقام اُلُوہِیَّت

بیت

اے باھُوؒ! جس شخص کے وجود میں ھُوِیَّتْ سرایت کرجاتی ہے۔ وُہ جس طرف بھی خیال کرے، اس کو ھُوْ ہی دکھائی دیتا ہے۔

ہر کہ مقام ہُو را خواہد، تصور برزخ درین دائرہ کُند، بعینہٖ بیند، انشاء اللہ تعالیٰ ۔

مقام ھُوَ جَلّشَانہٗ

ابیات

خاکساران محبت راکہ گردی برتن است — ہم نفس ہم گور ہم تابوت ہم پیراہن است

باہوؒ خاکساران راشناسد خاکسار — شہسوار شیر یزدان جانسپار

خاکساری محبت شوی فی اللہ فنا — گور کفن نیست حاجت بامقام کبریا

ہر کہ مقام فقر خواہد، تصور بر اسم فقر درین دائرہ برزخ کند، بعینہٖ بیند :-

اِسمِ فقر

دل شریعت، دل طریقت، دل حقیقت معرفت. محرم شد ہر کہ دل را محرم بشود از فکر۔ ہر کہ تسکر دو جہان را خواہد، تصور اسم اللہ درین دائرہ برزخ

جو شخص ھُو کا مقام دیکھنا چاہتا ہے، اُسے حسب ذیل دائرۂ برزخ کا تصور کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عین بعین دیکھ لے گا۔ دائرہ یہ ہے :-

مقام ھُوَ جَلّشَانہٗ

ابیات

محبت کے خاکساروں کو سب کچھ جسم پر جھیلنا پڑتا ہے۔ نفس، قبر، تابوت اور کفن سب کچھ۔

اے باہوؒ! خاکساروں کو خاکسار ہی پہچانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شیر کا شاہسوار، جانسپار ہوتا ہے۔

محبت کا خاکسار ہو جا اور اس کی محبت میں فنا فی اللہ ہو جا۔ مقام کبریائی میں کفن و قبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جو شخص فقر کا مقام دیکھنا چاہتا ہے، اُسے حسب ذیل برزخ کا تصور کرنا چاہیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عین بعین دیکھ لے گا۔ دائرہ یہ ہے :-

اسمِ فقر

دل ہی شریعت ہے۔ دل ہی طریقت، دل ہی حقیقت اور دل ہی معرفت ہے۔ جو کوئی دل کا محرم ہو جاتا ہے، وہ (ذکر و) فکر کا بھی محرم ہو جاتا ہے۔ جو کوئی دونوں جہان کا تسخیر چاہتا ہے، اس کو چاہیے کہ وہ اسم اللہ کا تصور اس دائرۂ برزخ

کُند، انشاء اللہ تعالیٰ بعینہٖ بیند۔

اِسْمِ اَللّٰہ جَلَّشَانَہٗ

در رسالہ عبد اللہؒ نوشتہ کہ درویش بر پنج وجہ است۔ اوّل کشف القلوب کہ از ہر دلہا خبر دارد۔ دوّم کشف القبور کہ از ارواحہا خبر دارد۔ سوّم اوتاد کہ از مشرق تا مغرب خبر دارد و آن را کشف الکونین گویند۔ چہارم قطب کہ آنرا کشف حقایق الاشیاء نیز گویند کہ مُراد از پنج عالم است: عالم البحر و عالم الانوار و عالم الارواح و عالم الملکوت و عالم الاجسام و عالم جواہر و اعراض نیز گویند۔ از ہفت آسمان و زمین خبر دارد۔ پنجم غوث کہ از بالای آسمان و بالای عرش ہفتاد ہزار حجاب است، آنرا خبر دارد و مرتبہ شش اوتاد یک قطب دارد و مرتبہ شش قطب یک غوث دارد و یک ولایت آنست کہ شب ہر غوث را سیصد و ہفت ہزار درجہ می شود و با ہر درجہ سجدہ کُند و قطب نیم پیر است۔ اگر جز غوث و قطب دعویٰ پیری کُند، فردا قیامت شرمندہ خواہد شُد۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہَا۔

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ ۔

میں کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عین بعین دیکھ لے گا۔ دائرہ یہ ہے:۔

اِسْمِ اَللّٰہ جَلَّشَانَہٗ

جناب عبد اللہؒ کے رسالہ میں لکھا ہے کہ درویش پانچ طرح کے ہوتے ہیں:۔
اول وہ جنہیں کشف القلوب حاصل ہوتا ہے۔ یہ ہر دل سے باخبر ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جنہیں کشف قبور ہوتا ہے۔ اور جنہیں ہر رُوح کی خبر ہوتی ہے۔ تیسرے اوتاد، جو مشرق سے مغرب تک کی خبر رکھتے ہیں، انہیں کشف الکونین کہتے ہیں۔ چوتھے قطب، جنہیں حقائق الاشیاء کا کشف ہوا کرتا ہے۔ جن سے مُراد پانچ عالم ہیں:۔ اور جنہیں عالم بحر، عالم انوار، عالم ارواح، عالم ملکوت، عالم اجسام اور عالم جواہر و اعراض بھی کہتے ہیں۔ انہیں ساتوں آسمانوں اور زمینوں کی خبر ہوتی ہے۔ اور پانچویں غوث جو آسمانوں اور عرش سے اُوپر ستر ہزار پردوں کی خبر رکھتے ہیں۔ ایک قطب کا مرتبہ چھ اوتاد کے برابر ہوتا ہے۔ اور ایک غوث کا مرتبہ چھ قطبوں کے برابر ہوتا ہے۔ اور ایک ولایت اس بات کا نام ہے کہ رات کے وقت ہر غوث کو دس ہزار کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر درجہ کے عوض سجدہ کرتا ہے۔ قطب آدھا پیر ہوتا ہے اور غوث مکمل پیر ہوتا ہے۔ اگر غوث اور قطب کے سوا کوئی اور پیر ہونے کا دعویٰ کرے گا، تو وہ قیامت کے دن شرمندہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (آمین)

تَمَّتْ بِالْخَیْرِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمْ ۔

فہرست

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

"رُوحی شریف"، "تیغ برہنہ"، "کلید التوحید خورد"، "گنج الاسرار"، "فضل اللقا"، "مجالستہ النبیؐ"، "اورنگ شاہی"، "عین الفقر"، "دیوان باہُوؒ" (فارسی)، "کشف الاسرار"، "کلید جنّت"، "محبت الاسرار"، "قرب دیدار"، "مفتاح العارفین"، "اسرار القادری"، "دیدار بخش خورد"، "دیدار بخش کلاں"، "محکم الفقراء"، "توفیق الہدایت"، "عین العارفین"، "عقل بیدار"، "نور الہدیٰ خورد"، "نور الہدیٰ کلاں"، "محک الفقر خورد"، اور "محک الفقر کلاں" کے بعد "جامع الاسرار"، سلطان العارفین، برہان الواصلین حضرت سلطان باہُوؒ کی یہ چھبیسویں[۲۶] قلمی تصنیف ہے، جو راقم الحروف کی جانب سے تدوین و اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کی جا رہی ہے۔

"جامع الاسرار" کی تدوین و تہذیب کرتے وقت خادم الفقراء گل محمد پہاڑپوری، محمد صادق خلف الرشید فضل کریم چکریاں اور صاحبزادہ پیر گل شاہ صاحب خلف الرشید حضرت قبلہ پیر محمد حسین شاہ ٹبہ پیراں کے قلمی نسخہ جات میرے زیرِ نظر رہے، مگر مؤخر الذکر صاحبزادہ پیر گل شاہ صاحب کا قلمی نسخہ مکتوبہ ۲۶ ر ذوالحج ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۶ ر مارچ ۱۹۶۸ء، جو صاحبزادہ محمد نجیب سلطان مدظلہٗ العالی نے خاکسار کو عنایت کیا تھا، کی مدد سے متن تیار کیا گیا ہے۔ اور پھر اسی سے اردو ترجمہ و تشریح کی گئی ہے۔

زیرِ نظر مسودہ کے اردو ترجمہ و تشریح کے دوران مجھے ملک کے مشہور

معروف اور بلند پایہ مذہبی دانشور جناب ڈاکٹر محمود احمد ساقی کا علمی تعاون حاصل رہا، جنہوں نے خصوصاً قلمی مسودہ میں مندرج احادیث مبارکہ کے منابع و ماخذ کی تلاش میں میری معاونت فرمائی، جس کے لیے میں ان کا انتہائی شکر گزار ہوں۔

میں صاحبزادہ پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی صاحب کا بھی انتہائی ممنون ہوں، جنہوں نے میرے اردو ترجمہ و تشریح کے مسودہ پر نظرِ ثانی فرمائی اور مفید مشورے دیے۔

آخر میں ربّ العزّت جلّ شانہٗ سے ملتمس ہوں کہ وہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے بندہ کی اس حقیر سعی و کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے۔ "آمین"

یکم مئی ۲۰۰۳ء

احقر
نسیم